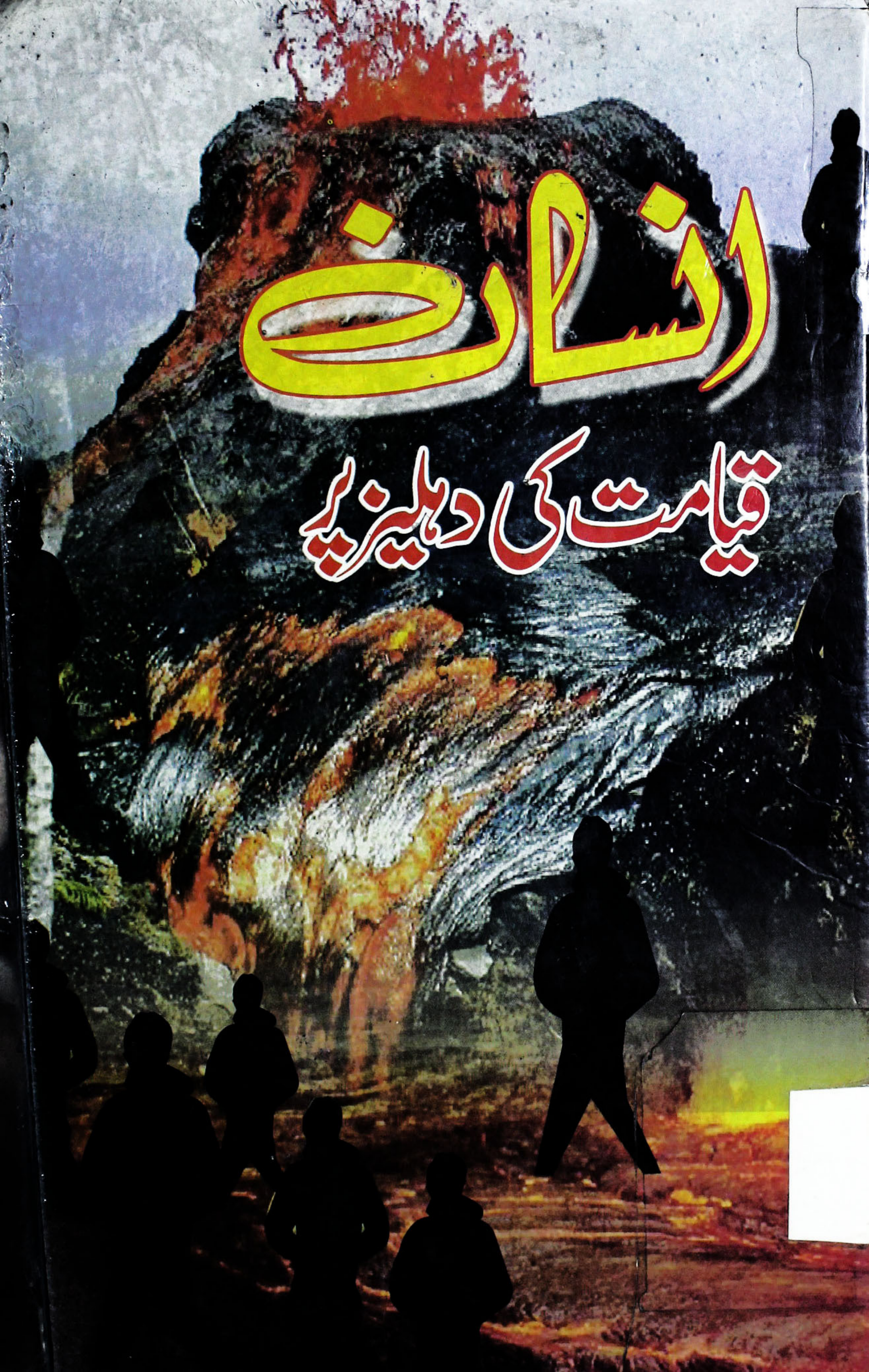


# انسان

قیامت کی دہلیز پر





انسان

تعمیر کی دلیلیں پر

سید ارشاد حسین گیلانی

# جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

نام کتاب: انسان قیامت کی دہلیز پر

مؤلف: سید ارشاد حسین گیلانی (اورینٹل کالج، پنجاب یونیورسٹی)

ناشر: محمد طفیل مدنی

معاونین و تعاون خاص: عبدالوحید شیخ المحترم، وسیم الدین شیخ المحترم، محمد شہزاد سلیم المحترم

کمپوزنگ: محمد عمران، محمد عقیل عمر

پرینٹنگ: ماشاء اللہ بک بانڈر (عبدالرؤف)

قیمت: 300/- روپے

اشاعت: جون - 2008ء

۲۹۷۵۶۳

۱۳۵۵

۷۷۴۳۳

سرا

ان مقامات سے کتاب مل سکتی ہے

- ۱- مکتبہ نبویہ، گنج بخش روڈ، لاہور
- ۲- مکتبہ دارالعلم، گنج بخش روڈ، لاہور
- ۳- سنگت پبلشرز، 25، سی لوئر مال، لاہور

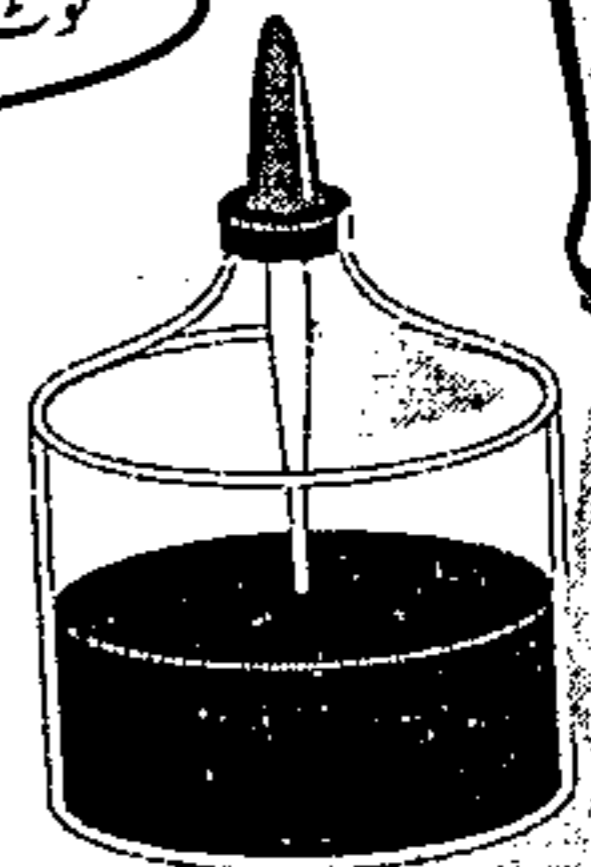
نوٹ: یہ کتاب یہاں سے بھی مل سکتی ہے

محمد طفیل مدنی

E-470/2A، نیواقبال پارک، رانگل ریج روڈ، لاہور کینٹ

موبائل: 0321-4219129, 0333-4219129

فون: 042-5725085





انسان کو بیدار کرنا اور بیدار رہنے دو  
پر قوم بھاری ہے ہمارے ہیں حسین

(جوش ملیح آبادی)

انتساب

عبد اللہ

امام حسینؑ

میں اپنی اس کاوش کو سید الشہداء "حضرت حسینؑ"

کے نام معنون کرتا ہوں

## فہرست

۱۷	باب اول: وجود باری تعالیٰ کا تصور	☆
۱۸	قدیم تہذیبوں کے ہاں خدا کا تصور	☆
۲۱	یہودیت میں خدا کا تصور	☆
۲۲	مسیحیت میں خدا کا تصور	☆
۲۳	اسلام میں خدا کا تصور	☆
۳۳	باب دوم: انسان	☆
۳۵	قرآن مجید میں انسانی تخلیق کا بیان	☆
۳۸	مٹی سے تخلیق	☆
۳۹	انسان کی افزائش نسل کا سلسلہ اور عمل	☆
۴۱	ارواح کی پیدائش	☆
۴۳	نفس	☆
۴۴	کیا نفس ایک ہے یا تین	☆
۴۸	نفس مطمئنہ اور نفس امارہ میں ٹکراؤ	☆
۴۹	انسان کے موکلین	☆
۵۰	شیطان	☆
۵۳	انسان کی حفاظت کے لیے دو فرشتے	☆
۵۷	باب سوم: پہلی قوموں پر عذاب الہی	☆
۶۰	طوفان نوح	☆
۶۳	قوم عاد	☆
۶۶	قوم ثمود	☆
۶۸	قوم لوط	☆
۷۱	حضرت شعیب علیہ السلام	☆
۷۳	فرعون اور اس کی قوم پر عذاب الہی	☆

- باب چہارم: کائنات کا انجام
- ۸۱ قیامت (یوم الفصل) ☆
- ۸۸ قیامت کا وقت پہلے سے مقرر ہے ☆
- ۸۹ قیامت ضرور آئے گی۔ قیامت اچانک آئے گی ☆
- ۹۰ قیامت کے برپا ہونے کا عمل ☆
- ۹۲
- باب پنجم: قیامت کی علاماتِ صغریٰ
- ۹۷ زمانی علامتیں ☆
- ۹۸ چاند کا شق ہونا، حضرت عمرؓ فتنوں کے درمیان رکاوٹ،  
✓ جھوٹے دجالوں کا ظہور، حجاز سے آگ کا نکلنا،  
امت مسلمہ کی قریش کے ہاتھوں تباہی، بیماریاں (طاعون)
- ۱۰۶ دین محمدی سے بے رغبتی ☆
- امر بالمعروف و نہی عن المنکر کو چھوڑنا، نیک لوگوں کا خاتمہ، دین  
پر رہنا مشکل ہوگا، دین غریب اور یار، صرف جان پہچان والوں  
کو سلام کرنا، دنیا کے بدلے دین کو بیچنا
- ۱۱۱ سماجی اور معاشرتی علامات ☆
- قیامت کی اہم معاشرتی علامات، عزیز و اقارب اور پڑوسیوں کا قتل،  
اخلاقی اقدار کا خاتمہ، سیاہ خضاب لگانا، گانا بجانا اور بے حیائی  
کا پھیلنا، لباس کے باوجود عورتیں ننگی، زنا اور شراب نوشی کی کثرت
- ۱۱۸ دولت کی کثرت اور معاشی علامات ☆
- جھوٹ، دھوکہ دہی، سود اور حرام کی کمائی کا فتنہ۔  
مال و دولت کی فراوانی۔ تجارت عام ہوگی اور عورت شوہر کا ہاتھ بٹائے گی۔
- ۱۲۲ امام مہدی کے ظہور سے قریب تر علامات ☆
- ✓ خلافت اور اسلام کی کڑیاں ٹوٹنا۔ حکمرانوں کا فتنہ۔ زلزلوں کی کثرت۔  
وقت کا جلدی گزرتا۔ بلند و بالا عمارات بنانا۔ بے درپے فتنوں کا ظہور۔  
آنے والا زمانہ پہلے زمانہ سے بدتر ہوگا۔ زندہ لوگوں کا قبر والوں پر رشک  
کرنا۔ عرب میں بت پرستی دوبارہ شروع ہونا۔ اندھا دھند قتل و غارت۔  
✓ عیسائیوں کی کثرت ہونا۔ یہودیوں اور عیسائیوں کی تقلید۔  
معاشرتی خرابیوں کی انتہاء، سرخ آندھیوں کا چلنا اور زلزلے آنا۔

۱۴۱	قرآن مجید سے علامات قیام کا بیان	☆
۱۴۶	مسلمان حکمرانوں کو قرآن مجید کا انتباہ	☆
۱۴۹	قیامت کی علامات کبریٰ	باب ششم:
۱۴۹	قیامت کی دس بڑی علامات	☆
۱۵۱	امام مہدی <sup>علیہ السلام</sup> کا ظہور	☆
۱۵۷	دجال	☆
۱۸۰	حضرت عیسیٰ علیہ السلام	☆
۱۸۱	نزول عیسیٰ علیہ السلام قرآن کی روشنی میں	☆
۱۸۲	نزول عیسیٰ علیہ السلام احادیث کی روشنی میں	☆
۱۸۳	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دجال کے خلاف فیصلہ کن معرکہ	☆
۱۸۵	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بعد یہودیوں کا خاتمہ	☆
۱۸۹	یا جوج ماجوج	☆
۱۹۶	ٹھنڈی ہوا کا چلنا اور ہر مومن کی وفات	☆
۱۹۷	تین بڑے خسوف	☆
۱۹۹	سورج کا مغرب سے طلوع ہونا	☆
۲۰۰	زمین سے جانور کا نکلنا	☆
۲۰۲	دھواں کا نکلنا	☆
۲۰۳	بیت اللہ کی پامالی	☆
۲۰۴	مدینہ ویران ہو جائے گا	☆
۲۰۴	قیامت بدترین لوگوں پر آئے گی	☆
۲۰۶	آگ کا نکلنا	☆
۲۰۹	امت مسلمہ کا بحران	باب ہفتم:
۲۱۰	بیسویں صدی کا آغاز اور طوق غلامی اور خلافت ٹوٹ گئی	☆
۲۱۳	امت مسلمہ کی بیداری	☆
۲۱۴	خیر و شر کی دونی ریاستوں کا قیام	☆
۲۱۶	دنیا کی نئی سپر پاور اور امت مسلمہ	☆
۲۱۸	مغرب تہذیب و ثقافت کی یلغار	☆



- ۲۲۹ ☆ امت مسلمہ شکنجے میں
- ۲۳۲ ☆ مسلمانوں کا قتل عام
- ۲۳۷ ☆ دہشت گردی یا جدوجہد آزادی
- ۲۳۹ ☆ باب ہشتم: یہودی و نصاریٰ اور قرب قیامت
- ۲۳۹ ☆ یہودیت اور قریب قیامت
- ۲۴۷ ☆ عیسائیت اور قریب قیامت
- ۲۶۳ ☆ اسرائیل کے مذموم مقاصد
- ۲۶۶ ☆ امریکہ میں مذہبی بیداری
- ۲۶۸ ☆ یہود و نصاریٰ کی ہر مجدوں کے لیے تیاریاں
- ۲۷۳ ☆ باب نہم: قرب قیامت اور جنگیں
- ۲۷۵ ☆ امام مہدی کے ظہور سے قبل جنگیں
- ۲۷۹ ☆ عراق میں فتنے اور جنگیں
- ۲۸۷ ☆ غزوہ ہند
- ۲۹۳ ☆ امام مہدی کی قیادت میں جنگیں
- ۲۹۹ ☆ جنگ اعماق یا دابق
- ۳۰۱ ☆ ملحمہ گبری (جنگ عظیم)
- ۳۰۲ ☆ قسطنطنیہ کی فتح
- ۳۰۹ ☆ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دجال سے فیصلہ کن معرکہ
- ۳۱۰ ☆ یہودیوں کا خاتمہ
- ۳۱۳ ☆ باب دہم: بحث کا خلاصہ
- ۳۱۵ ☆ بیسویں صدی اور علامات صغریٰ کی انتہا
- ۳۱۹ ☆ دنیا ایٹم بموں کے سائے میں
- ۳۲۰ ☆ امت مسلمہ کی عمر
- ۳۲۶ ☆ کیا امام مہدی کا ظہور ہونے والا ہے
- ۳۳۳ ☆ آخری گزارش
- ۳۳۶ ☆ کتابیات

## عرض ناشر

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد! رب العزت مالک کائنات اللہ جل جلالہ کا کروڑ بار بھی شکر ادا کیا جائے تو بھی شکر ادا نہ ہو سکے گا۔ ناکارہ نے حتی الوسع ہمیشہ یہی کوشش کی ہے کہ قارئین کرام کی خدمت میں اعلیٰ معیار کی علمی، ادبی اور حقیقت پر مبنی کتب پیش کی جائیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ”انسان قیامت کی دہلیز پر“ بھی ایک شاہکار ہے۔ جس نے بھی دل کی گہرائیوں سے اس کتاب کا مطالعہ کیا دین و دنیا کی سرخروئی حاصل کرے گا، ان شاء اللہ۔ قیامت ایک حقیقت ہے، جو ہونے والی ہے اور ہو کر رہے گی۔ قرب قیامت کے حوالے سے یہ کتاب قرآن و حدیث اور دیگر کتب سماویہ کے حوالہ جات سے مرتب کی گئی۔ اس میں کسی قسم کا افسانہ نہیں۔

میں جناب سید ارشاد حسین گیلانی کا ممنون ہوں کہ انہوں نے اس کتاب کا مسودہ اشاعت کے لیے مجھے دیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور آقائے دو جہان جان عالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعلین کا تصدق ہے کہ یہ کتاب شائع کرنے کی مجھے سعادت نصیب ہو رہی ہے۔ میں اپنے محترم دوست عبدالوحید شیخ صاحب، وسیم الدین شیخ صاحب اور محمد شہزاد سلیم المحترم کا بھی تہہ دل سے مشکور ہوں کہ انہوں نے اس کتاب کی اشاعت کے لیے مالی معاونت فرمائی۔ اللہ تعالیٰ کے دربار عالی میں ملتمس ہوں کہ مجھ جیسے ناچیز گناہ گار اور قارئین کرام جو اس کتاب کا مطالعہ کریں گے، اللہ تعالیٰ سب کا حامی و ناصر ہو۔

آمین، ثم آمین

محمد طفیل مدنی

## پیش لفظ

تمام تعریفیں رب ذوالجلال کے لئے جو تمام جہانوں کا مالک و مختار اور نظام چلانے والا ہے۔  
 ہر چیز اس کے دست قدرت میں ہے، وہ زندہ کرتا، مارتا اور اپنی بے شمار نعمتوں سے ہمیں نوازتا ہے۔  
 لاکھوں کروڑوں درود و سلام ہمارے آقا و سردار حضرت محمد ﷺ، آپ کی اولاد اور آپ  
 کے اصحاب پر، جن کی حیات طیبہ بنی نوع انسان کے لئے تا قیامت مشعل راہ ہے۔

سائنس و ٹیکنالوجی اور مادی اعتبار سے بلاشبہ موجودہ دور کو ترقی یافتہ ہے لیکن مذہبی، اخلاقی  
 اور معاشرتی لحاظ سے یہ انسانیت کا بدترین دور کہا جاسکتا ہے۔ زمانے کے اطوار بدل چکے ہیں، ہر طرف  
 مکر و فریب، کینہ، بغض و عناد، عریانی اور فحاشی کا طوفان ہے کہ الاماں۔ خلیفہ ارضی مظاہر قدرت سے چھیڑ  
 چھاڑ کے باعث قانون قدرت کی خلاف ورزی کا مرتکب ہو چکا ہے۔ انسانیت ظلم و جبر کے سائے میں  
 سک رہی ہے۔ پے در پے رونما ہونے والے فتنوں کی رفتار تیز ہوتی محسوس ہو رہی ہے۔ طاغوتی  
 طاقتیں اور دجال کے پیروکار ہر طرف سے امت مسلمہ کے خلاف یلغاریں کر رہے ہیں۔ صورت حال کی  
 نزاکت اس کی متقاضی ہے کہ ایسے وقت میں مسلمانوں کو باخبر کیا جائے۔

میں جانتا ہوں کہ میری یہ کاوش قرب قیامت کی علامات اور موجودہ پر فتن حالات کے  
 حوالے سے محض ایک ذرہ بے مقدار ہے، تاہم حوصلہ بندھا کہ شاید میری اس کوشش سے کچھ لوگوں کو  
 فائدہ ہو اور وہ اپنے آپ کو آنے والے اندوہناک حالات میں سنبھال سکیں۔

ہر چند کہ رفیقہ حیات کی طویل علالت آڑے رہی، تاہم احباب کی رہنمائی اور تعاون سے یہ  
 کاوش پایہ تکمیل کو پہنچی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مجھ سیاہ کار و عاجز کی اس کوشش کو قبول فرمائے اور اس کا  
 اجر و ثواب میرے مرحوم والدین کے نامہ اعمال میں درج فرمائے۔ آمین یا رب العالمین۔

## تقریظ

موت ایک اٹل حقیقت ہے اور شاید یہی وہ ہمہ گیر موضوع ہے جو انسانی تفکر کی تاریخ کی نشتِ اول بنا۔ حیات و کائنات کی فنا پذیری دنیا کے ہر مذہب، فلسفے اور ادب کا ایک اہم موضوع چلی آتی ہے اور روئے زمین پر شاید ہی کوئی ایسا سوچنے سمجھنے والا انسان پایا جاتا ہو جس کے عقل و شعور نے کبھی احساسِ فنا کا ذائقہ نہ چکھا ہو اور جس نے کسی نہ کسی طرح اس مسئلے پر غور و فکر نہ کیا ہو!

اسی طرح کائنات کا نقطہ اختتام بھی ایک اٹل حقیقت ہے جب صفحہ ہستی سے زندگی کے تمام مظاہر و آثار نیست و نابود ہو جائیں گے۔ حیات و کائنات کا یہ حتمی اور قطعی مرحلہ انجام ہی قیامت کہلاتا ہے۔ یہ مسئلہ کرۂ ارض پر موجود تمام بڑے مذاہب کے ہاں ایمانیات کا حصہ ہے۔ فلسفہ اور سائنس کو بھی اس سے جرأت انکار نہیں ہے۔ دین اسلام میں تو قیام قیامت، موت کے بعد کی اُخروی زندگی اور تصور جزا و سزا کا قاعدہ اجزائے ایمان میں شامل ہے اور ان سے انکار کرنے والا یا ان پر شک و تردید کا اظہار کرنے والا دائرۂ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔

قیامت کے آثار و علامات اور اس کی وقوع پذیری کی کیفیت و ماہیت کا موضوع ہر انسان کے لیے غیر معمولی دلچسپی کا حامل ہے اور مسلمانوں کے لیے تو خاص طور پر اس کی اہمیت مسلم ہے۔ قرآن کریم میں متعدد مقامات پر علامات قیامت کا ذکر ملتا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مستند ذخیرہ احادیث میں بھی بہت شرح و بسط سے قرب قیامت کی بہت سی نشانیاں بیان فرمائی گئی ہیں۔ مفسرین، محدثین، اولیاء، علماء اور دیگر اکابر امت نے بھی مسئلے کی اہمیت کے پیش نظر اس موضوع پر خاصا مواد یادگار چھوڑا ہے۔ علامات قیامت، وقوع قیامت اور اس کے متعلقات کے بارے میں بنیادی اسلامی منابع میں موجود یہ مواد مختلف مآخذ میں بکھرا ہوا ہے اور کم از کم اردو زبان میں ابھی تک یک جا ہو کر سامنے نہیں آسکا۔

زیر نظر کتاب ”انسان قیامت کی دہلیز پر“ کے مولف سید ارشاد حسین گیلانی شکر پور کے مستحق ہیں کہ انہوں نے بڑی عرق ریزی سے دین اسلام کے بنیادی منابع میں موجود ایسی تمام معلومات کو یک جا کر کے ان کی اشاعت کا اہتمام کیا ہے تاکہ اس کی روشنی میں امت مسلمہ مسئلے کی نزاکت کا کما حقہ

ادراک کر سکے اور اس میں اپنی خامیوں کا احساس اور انہیں دور کرنے کی خواہش بھی پیدا ہو۔  
 ”انسان قیامت کی دہلیز پر“ کے مصنف جناب سید ارشاد حسین گیلانی اور نیشنل کالج،  
 پنجاب یونیورسٹی لاہور جیسی قدیم و عظیم دانش گاہ کے ایک سینیئر آفیسر ہیں۔ وہ ایک ذمہ اور فرض شناس،  
 مستعد اور سب کے خیر خواہ آفیسر ہونے کے ساتھ ساتھ ایک صاحب علم اور اہل دل شخصیت بھی ہیں۔  
 دین سے گہری وابستگی، تصوف و عرفان کی طرف طبعی میلان اور لکھنے پڑھنے سے قابل تعریف حد تک  
 دلچسپی ان کی شخصیت کی نمایاں خصوصیات ہیں۔ زیر نظر موضوع سے انہیں خصوصی دلچسپی ہے اور انہوں  
 نے اس حوالے سے مختلف زبانوں میں موجود متعدد منابع کے گہرے مطالعے میں کئی برس صرف کیے  
 ہیں۔ چنانچہ اس کتاب کے جملہ ابواب اپنی جامعیت کے اعتبار سے ان کی وسعت مطالعہ و مشاہدہ کا  
 بہترین اظہار ہیں۔ انہوں نے بڑی محنت، جاں کاہی اور ذمہ داری سے علامات قیامت کے موضوع پر  
 تمام آیات و احادیث اس کتاب میں جمع کی ہیں، اس موضوع کے تمام فکری اور مذہبی پہلوؤں کا احاطہ کیا  
 ہے، اس کی روشنی میں امت مسلمہ کی موجودہ ابتر عصری صورت حال کا حکیمانہ تجزیہ کیا ہے اور ان میں تطبیق  
 کر کے بہت عمدہ حاصل بحث پیش کیا ہے۔

سید ارشاد حسین گیلانی کا انداز تحریر واضح، دلکش اور اثر انگیز ہے۔ ان کا اخلاص اور مسلمانوں  
 کے بارے میں ان کے دل کی تڑپ اس کتاب کی سطر سطر سے عیاں ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی یہ مفید علمی  
 کاوش قبول فرمائے، انہیں اجر عظیم سے نوازے اور اسے مصنف اور ملت اسلامیہ کے لیے نتائج خیر کا  
 باعث بنائے!

(ڈاکٹر غلام معین الدین نظامی)

صدر مسند حضرت سید علی ہجویریؒ

اور نیشنل کالج، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

## تقریظ

”انسان قیامت کی دہلیز پر“ سید ارشاد حسین گیلانی کی ایسی علمی و تحقیقی کاوش ہے جو اپنے موضوع کے اعتبار سے نہ صرف ممتاز و منفرد ہے بلکہ نادر بھی ہے۔ اسی طرح معلومات و مواد کے لحاظ سے بھی امتیازی تحقیق و جستجو کی حامل ہے۔ زبان و اسلوب میں شستہ و پختہ ہے۔ نیز استنباط و استخراج اور نتیجہ خیزی کے حوالے سے شاہ صاحب کا اسلوب بالکل منفرد نظر آتا ہے۔ امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی عمر اور آثار و علامات قیامت کے حوالہ سے شاہ صاحب کی تحقیق لا جواب اور فکری عروج کی حامل ہے۔

آثار قیامت میں سب سے بڑا نشان یہ ہے کہ جس ملت اسلامیہ کو آج سے چودہ سو سال قبل بنی نوع انسان کی قیادت و امامت کا فرض سونپا گیا تھا وہ خود منسوخ ادیان کے حاملین کے نقش قدم پر چلنے لگ گئی اور نوبت بایں جا رسید کہ حزب اللہ اور حزب الشیطان کے درمیان آخری فیصلہ کن معرکہ کے لیے میدان تیار ہے۔ سرکار دو جہاں، اصدق الصادقین، امام الانبیاء، ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امت محمدیہ کو پیش آنے والے واقعات کا تجزیہ کرتے ہوئے جس غزوہ الہند کا ذکر فرمایا تھا وہ آج ہمارے دروازوں پر دستک دے رہا ہے۔ حالات کا تقاضا یہ ہے کہ ہمیں قرآن و سنت پر عمل پیرا ہو کر شرح صدر کے ساتھ اپنی جملہ کوتاہیوں اور نقائص کا جائزہ لے کر انہیں دور کرنا ہوگا۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کی اتباع کو لازم پکڑنا ہوگا۔ آخری معرکہ یقیناً ہونے والا ہے۔ اس فیصلہ کن گھڑی میں ہمیں اپنی جان و مال کو پاکیزہ کرنا ہوگا تاکہ آزمائش کی صورت میں اللہ کریم اسے قبول کر لے اور ہمیں اہل حق کا ساتھ دینے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ کریم سے دعا ہے کہ وہ شاہ صاحب کی اس علمی و تحقیقی کاوش کو ان کے میزان حسنات میں شامل فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

(پروفیسر ڈاکٹر خالق داد ملک)

چیمبر میں شعبہ عربی، اورینٹل کالج، پنجاب یونیورسٹی

## مقدمہ

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو خلافت ارضی سے سرفراز فرما کر زمین پر اتارا، جبکہ شیطان کو بھی زمین پر دھکیل دیا گیا۔ انبیاء کرام بنی نوع انسان کی ہدایت و رہنمائی کے لئے مبعوث ہوتے رہے، جبکہ شیطان بھی انسانوں کو راہ حق سے ہٹانے میں مشغول رہا۔ اس طرح خیر اور شر کے درمیان معرکہ آرائی ازل سے جاری ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری پیغمبر اور رسول ہیں اور آپ ﷺ پر آخری کتاب الہی (قرآن مجید) نازل ہوئی۔ آپ ﷺ پر پہلی وحی ۶۱۰ء کو نازل ہوئی، اس لحاظ سے ۲۰۱۰ء کو ظہور اسلام کے چودہ سو (سٹھی) سال مکمل ہو جائیں گے۔ مسلمانوں کے پاس دین کا اثاثہ (بنیادی مآخذ) قرآن و سنت موجود ہے، جس پر عمل پیرا ہو کر مسلمان صدیوں عروج پر رہے۔

تاریخ اسلام کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ اسلام کی چودہ سو سالہ تاریخ میں مسلمانوں کو بڑے بڑے حوادث کا سامنا کرنا پڑا۔ حضور نبی کریم ﷺ کے وصال کے بعد فتنہ ارتداد، ملوکیت کی ابتداء اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت، صلیبی جنگیں، خلافت عباسیہ کا خاتمہ اور فتنہ تاتار نے تو مملکت اسلامیہ کی اینٹ سے اینٹ بجادی۔ لیکن مسلمان ان تمام حوادث سے سرخرو ہو کر نکلے، اس کی وجہ قرآن و سنت کی اتباع اور اسلام کے معاشرتی نظام پر قائم رہنا تھا۔ لیکن جیسے ہی مسلمان قرآن و سنت سے دور ہوئے انہیں زوال آ گیا۔ پھر اہل عالم نے دیکھا کہ بنی نوع انسان کی رہنمائی کرنے والے بیسویں صدی کے آغاز میں نصاریٰ کے ہاتھوں خس و خاشاک ہو گئے، جس کی خبر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چودہ سو سال قبل دی تھی:

✓ ”عنقریب قومیں تم پر ٹوٹ پڑنے کے لئے ایک دوسرے کو بلائیں گی جیسے بھوکے کھانے پر ٹوٹ پڑنے کے لئے ایک دوسرے کو بلاتے ہیں۔“

(سنن ابوداؤد، کتاب الملاحم)

اس کے بعد مسلمانوں نے دیگر مفتوح قوموں کی طرح اہل مغرب (نصاری) کی ذہنی غلامی قبول کرتے ہوئے ان کا سیاسی، اقتصادی اور معاشرتی نظام بھی اپنالیا۔  
تاریخ کرام! یہی وہ غور طلب امر ہے کہ جس امت (محمدی) کو آج سے چودہ سو سال قبل بنی نوع انسان

کی امامت اور رہنمائی کا فرض سونپا گیا تھا وہ خود اہل مغرب (نصاری) کی ذہنی طور پر غلام بن گئی اور ان کے نقش قدم پر چلنا شروع کر دیا۔ اب بنی نوع انسان کی رہنمائی کون کرے، انسانیت کا سبق کون دے۔ تاریخ انسانی کا یہی وہ آخری المناک موڑ ہے جہاں سے آثار قیامت کے ظاہر ہونے کی رفتار تیز ہونی شروع ہوئی۔

اب امت مسلمہ اس بوڑھے ناکارہ اور بے اختیار شخص کی طرح اپنی عمر کے آخری مرحلے میں داخل ہو چکی ہے جو اپنی ذمہ داریاں اور اختیارات دوسری نسل کو منتقل کر دیتا ہے۔ مسلسل تین صدیوں تک اہل مغرب کے ہاتھوں پٹنے کے باوجود جس قوم نے عبرت حاصل نہیں کی، اس سے دنیا کی رہنمائی کی توقع رکھنے والے احمقوں کی جنت میں بستے ہیں۔

سفینہ انسانیت بحر ظلمات میں ڈمگ رہا ہے۔ ۱۹۷۱ء سے ۲۰۰۷ء کے اختتام تک یہود و نصاریٰ اور دیگر اقوام کی وحشت اور بربریت کے باعث ۶۰ لاکھ سے زائد شہید ہونے والے مسلمانوں پر مظاہر قدرت اور وحوش و طیور نوحہ کناں ہیں، زمین لرز رہی اور آسمان کانپ رہا ہے۔ لیکن مسلمانوں کو اس کا کوئی احساس ہے اور نہ غم، انہیں تو بس نئے میلنیم کے شروع ہونے پر اپنے آقاؤں کے ساتھ مل کر ایک کورس (یک تال و یک زبان) میں خوشی کے گیت گانے سے فرصت نہیں۔

بیسویں صدی میں یہود و نصاریٰ کے نقش قدم پر چلنے کے باعث قیامت کی تقریباً تمام علامات صغریٰ پوری ہو چکی ہیں اور بنی نوع انسان علامات کبریٰ کے دور میں داخل ہو چکا ہے۔ امت مسلمہ کے خطیب اور واعظ کرہ ارض کے سب سے بڑے فتنے دجال اور قیامت کے بارے میں خبردار کرنا کبھی کا بھول چکے ہیں۔ حرام و حلال کی تمیز ختم ہو چکی ہے، گناہ اتنا عام ہے کہ اسے گناہ سمجھا ہی نہیں جاتا ہے۔ اہل مغرب کی تقلید اور تمام شعبہ ہائے زندگی میں امریکہ کی مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔ اوپر سے مغربی میڈیا اور بھارت کی ثقافتی یلغار نے چار چاند لگا دیئے ہیں۔

اب یہی ہمارا اوڑھنا بچھونا اور یہی ہماری طرز معاشرت ہے۔ یہود و نصاریٰ کی تقلید اور پیروی میں امت مسلمہ کی بھلائی اور فلاح نہیں، یہی سبق ہمیں شاہِ عرب و عجم سے ملا ہے۔ اب مسلمانوں کو سمجھ لینا چاہیے کہ ہم بھٹک چکے ہیں اور ہماری کوئی منزل نہیں۔

یہی وہ مقام ہے، جہاں پر آئین خداوندی کے مطابق پہلی قوموں کی ہدایت اور انسانی معاشرے کو صحیح ڈگر پر چلانے کے لئے انبیاء مبعوث ہوتے رہے۔ اب رسالت کا باب تو بند ہو چکا ہے اور امت مسلمہ تین صدیوں میں بھی نہیں سنبھلی۔ خلیفۃ اللہ (امام مہدی) کے ظہور کے لئے فضا سازگار اور حزب اللہ اور حزب الشیطان کے درمیان آخری فیصلہ کن معرکوں کے لئے میدان تیار ہے۔ یقیناً وہ وقت آ پہنچا ہے،



جس کے بارے میں اہل بصیرت کا نقطہ نظر ہے کہ شاید اللہ تعالیٰ اب اس عالم کی بساط کو جلد لپیٹ دے۔ دوسری طرف یہود و نصاریٰ اپنی مقدس کتب اور مسلمانوں کی کتب سے استفادہ کر کے قرب قیامت کے حوالے سے اپنی تیاریاں مکمل کر چکے ہیں۔ باقاعدہ منصوبہ بندی سے ایک کے بعد دوسرے اور دوسرے کے بعد تیسرے ملک کو تباہ و برباد کیا جا چکا ہے۔ نہایت ہوشیاری سے قدم بہ قدم آگے بڑھتے ہوئے سیاسی اور عسکری لحاظ سے مضبوط مسلم ممالک کے گرد گھیرا تنگ کیا جا رہا ہے۔

عرب ممالک کی بحری ناکہ بندی کی جا چکی ہے، تیل پر نصاریٰ کی اجارہ داری ہے، زمینی اڈے قائم کئے جا چکے ہیں۔ مسلمان اس طرح بے دست و پا کیے جا چکے ہیں، جس طرح کسی شخص کو رسی سے باندھ کر کہا جائے کہ اب لڑو۔

یورپ بالخصوص امریکہ میں اس وقت تاریخ کی سب سے بڑی اور خوفناک جنگ ہر مجدوں (Armageddon) کا بہت شور و غوغا ہے، ان کے مذہبی لیڈر عوام کو ایک بڑی جنگ کے لئے اکسارہے ہیں۔ صورت حال خراب سے خراب تر ہوتی چلی جا رہی ہے اور جو کچھ آئندہ ہونے والا ہے، اس سے مسلمان کو آگاہ کرنا ضروری ہے۔ یہی وہ محرکات ہیں، جنہیں قرآن و حدیث کی روشنی میں اس کتاب میں زیر بحث لایا گیا ہے۔

ترتیب کے اعتبار سے یہ کتاب دس ابواب پر مشتمل ہے۔

پہلے باب میں مالک ارض و سماء کا ذکر کیا گیا ہے، جس نے کائنات اور اس میں موجود ہر چیز کو تخلیق کیا ہے اور وہی اس کے انجام کا اختیار رکھتا ہے۔

دوسرے باب میں انسان کی تخلیق، جن اعزازات و انعامات سے نوازا گیا اور جو برائی کی قوتیں اس میں ورود کی گئی ہیں اس کا ذکر کیا گیا ہے۔ تاکہ ہر کوئی جان لے کہ اس کرہ ارض کی تباہی و بربادی کا ذمہ دار خود حضرت انسان ہی ہے۔ اس کے علاوہ انسان کے ازلی وابدی دشمن شیطان کو بھی زیر بحث لایا گیا ہے۔

تیسرے باب میں قرآن و حدیث کی روشنی میں پہلی قوموں میں موجود برائیوں کی نشاندہی کی گئی جن کے باعث ان پر عذاب الہی نازل ہوا، تاکہ موجودہ دور میں رائج برائیوں کا اس سے موازنہ ہو سکے۔ چوتھے باب میں کائنات کے انجام کے بارے میں بحث موجود ہے، نیز قرآن مجید کی مختلف آیات پیش کر کے قیامت کے برپا ہونے کے عمل کو واضح کیا گیا ہے۔

پانچویں باب میں صحاح ستہ اور احادیث کی دیگر مستند کتب سے قیامت کی علامات صغریٰ کے

بارے میں احادیث پیش کی گئی ہیں، ساتھ نہایت مختصر انداز میں بیسویں صدی میں علامات صغریٰ کے پورے ہونے کا بیان ہے۔

چھٹا باب قیامت کی علامات کبریٰ کے بارے میں ہے، جس میں امام مہدی کے ظہور سے لے کر آخری علامت آگ کے نکلنے تک کو احادیث کی روشنی میں پیش کیا گیا ہے۔

ساتویں باب کا نام امت مسلمہ کا بحران ہے، جس میں حضور نبی کریم ﷺ سے موجودہ زمانے تک بالخصوص بیسویں صدی میں مسلمانوں کی حالت زار پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

آٹھویں باب میں یہود و نصاریٰ کی مقدس کتب سے متون پیش کر کے قرب قیامت کے حوالے سے بحث کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ ہر مجددون کی جنگ کے بارے میں ان کی تیاریوں کا ذکر کیا گیا ہے۔

نوویں باب میں قبل از ظہور مہدی سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دجال کے خلاف آخری معرکے تک ہونے والی جنگوں کے بارے میں احادیث اور یہود و نصاریٰ کی مقدس کتب سے متون پیش کر کے بحث کی گئی ہے۔

دسواں باب بحث کے خلاصہ پر مشتمل ہے، جس میں کسی نتیجے پر پہنچنے کی کوشش کی گئی ہے۔  
قارئین کرام! حالات کا تقاضا تو یہ ہے کہ امت مسلمہ قرآن و سنت پر عمل پیرا ہوتے ہوئے کھلے دل سے اپنی جملہ خرابیوں اور خامیوں کا جائزہ لے کر اسے دور کرے۔ اسلام کے خلاف یہود و نصاریٰ کی سازشوں اور شرانگیزیوں کے خلاف متحد ہو کر ایک مشترکہ لائحہ عمل اختیار کریں۔ کیونکہ آنے والے سالوں میں حزب اللہ اور حزب الشیطان کی طاقتیں واضح طور پر ایک دوسرے کے سامنے ہوں گی، جبکہ درمیانی راستے کی گنجائش نہ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کا حامی و ناصر ہو۔

قرآنی آیات اور احادیث کی عبارت کے اعراب کی درستگی، پروف ریڈنگ اور مطلوبہ کتب کی فراہمی کے لئے میں احباب کا تہہ دل سے ممنون ہوں، اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔  
اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مسلمانوں کو دین محمدی کا سچا پیروکار بنائے اور کفر کے مقابلے میں اسلام پر جینے اور مرنے کی توفیق دے۔ آمین ثم آمین۔

## وجود باری تعالیٰ کا تصور

اللَّهُ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ (القرآن)

- اللہ ہی زمین اور آسمانوں کا نور ہے۔

لَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ (حدیث)

تیری حمد کو میں گھیر نہیں سکتا۔

ایک باشعور انسان جب اپنے ارد گرد مظاہر قدرت زمین، سمندر، پہاڑ، مرغزاروں، صحراؤں، چٹیل میدانوں کو دیکھتا ہے اور آسمان پر سورج، چاند اور ستاروں پر نظر دوڑاتا ہے تو اس کی نگاہ آسمان کی وسعتوں میں گم ہو جاتی ہے۔ فہم و ادراک آخری حد کو چھوٹا ہے تو اس سے آگے کچھ سمجھ نہیں آتا۔ پس ان سب کا کوئی خالق ہے جو اس نظام کو چلا رہا ہے۔

☆ ”خدا کی ہستی کا سب سے بڑا ثبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات ہے اور

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سب سے بڑا ثبوت معجزہ قرآن ہے۔ جس نے عقل

مشاہدہ اور وجدان کو جمع کر دیا۔“ (علامہ محمد اقبال)

☆ اگر خدا موجود نہ ہو تو اسے ایجاد کرنا ضروری تھا۔ (وولٹائر)

☆ خدا ایک آرٹسٹ ہے۔ (پکاسو)

وجود باری تعالیٰ کا سب سے بڑا ثبوت انسان خود ہے۔ اگر ہم انسان کو ایک وجود

مانتے ہیں، تو اس کے خالق کو بھی ماننا پڑے گا۔ انسان فانی ہے جب کہ اس کا خالق لافانی، ان

کے مابین عبد اور معبود کا رشتہ ہے۔ ظاہر ہے معبود کے بغیر عابد کا وجود کیسا۔ اگر کائنات ہے،

آگ، پانی، ہوا، شجر، حجر، مرغزار، زمین، سورج اور آسمان پر چاند ستاروں سے جڑے نگینے ہیں دن اور رات بدل کر آنے میں ایسی ترتیب ہے، اگر نظام شمسی، محوری گردش، سالانہ گردش اور نظم و ترتیب سے ہر چیز کا ٹھیک اندازے سے چلنا ہے تو ان تمام مظاہر اور وسیع و بسیط کائنات کو تخلیق کرنے، چلانے اور کنٹرول کرنے والی کوئی ہستی بھی ہے، وہی خدا ہے۔

خدائے بزرگ و برتر نے انسان کو عقل و شعور بخشا کہ وہ تدبیر کرے اور دیکھے کہ اس جہاں کو مالک ارض و سماء نے کس طرح اپنے اسرار الہی کا محل اور اس وسیع و عریض کائنات کو اپنے لطائف کے نگینوں سے مزین و منور کر دیا۔ اجرام فلکی، اجسام الارض اور مظاہر قدرت و رطہ حیرت تو ہیں۔ رب کی پہچان پہلے پیغمبروں کی کتابوں میں ہے اعْرِفْ نَفْسَكَ تَعْرِفْ رَبَّكَ (تو اپنے آپ کو پہچان لے رب کو پہچان لے گا) احادیث میں مذکور ہے۔ مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ (جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا اس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔)

### قدیم تہذیبوں کے ہاں خدا کا تصور

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک انبیاء کرام ہر قوم کو ایک معبود کی اطاعت و فرمانبرداری کی ہدایت و تبلیغ کرتے آئے ہیں لیکن بشری کمزوریوں اور شیطان کے ورغلاوے میں آ کر قدیم اقوام نے بتوں کی پوجا پاٹ شروع کر دی۔ ان کے ہاں بہت سے خداؤں کا تصور پایا جاتا تھا۔ لوگ انہیں (بتوں کو) مختلف ناموں سے پکارتے، ان کے سامنے حاجتیں رکھتے اور ماتھا ٹسکتے تھے۔ ہر قوم کے رسم و رواج، پیدائش، موت اور روز حساب کے بارے میں بھی نظریات جدا جدا تھے۔

کوئی قوم آسمان پر سات دیوتاؤں کی پوجا کرنے لگی یعنی سورج، چاند اور پانچ سیارے، ہر ایک دیوتا کی عبادت کے لیے الگ الگ دن مخصوص تھے۔ انہی کے نام پر ہفتے کے دنوں کے نام رکھے گئے، کئی قومیں اژدھا کی پوجا کرتیں تو کئی اپنے ہاتھ سے بت بنا کر اپنی جہیں اس کے آگے

ٹیکتے، تو کسی نے سمندر کو اپنا خدا جانا۔ قرآن مجید میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قوم کے تصور خدا کے بارے میں ارشاد ہے:

وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ لِأَبِيهِ أزرَ اتَّخِذْ أَصْنَامًا لِلَّهِ إِنِّي أَرَكُ  
وَقَوْمَكَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۝

(سورة الانعام: ۷۴)

”اور جب کہا تھا ابراہیم نے اپنے باپ آزر سے کیا تم ٹھہراتے ہو بتوں کو معبود میں تو دیکھتا ہوں تمہیں اور تمہاری قوم کو صریح گمراہی میں۔“

قدیم اقوام سمیریوں، سامیوں، آشوریوں، بابلیوں، مصریوں، چینیوں، کنفوشس، آریاؤں (ہندومت، جین مت)، بدھ مت، زرتشت، مجوسیوں، مانوی، مزدکی، قدیم یونان، قدیم روم اور قدیم جاپانی مذاہب میں مظاہر پرستی، ارواح پرستی، آباء پرستی، حیوان پرستی، شجر پرستی، آگ پرستی اور سورج کی پوجا کی جاتی تھی۔ کئی اقوام میں بت پرستی کے ساتھ ساتھ کسی ماورائی طاقتور خالق کا تصور بھی موجود تھا اور کہیں لوگ کائنات کو تخلیق کرنے والی عظیم ہستی کے تصور سے بالکل نا آشنا تھے لیکن اس کے ساتھ ساتھ ان تہذیبوں، قوموں اور مذاہب میں الہامی مذاہب کے عقائد و نظریات بھی شامل تھے۔

زمانہ قبل از اسلام جزیرہ نما عرب میں بھی مظاہر پرستی، حیوان پرستی، آباء پرستی اور عضو انسانی کی پرستش ہوتی تھی۔ مختلف قبائل نے الگ الگ دیوتا اور دیویاں بنا رکھی تھیں۔

قبیلہ قریش جو خانہ کعبہ کا متولی ہونے کے باعث پورے عرب میں ممتاز تھا، ان کا سب سے بڑا بت ہبل خانہ کعبہ کی چھت پر رکھا ہوا تھا۔ جنگ میں فتح اور کامیابی کے لیے اس کے سامنے دعائیں مانگی جاتی تھیں۔ اس کے علاوہ اس قدیم ترین معبد (خانہ کعبہ) میں 360 بت رکھے ہوئے تھے۔ ظاہر ہے ان سب کی پوجا تو ممکن نہ تھی، تاہم ہر دن ایک بت کے لیے مخصوص

تھا، اس طرح ایک بت کو ایک قمری سال میں ایک بار ہی پوجا جاتا تھا۔

اس کے علاوہ عرب میں زمانہ قدیم سے پوجے جانے والے تین بڑے بت یعوث، یعوق اور سواع بھی تھے۔ جن کا ذکر قرآن مجید میں ہے:

قَالَ نُوحٌ، رَبِّ انَّهُمْ عَصَوْنِي وَاتَّبَعُوا مَنْ لَمْ يَزِدْهُ مَالَهُ وَلدَهُ  
إِلَّا خَسَارًا ۝ وَمَكْرُؤًا مَكْرًا ۝ وَقَالُوا لَا تَذَرُنَّ آلِهَتَكُمْ  
وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَلَا سُوَاعًا ۝ وَلَا يَغُوثَ وَيَعُوقَ وَنَسْرًا ۝  
وَقَدْ أَضَلُّوا كَثِيرًا ۝ وَلَا تَزِدِ الظَّالِمِينَ إِلَّا ضَلَالًا ۝

(سورۃ نوح: ۲۲ - ۲۴)

ترجمہ: ”نوح علیہ السلام نے کہا اے میرے پروردگار! ان لوگوں نے میری تو  
نافرمانی کی اور ایسوں کی فرمانبرداری کی جن کے مال اور اولاد نے ان کو یقیناً نقصان  
ہی میں بڑھایا ہے اور ان لوگوں نے بڑا سخت فریب کیا اور کہا انہوں نے کہ ہرگز  
اپنے معبودوں کو نہ چھوڑنا اور نہ وُد اور سواع اور یعوث اور یعوق اور نسر کو چھوڑنا اور  
انہوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کیا، اے اللہ تو ان ظالموں کی گمراہی اور بڑھا۔“  
صحیح بخاری میں ہے:

”قوم نوح کے بتوں کو عرب کفار نے لے لیا۔ دومتہ الجندل  
میں قبیلہ کلب وُد کو پوجتے تھے، ہذیل قبیلہ سواع کا پرستار تھا اور قبیلہ مراد،  
بنو غطفیف (جو جرف کے رہنے والے تھے یہ شہر سبا کے پاس ہے) یعوث  
کی پوجا کرتا تھا، ہمدان قبیلہ یعوق کا پجاری تھا اور آل ذی کلاع قبیلہ حمیر  
نسربت کا ماننے والا تھا۔“

(صحیح بخاری، کتاب تفسیر، سورۃ نوح)

روایتوں میں کہ یہ بت دراصل حضرت ادریس علیہ السلام کے زمانے کے صالح بزرگوں کے تھے۔ ان کے انتقال کے بعد شیطان نے اس زمانے کے لوگوں کے ذہن میں یہ بات ڈالی کہ ان بزرگوں کی عبادت گاہوں میں یادگار قائم کریں۔ چنانچہ انہوں نے وہاں نشان بنا دیئے اور ہر بزرگ کے نام پر انہیں مشہور کیا جب تک یہ لوگ زندہ رہے تب تک تو اس جگہ کی پرستش نہ ہوئی لیکن یادگار قائم کرنے والے لوگوں کے مرجانے کے بعد جو لوگ آئے بوجہ جہالت کے انہوں نے باقاعدہ ان جگہوں کی اور ان ناموں کی پوجا پاٹ شروع کر دی۔

اس وقت دنیا میں اکثریت کے ساتھ تین (اہل کتاب) مذاہب موجود ہیں۔ یہودی، عیسائی اور مسلمان، اب ان تینوں مذاہب کے ماننے والوں کے ہاں خدا کے تصور کے بارے میں جائزہ لیتے ہیں:

### یہودیت میں خدا کا تصور

یہودیت ایک الہامی مذہب ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پیروکار بنی اسرائیل خدائے واحد کو ماننے والے اور اپنے آپ کو خدا کا دوست کہتے ہیں۔ ان کا دعویٰ ہے کہ وہ خدا سے بڑا قریبی تعلق رکھتے ہیں۔ یہودی مذہب کی بنیاد دو باتوں پر ہے، اول خدا کا ایک ماننا، دوسرا بنی اسرائیل کے ساتھ اس کا مخصوص تعلق۔ یہودی اپنی دعاؤں میں (یہودی صحیفوں کے مطابق) خدا کو ”وہ فوجوں والا یعنی رب الافواج“، ”میرے خدا“ اور ”میرے مالک“ کے الفاظ استعمال کرتے ہیں۔

یہودیوں کے صحیفوں میں اللہ تعالیٰ کا نام ”یہودا“ تھا مگر عام اسرائیلی کو یہ نام زبان پر لانے کی اجازت نہ تھی، دوسرا عام نام ”امیم“ جو ہر موقع پر استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ ان کے ہاں خدا کے بہت سے نام ہیں جب کہ تورات کا دفتر ان کے ذکر سے بالکل خالی ہے۔

اگرچہ یہودی اپنے آپ کو توحید کا بڑا علمبردار سمجھتے ہیں لیکن ان کے ہاں بھی تشبیہ اور تمثیل کا کثرت سے استعمال ہے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کا خدا سے کشتی لڑنا، کوہ طور پر

شعلوں کے اندر نمودار ہونا، خدا کا جوش و غضب میں آ کر کوئی کام کر بیٹھنا، پھر پچھتانا، ہیکل کی تباہی پر اس کا نوحہ کرنا، اس کی انتڑیوں میں درد کا اٹھنا اور کلیجے میں سوراخ پڑ جانا وغیرہ۔ نیز خدا کے تصور کے بارے میں بنی اسرائیل کے کاہنوں اور جادو گروں نے بعد میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات میں اپنی طرف سے کئی آمیزشیں کر ڈالیں۔

### مسیحیت میں خدا کا تصور

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پیروکار ہیں۔ لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد عیسائیوں میں یہودی مذہب کا عنصر اور کچھ یونانی فلسفہ شامل ہو گیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا قرار دیا جانے لگا جب کہ ان کی کتابوں میں ”باپ“ کا لفظ خدا کے لیے استعمال ہوا ہے۔ اس لفظ کی حقیقت اور خدا پر اس کا اطلاق کرنے سے ان کا کیا مقصود ہے؟ گوشت، پوست اور مادیت سے بھرے ہوئے لفظ کا خدا پر مجازاً اطلاق چہ معنی دارد، اس سے مذہب میں غلط فہمیاں شامل ہوئی ہیں۔ اگر ان باتوں کو الگ کر کے بھی دیکھیں تو یہ صرف خدا کی جمالی صفات کی بالکل غلط اور مادی تعبیر ہے۔ فلسفہ کی آمیزش نے عیسائیت میں تثلیث کے اختراعی عقیدہ کو اسی مسئلہ صفات کے پردے میں چھپا لیا ہے۔

تاریخ مذاہب میں رشید احمد خان لکھتے ہیں:

”الوہیت کا عقیدہ یہودیوں میں موجود تھا وہ خالق کائنات کو یہودا کے نام سے پکارتے اور اپنی دعاؤں میں لشکروں والا بھی کہتے تھے جب کہ عیسائی وجود باری تعالیٰ کے سلسلے میں یہودی عقیدہ اور یونانی فلسفہ سے متاثر نظر آتے ہیں۔ عیسائی تثلیث کا دوسرا اقنوم بیٹا ہے جب کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ بعد کی پیداوار ہے۔ انہوں نے بعد میں اضافہ کیا ہے۔ ان کے عقائد کا سبب اناجیل میں بار بار بتلایا گیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خود کو اللہ کا بندہ کہا ہے



اور جب وہ خدا کو اپنی دعاؤں میں پکارتے تو ”باپ“ کے لفظ سے پکارتے۔ تاہم یہ لفظ بندگی اور محبت کے لیے استعمال کیا گیا۔ ان کے دو حواری ”متی اور لوقا“ نے ان کے ایک کنواری عورت کے بطن سے پیدا ہونے کے باعث خدا کا بیٹا تسلیم کر لیا، متی میں ہے۔“

”یہ میرا پیارا بیٹا ہے جس سے میں خوش ہوں۔“ (متی ۱۷/۳)

پھر اسی انجیل میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبان سے یہ کہلایا گیا ہے کہ:

”آسمان اور زمین کا سارا اختیار مجھے دیا گیا ہے۔“ (متی ۱۸/۲۸)

تاہم یوحنا کی انجیل میں یسوع کو کلمۃ اللہ کہا گیا ہے۔

### اسلام میں خدا کا تصور

ظہور اسلام سے قبل باوجودیکہ انبیاء کرام نے اپنی اپنی امتوں کو درست اور صحیح عقیدہ توحید کی طرف راہنمائی فرمائی لیکن ان کے پیروکاروں نے بعد میں انسانی اوصاف و جذبات کی مشابہت اور جسم و ہیئت کی تشہیر و تمثیل سے خدائے واحد کے تصور اور صفات الہی کو یکسر آلودہ کر دیا۔ ان حالات میں ضروری تھا کہ ایک مکمل جامع دین آئے اور خدا کو وحدہ لا شریک ماننے کے ساتھ ساتھ مخلوق خدا کو مکمل معاشرتی احواء ملے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خاتم النبیین اور رحمۃ للعالمین مبعوث فرمایا اور ان پر برحق کتاب قرآن مجید نازل فرمائی۔

امت مسلمہ کا یہ دعویٰ حق پر مبنی ہے کہ اسلام ایک آفاقی اور دنیا کا قدیم و جدید مذہب ہے، جس میں خدائے وحدہ لا شریک کا واضح تصور موجود ہے۔ کائنات اور اس میں موجود تمام اجسام ارضی اجرام فلکی اور مظاہر اسی کی پیداوار ہیں وہی سب کا خالق اور روزی رساں ہے، وہ زندہ کرتا ہے، مارتا ہے اور جب چاہے گا جزا و سزا کے لئے یوم محشر برپا کر دے گا۔ سب عبادتیں

اور اطاعتیں اسی کے لئے ہیں، اس کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ اسلام ایک مکمل دین اور ضابطہ حیات بھی ہے، جس نے ایک صاف ستھرے اور پاکیزہ معاشرے کے قیام کے لئے زریں اصول دیئے ہیں۔ مسلمان، حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی مقدس کتاب (قرآن مجید) اور احادیث نبوی سے رہنمائی حاصل کرتے ہیں۔

قرآن مجید تنزیلات الہیہ کا بھرپور ارمان ہے۔ اس کی سچائی اور عظمت و صداقت کی گواہی ہر دور میں دی گئی ہے۔ سائنس، فلسفہ، منطق کو اصول قرآن مجید نے دیئے ہیں، ہر دور میں علمی اور فکری ارتقاء کے متلاشیوں نے قرآن مجید سے ہی رہنمائی حاصل کی اور یہ عمل آج تک جاری و ساری ہے۔ قرآن مجید کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ تعالیٰ نے لیا ہے۔

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ۝

”بے شک قرآن مجید ہم نے نازل کیا اور ہم خود ہی اس کے محافظ و نگہبان ہیں۔“  
لہذا ہمیں یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ قرآن ہی وہ واحد الہامی کتاب ہے جس سے دنیا خدائے بزرگ و برتر کے تصور کے بارے میں اکتساب فیض کر سکتی ہے۔ قرآن مجید میں وجود باری تعالیٰ کے بارے میں بڑے خوبصورت انداز میں بیان ہوا ہے۔

خدا اکیلا ہے نہ کسی کا باپ نہ بیٹا ہے:

وَالْهُكْمُ إِلَهُ وَاحِدٌ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ

(سورۃ بقرہ: ۱۶۳)

”اور لوگو تمہارا معبود خدائے واحد ہے۔ اس بڑے مہربان (اور) رحم والے

کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔“

قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ۝ اللَّهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ ۝ لَمْ يُولَدْ ۝ وَلَمْ

يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ ۝

(سورۃ اخلاص)

ترجمہ: ”کہہ دے (اے نبی) اللہ ایک ہے۔ (وہ) معبود برحق بے نیاز

ہے۔ نہ کسی کا باپ ہے اور نہ کسی کا بیٹا۔ اور کوئی اس کا ہمسر نہیں۔“

مَا كَانَ لِلَّهِ أَنْ يَتَّخِذَ مِنْ وَلَدٍ سُبْحٰنَهُ ط اِذَا قَضٰى اٰمْرًا فَاِنَّمَا

يَقُوْلُ لَهُ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝

(سورۃ مریم: ۳۵)

ترجمہ: ”خدا کو سزاوار نہیں کہ کسی کو بیٹا بنائے وہ پاک ہے جب کسی چیز کا

ارادہ کرتا ہے تو اس کو یہی کہتا ہے کہ ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے۔“

درج بالا آیات، سورہ اخلاص سے عقیدہ توحید کے بارے میں مکمل اور واضح نقطہ نظر

سامنے آتا ہے کہ اللہ ایک ہے، اس کی کوئی اولاد نہیں اور نہ ہی وہ کسی کا بیٹا ہے۔ یہودیوں کے

نظریہ تشبیہ و تمثیل اور عیسائیوں کے نظریہ تثلیث کا رد کیا گیا ہے۔ درحقیقت قرآن مجید کا یہ ایسا

اعلان اور چیلنج ہے جس کا جواب کسی دوسرے مذہب کے پاس نہیں۔

(۱) اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کا نور ہے:

اللَّهُ نُورُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط مَثَلُ نُورِهِ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا

مِصْبَاحٌ الْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ ط الزُّجَاجَةُ كَانَتْهَا كَوْكَبٌ

دُرِّيٌّ يُوقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبْرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَا شَرْقِيَّةٍ وَلَا غَرْبِيَّةٍ ۝

يَكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْءُ ؕ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ط نُورٌ عَلٰى نُورٍ ط

يَهْدِيْ اللّٰهُ لِنُوْرِهِ مَنْ يَّشَآءُ ط وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ

لِلنَّاسِ ۚ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝

(سورۃ نور: ۳۵)

ترجمہ: ”خدا آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔ اُس کے نور کی مثال ایسی ہے کہ گویا ایک طاق ہے جس میں چراغ ایک قندیل میں ہے اور قندیل (ایسی صاف شفاف ہو کہ) گویا موتی کا سا چمکتا ہوا تارا ہے۔ اس میں ایک مبارک درخت کا تیل جلایا جاتا ہے (یعنی) زیتون کہ نہ مشرق کی طرف ہے نہ مغرب کی طرف (ایسا معلوم ہوتا ہے کہ) اس کا تیل خواہ آگ اُسے نہ بھی چھوئے جلنے کو تیار ہے (بڑی) روشنی پر روشنی ہو رہی ہے خدا اپنے نور سے جس کو چاہتا ہے سیدھی راہ دکھاتا ہے اور خدا (جو) مثالیں بیان فرماتا ہے (تو) لوگوں کے سمجھانے کے لیے اور خدا ہر چیز سے واقف ہے۔“

(۲) اللہ جسم سے پاک، ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے، اس کی کرسی کائنات کو گھیرے ہوئے ہے:

ترجمہ: ”خدا (وہ معبود برحق ہے کہ) اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ زندہ ہمیشہ رہنے والا۔ اُسے نہ اُوگھ آتی ہے نہ نیند جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے سب اُسی کا ہے۔ کون ہے کہ اُس کی اجازت کے بغیر اس سے (کسی کی) سفارش کر سکے۔ جو کچھ لوگوں کے روبرو ہو رہا ہے اور جو کچھ اُن کے پیچھے ہو چکا ہے اُسے سب معلوم ہے اور وہ اس کی معلومات میں سے کسی چیز پر دسترس حاصل نہیں کر سکتے ہاں جس قدر وہ چاہتا ہے (اسی قدر معلوم کر دیتا ہے) اس کی بادشاہی (اور علم) آسمان اور زمین سب پر حاوی ہے اور اسے ان کی حفاظت کچھ بھی دشوار نہیں وہ بڑا عالی رتبہ اور جلیل القدر ہے۔“

آیت  
اللہ جسم سے پاک  
کر سکتے ہیں

(سورۃ بقرہ: ۲۵۵)

(۳) کائنات اور اس میں جتنے اجرام فلکی اور اجسام ارضی ہیں سب اسی کی پیداوار ہیں:

(ا) هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُمْ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ثُمَّ اسْتَوَىٰ إِلَى السَّمَاءِ فَسَوَّاهُنَّ سَبْعَ سَمَوَاتٍ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝

(سورة البقرہ: ۲۹)

ترجمہ: ”وہی تو ہے جس نے سب چیزیں جو زمین میں ہیں تمہارے لیے پیدا کیں پھر آسمانوں کی طرف متوجہ ہوا۔ تو ان کو ٹھیک سات آسمان بنا دیا اور وہ ہر چیز سے خبردار ہے۔“

(ب) إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ ۝

(سورة آل عمران: ۱۹۰)

ترجمہ: ”بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات اور دن کے بدل بدل کر آنے جانے میں عقل والوں کے لیے نشانیاں ہیں۔“

(ج) هُوَ الَّذِي جَعَلَ الشَّمْسُ ضِيَاءً وَالْقَمَرَ نُورًا وَقَدَّرَهُ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوا عَدَدَ السِّنِينَ وَالْحِسَابَ ۚ مَا خَلَقَ اللَّهُ ذَلِكَ إِلَّا بِالْحَقِّ ۚ يُفَصِّلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ۝

(سورة ابراہیم: ۳۲)

ترجمہ: ”وہی تو ہے جس نے سورج کو روشن اور چاند کو منور بنایا اور چاند کی منزلیں مقرر کیں تاکہ تم برسوں کا شمار اور (کاموں کا) حساب معلوم کرو یہ (سب کچھ) خدا نے تدبیر سے پیدا کیا ہے سمجھنے والوں کے لیے وہ اپنی آیتیں

کھول کھول کر بیان فرماتا ہے۔“

(د) کائنات کی تخلیق کے بارے میں حدیث:

ترجمہ: ”حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے! اے پیغمبر کہہ دے اگر میرے مالک کی باتیں لکھنے کے لیے سارا سمندر روشنائی ہو جائے تو میرے مالک کی باتیں ختم نہ ہوں اور سمندر تمام ہو جائے گو اتنا ہی سمندر ہم اس کی مدد کو لائیں اور (سورہ لقمان میں) فرمانا اگر زمین میں جتنے درخت ہیں ان سب کے قلم بن جائیں اور سمندر روشنائی بنے۔ اس کے بعد سات سمندر اور اتنے ہی بڑے ہوں روشنائی بن جائیں۔ جب بھی اللہ کی باتیں ختم نہ ہوں اور (سورہ اعراف) میں فرمانا بے شک تمہارا مالک اللہ ہے جس نے آسمان اور زمین چھ دن میں بنائے پھر تخت پر بیٹھ گیا رات دن کو ڈھانپتا ہے اور دن کو رات سے۔ رات دن کے پیچھے دوڑی آ رہی اور چاند اور سورج اور تاروں کو بنایا وہ سب اسی کے تابع ہیں۔ سن لو اسی کی خلقت ہے اس کا حکم چلتا ہے۔ بڑی برکت والا ہے اللہ جو سارے جہاں کا مالک ہے۔ مسخر کا معنی تابعدار کیا۔“

(بخاری شریف، کتاب التوحید، قول اللہ تعالیٰ: ۱۲۵۵)

(۴) انسان کو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا اور وہی اسے موت دیتا ہے:

(ل) وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَإٍ مَّسْنُونٍ ۝

(سورہ حجر: ۲۶)

ترجمہ: ”اور ہم نے انسان کو کھنکھناتے سڑے ہوئے گارے سے پیدا کیا ہے۔“

(ب) هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ

يُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِيَبْلُغُوا أَشَدَّكُمْ ثُمَّ لِيَكُولُوا شِيُوخًا وَمِنْكُمْ  
مَنْ يُتَوَفَّى مِنْ قَبْلُ وَلِيَبْلُغُوا أَجْلًا مُّسَمًّى وَلَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ۝

(سورۃ مومن: ۶۷)

ترجمہ: ”وہی تو ہے جس نے تم کو (پہلے) مٹی سے پیدا کیا۔ پھر نطفہ بنا کر  
پھر لوٹھڑا بنا کر پھر تم کو نکالتا ہے (کہ) بچے (ہوتے ہو) پھر تم اپنی جوانی کو پہنچتے  
ہو پھر بوڑھے ہو جاتے ہیں۔ اور کوئی تم میں سے پہلے ہی مر جاتا ہے اور تم  
(موت کے) وقت مقرر تک پہنچ جاتے ہو اور تاکہ تم سمجھو۔“

(۵) کائنات کی ہر چیز ختم کر دی جائے گی اور پھر رب العالمین یوم حساب قائم کرے گا:

(ا) إِنَّمَا تُوْعَدُونَ لَوَاقِعٍ ۝ فَإِذَا النُّجُومُ طُمِسَتْ ۝ وَإِذَا  
السَّمَاءُ فُرِجَتْ ۝ وَإِذَا الْجِبَالُ نُسِفَتْ ۝

(سورۃ مرسلات: ۷ - ۱۰)

”کہ جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے وہ ہو کر رہے گا۔ جب تاروں کی چمک جاتی  
رہے۔ اور جب آسمان پھٹ جائے۔ اور جب پہاڑ اڑے اڑے پھریں۔“

(ب) إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ۝ وَإِذَا النُّجُومُ انْكَدَرَتْ ۝ وَإِذَا  
الْجِبَالُ سُيِّرَتْ ۝

(سورۃ تکویر: ۱ - ۴)

”جب سورج لپیٹ لیا جائے گا۔ اور جب تارے بے نور ہو جائیں گے۔ اور  
جب پہاڑ چلائے جائیں گے۔“

حدیث:

”آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ قیامت کے دن زمین کو مٹھی میں لے لے گا اور آسمانوں کو داہنے ہاتھ پر لپیٹ لے گا پھر فرمائے گا میں بادشاہ ہوں اب زمین کے (جھوٹے) بادشاہ کہاں گئے (کوئی بولتا تک نہیں)۔“

(بخاری شریف، کتاب التوحید، باب قول اللہ تعالیٰ، مَلِکِ النَّاسِ)

قدیم تہذیبوں اور قوموں کے مذاہب کے علاوہ یہود و نصاریٰ میں اثبات باری تعالیٰ پر بحث اور جائزے کے بعد قرآن مجید کے مختلف پاروں سے پیش کردہ آیات اور احادیث کی روشنی میں یہ بات پایہ تکمیل کو پہنچتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے، اکیلا ہے وہی عبادت کے لائق ہے۔ سب تعریفیں اسی کے لیے ہیں۔ جس نے زمین و آسمان، چاند اور سورج، خشکی و تری، پہاڑ و صحرا اور مرغزاروں کو وجود بخشا۔ وہ ہمیشہ اپنی ذات و صفات کے ساتھ قدیم بھی ہے اور جدید بھی۔ وہ کسی کا باپ نہیں، کسی کا بیٹا نہیں، وہ بے مثل ہے اس کی ہمسری کرنے والا کوئی نہیں وہ جسم نہیں رکھتا جسے چھوا جاسکے۔ اس کے اندازے ٹھیک ٹھیک ہیں وہ زندہ اور قائم ہے۔

انسان تو محض زمین سے آسمان تک کا فاصلہ ماپنے میں کوشاں ہے۔ وہاں تو پہلے سے دوسرے آسمان کی مسافت پھر آسمان کی اتنی ہی وسعت پھر تیسرے، چوتھے، پانچویں، چھٹے اور ساتویں آسمان تک کی مسافت اور وسعت پھر سدرة المنتہی، ثم استوی علی العرش۔ اس کی کرسی سارے جہان کو گھیرے ہوئے ہے۔

✓ وہی تعریفوں کے لائق ہے کائنات کی ہر شے اس کی حمد و ثناء کرتی ہے۔ اس کی قدرت کاملہ لامحدود ہے۔ اس کی تعریف زبان و بیان سے باہر ہے۔ اگر زمین کے سارے درخت قلم اور سارے سمندر سیاہی بن جائیں اور کائنات کی تمام مخلوق اس کی تعریف لکھے تو بھی ان سب کا نوشتہ عالم موجود کے بارے میں قلیل ہے۔



”کسی کی زبان اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور اس کے کمالات کو گھیرنے کی تاب و توان نہیں۔“

لَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ  
(تیری حمد و ثنا کو میں گھیر نہیں سکتا)

لیکن حق تعالیٰ نے خود کہا:

لَعَمْرُكَ إِذَا سَكَّتْ عَنْ ثَنَائِي فَأَلْكَلُّ مِنْكَ ثَنَائِي

”اے محبوب تیری زندگانی کی قسم! جب آپ ثناء سے ساکت ہو گئے ہیں تو ہم جہان کی ہر چیز کو تمہارا قائم مقام بناتے ہیں جو بھی میری ثناء کرے گا وہ تمہاری طرف سے میری ثناء ہوگی۔ گویا ان سب کی ثناء تمہارے حوالہ ہوگی اور تم اپنی طرف سے میرے حضور پیش کرو گے۔“

(کشف المحجوب، باب دوسرا کشف حجاب، بسلسلہ توحید: ۴۴۱)





## انسان

انسان اللہ تعالیٰ کی تمام تخلیقات (جنہیں احاطہ تحریر میں لانا ممکن نہیں) میں سے ایک عظیم الشان تخلیق اور منفرد صلاحیتوں کا شاہکار ہے۔ اس کے بیان سے قبل حسب ذیل آیت اور حدیث نبوی زیر نظر ہے:

وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ

(سورة انبياء: ۲۱)

”اور ہم نے ہر جاندار کو پانی سے بنایا۔“

فَارْتَفَعُ بُخَارُ الْمَاءِ فَفُتِّقَتْ مِنْهُ السَّمَوَاتُ

(مستدرک حاکم)

”پس آبی (یعنی پانی) بخارات بلند ہوئے (یعنی دھواں) اور اسی سے آسمان بن گئے۔“

تخلیق کائنات کے سلسلے میں قرآن مجید میں بیان ہے کہ زمین و آسمان باہمی ملے ہوئے تھے جو حوادث کے سبب علیحدہ ہوئے۔ زمین کے معرض وجود میں آنے کے بعد زمین پر سمندر، پہاڑ اور سرسبز نباتات وغیرہ کی تخلیق انجام پذیر ہوئی۔ کائنات کی تخلیق اور اس کی ہر دوسری چیز کی طرح انسان کو بھی اللہ تعالیٰ نے مٹی سے پیدا فرمایا ہے۔ ایسی خمیری مٹی جو بچنے اور کھنکنے والی تھی۔ اس سے رُب تیار ہوا جسے سلالہ (تخلیق کرنے والی مٹی) کہا گیا، یہ سلالہ عورت کے رحم میں پہنچایا گیا اور اس طرح انسان کی تخلیق کا عمل شروع ہو گیا۔

قرآن مجید کے برعکس سائنس نے ارتقائے حیات کے نظریہ کو حیاتیاتی ارتقاء (Biological Evolution) کہتے ہوئے ایک کہانی تشکیل دی ہے۔

✓ زمین پر سمندر اور خشکی کی پیدائش کی تکمیل کے بعد پانی میں موجود عناصر کاربن، آکسیجن اور ہائیڈروجن کے باعث دفعتاً ایک خلیہ (Single Cell) وجود میں آیا۔ یہ خلیہ سرسبز تھا جو کہ کائی (Algae) کی ایک قسم تھا جس میں نباتاتی اور حیواناتی خاصیتیں موجود تھیں۔ پھر دو قسمی خلیے کے باہمی ملاپ سے ایک جانور بن گیا۔ جسے امیبا (Amoeba) کا نام دیا گیا۔ یہ خالصتاً جانوروں کے خواص رکھتا تھا۔ اس لیے اسے جانور کہا گیا پھر اس امیبا سے لاکھوں کروڑوں خلیوں کے حیوان پیدا ہوتے چلے گئے جن میں حشرات الارض، مچھلیاں، مینڈک، کینچوا، سانپ، ڈینوسار، بندر، بن مانس اور پھر انسان بنا۔

✓ یہ تھیوری فلسفیانہ رنگ لیے ہوئے ہے جس میں ملحدانہ خیالات و نظریات کی آمیزش ہے۔ نظریہ ارتقاء کو سائنس کا جامہ پہنا کر اسی کو معیار اور حتمی قرار دیا گیا ہے زمانی تخمینے (Estimates)، حیوانی جبلت کی ذہانت میں تبدیلی اور امیبا سے انسان تک کے مدارج کے عمل کو باہم مربوط کرنا محض اختراع ہے۔ اس طرح کے دعووں اور تجربات میں براہ راست کوئی ربط نہیں اور نہ آج تک کسی تجربہ گاہ میں امیبا سے مختلف النوع کے حشرات الارض اور جانوروں کے مدارج طے کرنے کے بعد ایک انسان بننے تک کا عمل پایہ تکمیل کو پہنچا ہے۔

✓ اگر یہ درست ہے تو آج کتنے بندر یا بن مانس باشعور انسان میں تبدیل ہو رہے ہیں اور یہ سلسلہ رک کیوں گیا جب کہ کائنات تو ابھی پھیل رہی ہے۔ ان کا یہ دعویٰ کہ مادہ پہلے بے جان تھا، خلیہ، پھر دو خلیوں کا ملاپ اور اس سے زمین پر زندگی کی ابتداء ہوگئی۔ مفروضہ یہ پیش کیا جاتا ہے کہ زندگی کی ابتداء بالکل اسی طرح ہوئی جس طرح ماں کے پیٹ سے بچہ پیدا ہوتا ہے۔

قارئین کرام! جس طرح کائنات ابھی تک وسعت پذیر ہے اور تخلیق کائنات کے بارے میں سائنس ابھی بالغ نظر نہیں ہوئی۔ اسی طرح انسان کے متعلق حقائق بھی پورے طرح

سے آشکار نہیں ہو پائے۔ انسان نے ایٹم بم بنا لیا، سمندر کی تہوں کی جانکاری کر لی لیکن انسان کی سفید چمڑی کے نیچے بے شمار پیچیدہ تر محرک نظاموں کے متعلق پوری طرح سے آگاہی نہیں ہو سکی۔ اعصابی خلیوں کے فعلیات کا علم حاصل نہیں ہو پایا، اعضائے رئیسہ کو احکامات کی ترسیل اور چشم زدن میں (خود کارانہ نظام) بجا آوری ابھی سر بستہ راز ہیں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ ہمارا علم محدود اور ناقص گہری ہے۔ لہذا مزید تفصیلات میں جانے کی بجائے انسان کی تخلیق اور افزائش نسل کے بارے میں قرآن مجید سے رجوع کرتے ہیں:

### قرآن مجید میں انسانی تخلیق کا بیان:

فلسفیوں کے استدلال و نظریات اور سائنس کے دعویٰ کے برعکس قرآن مجید میں کیفیت مختلف ہے۔ مختلف سورتوں میں سے آیات کو تخلیق انسان اور افزائش نسل کے موجب ترتیب دے کر پیش کیا جا رہا ہے تاکہ سمجھنے میں آسانی رہے گی۔

ارادہ:

وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰئِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً ۖ  
 قَالُوا أَتَجْعَلُ فِيهَا مَنْ يُفْسِدُ فِيهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَآءَ ۚ وَنَحْنُ  
 نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ۖ قَالَ إِنِّي أَعْلَمُ مَا لَا  
 تَعْلَمُونَ ۝ وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى  
 الْمَلٰئِكَةِ فَقَالَ أَنْبِئُونِي بِأَسْمَاءِ هٰؤُلَاءِ إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِينَ ۝ قَالُوا  
 سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَا إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ۖ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَلِيمُ  
 الْحَكِيمُ ۝ قَالَ يَا آدَمُ أَنْبِئْهُمْ بِأَسْمَاءِ هٰؤُلَاءِ ۚ فَلَمَّا أَنْبَأَهُمْ  
 بِأَسْمَائِهِمْ لَا قَالَ أَلَمْ قُلْ لَكُمْ إِنِّي أَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ

وَالْأَرْضِ لَا وَاعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُونَ ۝ وَإِذْ قُلْنَا  
 لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ ط أَبَى  
 وَاسْتَكْبَرَ ق وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِينَ ۝ وَقُلْنَا يَا آدَمُ اسْكُنْ أَنْتَ  
 وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا ص وَلَا  
 تَقْرَبَا هَذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ الظَّالِمِينَ ۝ فَازْلَهُمَا الشَّيْطٰنُ  
 عَنْهَا فَأَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيهِ ص وَقُلْنَا اهْبِطُوا بَعْضُكُمْ  
 لِبَعْضٍ عَدُوٌّ وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ ۝

(سورة البقر: ۳۰-۳۶)

ترجمہ: ”اور جب تمہارے پروردگار نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں زمین  
 پر (اپنا) نائب بنانے والا ہوں انہوں نے کہا کیا تو اس میں ایسے شخص کو نائب  
 بنانا چاہتا ہے جو خرابیاں کرے اور کشت و خون کرتا پھرے اور ہم تیری تعریف  
 کے ساتھ تسبیح و تقدیس کرتے رہتے ہیں۔ (خدا نے) فرمایا میں وہ باتیں جانتا  
 ہوں جو تم نہیں جانتے۔ اور اس نے آدم کو سب (چیزوں کے) نام سکھائے پھر  
 ان کو فرشتوں کے سامنے کیا اور فرمایا کہ اگر سچے ہو تو مجھے ان کے نام بتاؤ۔ انہوں  
 نے کہا تو پاک ہے جتنا علم تو نے ہمیں بخشا ہے اس کے سوا ہمیں کچھ معلوم نہیں  
 بے شک تو دانا (اور) حکمت والا ہے۔ (تب) خدا نے (آدم کو) حکم دیا کہ آدم!  
 تم ان کو ان (چیزوں) کے نام بتاؤ آدم نے ان چیزوں کے نام بتا دیئے تو اللہ  
 تعالیٰ نے (فرشتوں سے) فرمایا کیوں میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ میں  
 آسمانوں اور زمین کی (سب) پوشیدہ باتیں جانتا ہوں اور جو تم ظاہر کرتے ہو اور  
 جو پوشیدہ کرتے ہو (سب) مجھ کو معلوم ہے۔

اور جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کے آگے سجدہ کرو تو وہ سب سجدے میں گر پڑے مگر شیطان نے انکار کیا اور غرور میں آکر کافر بن گیا۔ اور ہم نے کہا کہ اے آدم تم اور تمہاری بیوی بہشت میں رہو اور جہاں سے چاہو بے روک ٹوک کھاؤ (پیو) لیکن اس درخت کے پاس نہ جانا، نہیں تو ظالموں میں (داخل) ہو جاؤ گے۔ پھر شیطان نے دونوں کو وہاں سے پھسلا دیا اور جس (عیش و نشاط) میں تھے اس سے ان کو نکلوا دیا۔ تب ہم نے حکم دیا کہ (بہشت بریں) سے چلے جاؤ تم ایک دوسرے کے دشمن ہو اور تمہارے لیے زمین میں ایک وقت تک ٹھکانا اور معاش (مقرر کر دیا گیا) ہے۔“

کائنات کی تخلیق اربوں سال قبل ہوئی، تاہم حضرت آدم علیہ السلام اور اماں حوا کو محض چند ہزار سال قبل جنت سے نکال کر اس دنیا میں بھیجا گیا۔ درحقیقت انسان کو اشرف المخلوقات کا درجہ عطا فرما کر ایسے لطائف و کمالات سے نوازا گیا جو عالم کبیر میں سوائے انسان کے کسی اور مخلوق میں مجتمع نہ تھے۔ نیز اہم مقصد یہ بھی تھا کہ انسان اللہ تعالیٰ کی تخلیقات اور مظاہر قدرت کو پہچانے اور سمجھے یعنی اللہ نے اپنے آپ کو عیاں کرنے کے لیے انسان کو تخلیق فرمایا۔

خالق ارض و سما نے جب حضرت آدم علیہ السلام کا بت بنایا تو فرشتوں اور ابلیس (شیطان) کو حکم ہوا کہ جب میں اس میں اپنی روح پھونک دوں اور یہ انسان بن جائے تو تم سب اس کے آگے سجدہ میں گر پڑنا۔ فرشتوں نے حکم کی بجا آوری کی لیکن ابلیس نے انکار کیا اور کہا:-

أَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِي مِنْ نَّارٍ وَخَلَقْتَهُ مِنْ طِينٍ ۝

(سورة الاعراف: ۱۲)

”میں اس سے بہتر ہوں تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا اور اس (انسان) کو مٹی سے۔“

حضرت آدم علیہ السلام کی تسکین و راحت کے لیے اللہ تعالیٰ نے حضرت حوا کو پیدا فرمایا۔ ”تفسیر ابن کثیر میں اس کی فصاحت اس طرح سے ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ

سے مروی ہے کہ ابلیس کی ڈانٹ ڈپٹ کے بعد حضرت آدم علیہ السلام کو با علم فرما کر ان پر اونگھ ڈال دی گئی اور ان کی دائیں پسلی سے حضرت حوا کو پیدا کیا جب آنکھ کھول کر حضرت آدم علیہ السلام نے دیکھا تو اپنے خون اور گوشت کی وجہ سے ان کے دل میں انس و محبت پیدا ہو گئی پھر پروردگار نے انھیں ان کے نکاح میں دیا اور جنت میں رہائش کا حکم عطا فرمایا۔“

ابلیس کے بہکاوے میں آ کر دونوں سے نافرمانی سرزد ہو گئی، پھر اللہ تعالیٰ نے معاف فرما دیا۔ حکم ہوا کہ زمین پر اتر جاؤ (شیطان کو بھی زمین پر دھکیل دیا گیا) اور خاص مدت (یعنی قیامت) تک رہو اور میرے احکامات کی پیروی کرنا، جنہوں نے پیروی نہ کی انھیں دوزخ میں ڈالا جائے گا اور وہاں وہ ہمیشہ عذاب میں مبتلا رہیں گے۔

### مٹی سے تخلیق

(۱) وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَإٍ مَّسْنُونٍ ۝

(سورة الحجر: ۲۶)

ترجمہ: ”اور ہم نے انسان کو کھنکھناتے سڑے ہوئے گارے سے پیدا کیا ہے۔“

(۲) اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ خَالِقٌ بَشَرًا مِّنْ طِیْنٍ ۝

(سورة ص: ۷۱)

ترجمہ: ”جب تمہارے پروردگار نے فرشتوں سے کہا کہ میں مٹی سے انسان

بنانے والا ہوں۔“

حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق مٹی سے ہوئی۔ صلصال کا معنی گارا ہے جس میں ریت کی آمیزش ہو، ٹھیکری کی طرح آواز دیتی ہو۔ بعض روایات میں ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کا آغاز اس طرح سے ہے کہ حضرت جبرائیل اللہ رب العالمین کے حکم سے زمین سے تمام اقسام کی مٹی لائے پھر اسے مختلف پانیوں سے گوندھا گیا۔



## انسان کی افزائش نسل کا سلسلہ اور عمل

(۱) هَلْ آتَى عَلَى الْإِنْسَانِ حِينٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئاً  
مَّذْكُوراً ۝ اِنَّا خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ أَمْشَاجٍ وَنَبْتَلِيهِ  
فَجَعَلْنَاهُ سَمِيعاً بَصِيراً .

(سورة الدهر: ۱-۲)

ترجمہ: ”انسان پر زمانہ کا وہ وقت بھی گزرا ہے جب کہ یہ کوئی قابل ذکر چیز نہ تھا  
بے شک انسان کو ملے جلے نطفے سے امتحان کے لیے پیدا کیا اور اس کو سنتا اور  
دیکھتا بنایا۔“

(۲) أَلَمْ يَكُ نُطْفَةً مِّن مَّنَىٰ يُمْنَىٰ ۝ ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً فَخَلَقَ  
فَسَوًى ۝

(سورة القيامة: ۳۷-۳۸)

ترجمہ: ”کیا وہ حقیر پانی کا نطفہ نہ تھا جو رحم مادر میں ٹپکایا جاتا ہے۔ پھر وہ ایک  
لوٹھڑا بنا پھر اس کا جسم بنایا اس کے اعضاء درست کیے۔“

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ سُلَالَةٍ مِّن طِينٍ ۝ ثُمَّ جَعَلْنَاهُ نُطْفَةً فِي  
قَرَارٍ مَّكِينٍ ۝ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا  
الْمُضْغَةَ عِظْمًا فَكَسَوْنَا الْعِظْمَ لَحْمًا ۝ ثُمَّ أَنشَأْنَاهُ خَلْقًا آخَرَ ۝  
فَتَبَرَّكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ ۝ ثُمَّ إِنَّكُمْ بَعْدَ ذَلِكَ لَمَيِّتُونَ ۝

(سورة مومنون: ۱۲-۱۵)

ترجمہ: ”اور ہم نے پیدا کیا انسان کو مٹی کے خلاصے سے۔ پھر ہم نے بنایا اس کو نطفہ قرار گاہ محفوظ میں۔ پھر بنایا ہم نے نطفہ کو خون بستہ پھر بنایا ہم نے خون بستہ کو لوتھڑا گوشت کا پھر بنادیں ہم نے لوتھڑے سے ہڈیاں پھر پہنادیا ہم نے ہڈیوں کو گوشت پھر پیدا کیا اس کو ایک نئی مخلوق، پس بڑا بابرکت ہے اللہ سب سے بہتر بنانے والا۔ پھر بلاشبہ تم بعد اس کے مرنے والے ہو۔“

انسان کی افزائش نسل کا عمل قرآن مجید کی مختلف سورتوں میں مختلف سیاق و سباق کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ مٹی سے نطفہ بننا پھر نطفہ کا معین وقت تک رحم مادر میں ٹھہرنا۔ دیکھا جائے تو ممالیہ جانوروں (دودھ دینے والے جانور) سے انسان کی افزائش کا عمل قریباً مشترک ہے۔ جس کا آغاز ایک رقیق مادے سے ہوتا ہے۔

دو مادوں (مرد اور عورت کے مادہ منویہ) کے ملاپ سے حمل قرار پاتا ہے۔ بارود شدہ بیضہ کا استقرار نسوانی نظام تولید میں مخصوص مقام پر انجام پاتا ہے اور ایک قنات المبیض کے ذریعے رحم میں داخل ہوتا ہے جہاں وہ جھلی کی دبازت میں ملفوف ہو کر مقررہ مدت تک قیام کرتا ہے۔ قرآن مجید میں باورد بیضہ کی قیام گاہ (قرار گاہ) کو بچہ دانی کہا گیا ہے:

وَنَقَرُ فِي الْأَرْحَامِ مَا نَشَاءُ إِلَىٰ آجَلٍ مُّسَمًّى

ہم جس نطفے کو چاہتے ایک خاص وقت تک رحموں میں ٹھہراتے ہیں۔

قدرت کاملہ نے مرد اور عورت میں باہمی الفت اور تسکین رکھی ہے۔ نکاح، باہمی اختلاط کے عمل سے رحم مادر کو زمین قرار دے کر باپ کے پانی کا بیج (مرد عورت کا پانی باہم مل کر) بویا پھر اس زمین (رحم) کو پانی (حیض کے خون) سے سیراب کیا یہ خون بڑھا تو جم گیا، جما تو گوشت کی پھٹکی سے لوتھڑے میں تبدیل ہوا۔ پھر ہڈیاں گوشت، اعضائے رئیسہ یعنی رحم مادر میں ہی انسان کی مکمل شکل بنا کر روح پھونک دی گئی اور ایام معین کے بعد (ثُمَّ السَّبِيلَ يَسْرُهُ) اس

کے نکلنے کا راستہ آسان کیا، پھر ماں کی چھاتیوں سے دودھ پلایا، بڑا ہوا خیر و شر کی آزمائش میں ڈالا گیا بالآخر بوڑھا ہو کر (ثُمَّ أَمَاتَهُ فَأَقْبَرَهُ) موت آئی اور قبر میں جا پڑا۔

## ارواح کی پیدائش

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کا پتلا بنایا پھر اس میں روح پھونکی اور وہ زندہ ہو کر بولنے لگے اسی طرح رحم مادر میں دوران استقرار حمل اللہ تعالیٰ کے حکم سے فرشتہ روح پھونکتا ہے۔ روح کیا ہے، کہاں سے آتی ہے، اور اس کے آنے سے انسانی جسم کیوں آباد ہو جاتا ہے۔ یہ بحث متقدمین سے چلی آ رہی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَمَا أُوتِيتُمْ  
مِّنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا ۝

(سورۃ بنی اسرائیل: ۸۵)

ترجمہ: ”اور (اے نبی) آپ سے سوال کرتے ہیں روح کی بابت، کہہ دیجیے روح حکم ہے میرے رب کا اور نہیں دیا گیا تم کو علم مگر تھوڑا سا۔“

یقیناً یہ مالک ارض و سما کا امر ہے جو رحم مادر میں داخل کیا جاتا ہے یعنی روح اور مادے کا ملاپ ہوا اور انسان پیدا ہوا۔ روح کے داخل ہوتے ہی حضرت انسان میں وہ تمام لطائف و کمالات اور فوائد پیدا ہو جاتے ہیں جس کی بناء پر اسے اشرف المخلوقات کے اعزاز سے نوازا گیا ہے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا وَلَقَدْ خَلَقْنَاكُمْ صَوْرَاتٍ مِّن مَّا تَشَاءُونَ تمہاری شکلیں بنائیں پھر فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو۔ خلق سجدہ آدم پر مقدم ہے اور یہ بدیہی طور پر معلوم ہے کہ بدن بعد میں پیدا ہوئے اور خلق سے خلق ارواح مراد ہے جو کہ تخلیق میں مقدم ہے۔

تمام امت مسلمہ کا اس بات پر اجماع ہے کہ تمام روہیں انبیاء کی ہوں یا غیر انبیاء کی

سب مخلوق ہیں کیونکہ اللہ رب العالمین کا ارشاد ہے: **اللَّهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ** اللہ ہر چیز کا خالق ہے، اس میں تخصیص ممکن نہیں۔ وہ خالق اور معبود اور بدرجہ اتم کمالات و صفات سے متصف ہے، ہر چیز کو جاننے والا ہے۔ اس کا علم قدرت حیات، صناعت کاملہ، ارادہ، سمیع و بصیر اور تمام صفات اسی سے موسوم ہیں۔ جس طرح اس نے ارض و سماء تخلیق فرمائی اسی طرح فرشتوں اور جنات کو بھی پیدا فرمایا۔ روح بھی ایک مخلوق ہے جسے تخلیق فرما کر جسم انسانی میں پھونکا گیا۔

حضرت انسان دوسری مخلوقات سے اس بناء پر مجرد اور ممتاز ہے کہ اس کی تخلیق کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس میں اپنی روح پھونکی۔

فَإِذَا سَوَّيْتَهُ وَنَفَخْتُ فِيهِ مِنْ رُوحِي فَقَعُوا لَهُ سَاجِدِينَ ۝

(سورة الحجر: ۲۹)

”پس (یعنی آدم علیہ السلام کو) جب درست کر دوں اور پھونک دوں اس میں اپنی پیدا کی ہوئی ایک روح تو تم گر پڑنا اس کے آگے سر بسجود ہو کر۔“

یعنی جسم بنانے سے قبل روح کی تخلیق ہو چکی تھی تبھی پتلا میں روح پھونکی گئی، اور تمام ارواح کو گواہ بنایا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں۔ سب نے کہا کیوں نہیں تو یہ اقرار روحوں سے بھی لیا گیا ہے۔ حدیث شریف میں ارواح کی پیدائش کے بارے میں یوں بیان ہے۔

”حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے جب اس آیت کے بارے میں

دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ: حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کہ اللہ

تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا پھر ان کی پشت پر ہاتھ پھیرا اور اس سے ان

کی تمام اولاد نکالی اور فرمایا میں نے انہیں (یعنی کچھ کو) جہنم کے لیے پیدا کیا کہ

یہ جہنم والوں کے سے عمل کریں گے اور پھر فرمایا میں نے انہیں (یعنی کچھ کو) جنت

کے لیے پیدا کیا اور یہ جنت والوں کے سے عمل کریں گے۔ ایک شخص نے سوال

کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پھر عمل کی کیا ضرورت رہی۔ فرمایا جب اللہ تعالیٰ کسی کو جنت کے لیے پیدا فرماتا ہے تو اس سے جنت والوں جیسے عمل کرواتا ہے حتیٰ کہ اس کا خاتمہ اچھے عمل پر ہو جاتا ہے اور اس کی وجہ سے جنت میں داخل کر دیتا ہے اور جب کسی کو جہنم کے لیے پیدا کرتا ہے تو اس سے جہنم والوں جیسے عمل کرواتا ہے یہاں تک کہ اس کا خاتمہ برے اعمال پر ہوتا ہے اور اس کی وجہ سے جہنم میں داخل کر دیتا ہے۔“

(موطا امام مالک)

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قرآن مجید اور روح کے متعلق ہندومت، عیسائیت اور یونانی فلسفے کی تائید نہیں کرتا۔ اگرچہ امام غزالی اور ان کے زیر اثر نے اس دوئی کو بہر طور تسلیم کیا ہے۔ جب کہ قرآن مجید میں بمشکل ہی ایسی آیت ہوگی جو یہ بتائے کہ انسان دو عناصر سے بنایا گیا کجا کہ وہ مختلف النوع عناصر ہوں۔ اس سلسلے میں روح کے بارے میں اکابرین میں مختلف آرا پائی جاتی ہیں۔ تاہم اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ وہ جو اللہ کا امر (روح) واپس لے لیا جاتا ہے تو جسم مردہ ہو جاتا اور روح اوپر کو چڑھتی ہے اور اسے علیین اور سجین والا معاملہ پیش آتا۔

## نفس

نفس کیا ہے، اس کی حقیقت کیا ہے، کیا نفس بدن کا جز ہے، یہ جسم کے ساتھ رہتا ہے یا جوہر مجرد ہے اور کیا نفس ہی روح کا دوسرا نام ہے یا جداگانہ ہے۔ کیا نفس ایک ہی ہے یا نفس امارہ، نفس مطمئنہ اور نفس لوامہ تین نفس ہیں۔ اس سلسلے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے

(۱) يَا أَيُّهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً

مَرْضِيَّةً ۝

(سورة الفجر: ۲۷-۲۸)

ترجمہ: ”اے جان اطمینان والی! لوٹ چل اپنے رب کی طرف تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی۔“

(۲) وَنَفْسٍ وَمَا سَوَّاهَا

(سورۃ شمس: ۷)

ترجمہ: ”(قسم ہے) جان کی اور اس کی جس نے اس کو درست کیا۔“

(۳) اللَّهُ يَتَوَفَّى الْأَنْفُسَ حِينَ مَوْتِهَا

ترجمہ: ”اللہ موت کے وقت نفسوں کو اٹھالیتا ہے۔“

نفس کی اصطلاح جو قرآن مجید میں استعمال ہوئی ہے وہ روح ہی ہے اس کے صاف صاف معنی شخص یا ذات کے ہیں، جیسے النفس الطمئنة اور النفس اللوامة (یعنی مطمئن کرنے والی روح اور ملامت کرنے والی روح) باہر ہمہ بخوبی معلوم ہوتا ہے کہ اگر ہم اسے انسان کی شخصیت کی مختلف حالتیں، پہلو، کیفیات، رجحانات اور میلانات قرار دیں تو ان کو اپنی اصل اعتبار میں ذہنی (بخلاف جسمانی) قرار دیا جاسکتا ہے بشرطیکہ ذہن کو مختلف شے نہ سمجھا جائے۔

نفس کو روح اس لیے بھی کہا جاسکتا ہے کہ اس سے زندگی چلتی ہے گویا یہ لفظ اپنی شرافت اور نفاست کے اعتبار سے نفس کہلایا، یا تنفس کا لفظ (یعنی سانس لینا) جسم میں کثرت آمدورفت کی وجہ سے نفس کہلایا۔ موت کی صورت میں روح نکل جاتی ہے اور سانس کی آمدورفت کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے۔

کیا نفس ایک ہے یا تین

جیسا کہ بحث ہوا ہے کہ نفس کی مختلف حالتیں ہیں اور مختلف اوقات میں رجحانات مختلف ہوتے ہیں۔ بیک وقت تین طرح کے خیالات و احساسات پھر اعمال بھی اس کے موجب

سرزد ہونا۔ کبھی ایک شخص پاکباز دکھائی دیتا ہے جب کہ دوسرے وقت میں کسی میخانے میں شغلے میں مشغول پایا جاتا ہے۔ شارحین نے بھی تصریحاً لکھا ہے کہ انسان کے تین نفس (حالتیں) ہیں یعنی نفس مطمئنہ، نفس امارہ اور نفس لوامہ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

(۱) يَا أَيُّهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً

مَرْضِيَّةً ۝

(سورة الفجر: ۲۷-۲۸)

ترجمہ: ”اے جان اطمینان والی! لوٹ چل اپنے رب کی طرف تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی۔“

۲- وَلَا أُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ ۝ (سورة قیامة: ۲)

ترجمہ: ”اور قسم کھاتا ہوں اس نفس کی جو ملامت کرنے والا ہو۔“

۳- وَمَا أُبْرِيْ نَفْسِيْ اِنَّ النَّفْسَ لَآمَّارَةٌ بِالسُّوْءِ اِلَّا

مَا رَحِمَ رَبِّيْ اِنَّ رَبِّيْ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

(سورة يوسف: ۵۳)

ترجمہ: ”میں اپنے نفس کو بری نہیں سمجھتا واقعی نفس برائی کی طرف بہت ہی

ابھارتا ہے مگر جس پر رب العزت رحم فرمائے، بے شک وہ بخشنے والا رحم والا ہے۔“

اے مطمئن ہونے والے نفس، مجھے نفس لوامہ کی قسم، واقعی نفس امارہ ہے جو برائی کی

طرف کھینچتا ہے۔ درحقیقت نفس تو ایک ہے لیکن اپنے اوصاف پاکیزہ اور کارہائے بد

اور اس پر رجوع کے باعث تین ناموں سے جانا جاتا ہے۔

اللہ کی رضا پر شاکر رہنا، کبھی خوف کھانا، نیکی کی طرف راغب ہونا اور کبھی غیر کی محبت

اور رضا کو اہمیت دینا، کبھی ظلم و جبر پر اترنا، برائی کی طرف بڑھنا، کبھی پیچھے ہٹنا، کبھی اللہ کی یاد میں مشغول ہونا اور نیکی کر کے مطمئن ہونا یہی نفس کی تین حالتیں ہیں:

### ۱۔ نفس مطمئنہ:

جو نیکی کر کے مطمئن ہوتا ہے۔ فرمایا: ایمان والوں کے دل اللہ کے ذکر سے مطمئن ہوتے ہیں۔ سن لو اللہ ہی کے ذکر سے چین نصیب ہوتا ہے۔ قلب کا اضطراب بجز اللہ کے دور نہیں ہوتا کیونکہ اس کا چراغ یعنی روشنی کرنے والا اس کا اخلاص ہے اور اس کے چراغ اخلاص کا نور تو محض توفیق الہی سے ممکن ہے۔ جس طرح ایک گناہ گار اپنے کئے پر شرمندہ ہو کر بارگاہ رب العزت کے حضور صدق و یقین سے گڑگڑا کر معافی مانگتا اور توبہ کرتا ہے تو اس کے بعد اس کے قلب کو سکون ملتا ہے۔

جب تک انسان کا مقصود و منشا اللہ تعالیٰ کی ذات نہ ہو اسے چین نہیں آتا۔ قلب کو

مفرح کرنے کے لیے رضا، رجا، عبادت و استعانت بمنزلہ سر کے ہے۔ منقول ہے:-

ابن عباس رضی اللہ عنہما : اطمینان والی روح تصدیق کرنے والی روح ہے۔

قادر رحمۃ اللہ علیہ : وہ مومن جس کا دل اللہ تعالیٰ کے وعدوں پر مطمئن ہو۔

حسن رحمۃ اللہ علیہ : وہ روح جو اللہ کی باتوں کی تصدیق کرتی ہے۔

مجاہد رحمۃ اللہ علیہ : وہ روح جس نے اللہ کے رب ہونے کا یقین کیا اور اس

کے آگے جھک گئی۔

نفس مطمئنہ کی بابت سلف صالحین کا کلام انہی دو اصولوں کی طرف لوٹتا ہے کہ علم و ایمان

سے اطمینان ہو اور ارادہ و عمل سے بھی۔

### نفس لوامہ:

سیدھے سیدھے لفظوں میں نفس کی وہ حالت کہ وہ نیکی کی طرف رجوع کرتا ہے اور کبھی

اس کی یاد سے غافل ہو جاتا ہے۔ مالک ارض و سما نے نفس لوامہ کی قسم کھائی ہے: "فَلَا أُقْسِمُ

بِالنَّفْسِ اللّٰوَامَةِ" نفس لوامہ اللہ تعالیٰ کی ایک بڑی نشانی ہے انسان گھڑی گھڑی مختلف کیفیتوں



سے دو چار ہوتا ہے۔ اللہ کا ذکر کرتا ہے اور کبھی غافل ہو جاتا ہے، کبھی لطیف ہو کر رب کے سامنے گڑگڑاتا اور گناہوں سے معافی تلافی کی درخواست کرتا ہے تو کبھی کثیف ہو جاتا ہے۔ اللہ کو پسند کرتے ہوئے اس سے راز و نیاز کرتا، در ماندگی کا اظہار عاجزی انکساری کے ساتھ کرتا۔ صبر اور رضا پر یقین کرتا ہے اور کبھی پتھر دل ہو جاتا ہے۔ یہ رجوع اور پیچھے ہٹنے کی کیفیات ہی نفس لوامہ کہلاتی ہیں۔

حضرت حسن بصریؒ کے نزدیک مومن ہمیشہ اپنے نفس پر ملامت کرتا رہتا ہے کہ فلاں کام کیوں کیا، اس کے کرنے کا کیا مقصد تھا اور فلاں نیکی اور خیر والا کام کیوں نہ کیا جب کہ یہ اس سے تو اچھا تھا۔ سلف کے نزدیک نفس لوامہ مومن کا نفس ہے۔ جب مسلمان گناہ کرتا ہے تو اس پر ملامت اور اپنے کیے پر نادم ہوتا ہے۔ اسے غیرت دلاتا اور اپنے عملوں کا محاسبہ کرنے کی سرزنش کرتا رہتا ہے یہی لوامہ ہے اور مومن کے ایمان کی دلیل ہے۔

نفس امارہ:

برائی پر آمادہ اور راغب کرنے والے نفس کو نفس امارہ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ شیطان اسی کے ذریعے انسان پر غلبہ پاتا ہے مگر اللہ جسے توفیق دے اور ثابت قدم رکھے، کیونکہ نفس کی فطرت ضعیف ہے۔ اس کا طمع لالچ اور خواہش طاقتور ہیں اس کا دعویٰ غلط اور اس کا سچ جھوٹ ہے۔ اگر اسے آئین خداوندی اور شریعت کی خلعت نہ پہنائی جائے تو یہ آوارہ اور سرکش ہو کر زمین پر دنگا اور فساد پر اتر آتا ہے۔ خواہشوں کا غلام بن کر زندگی گزارتا اور حق کی جانب میلان نہیں کرتا۔ نخوت، خود پسندی اور ریا کاری اس کا اوڑھنا بچھونا بن جاتے ہیں۔ اگر اسے بے لگام کر دیا جائے تو شرجو اس کے اندر مخفی ہے۔ اس سے برے عمل کروا دیتا ہے۔ اس سلسلے میں قرآن مجید میں بیان ہے

وَمَا أَبْرِي نَفْسِي إِنَّ النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌ بِالسُّوءِ إِلَّا مَرَحِمَ رَبِّي

إِنَّ رَبِّي غَفُورٌ رَحِيمٌ

(سورۃ یوسف: ۵۳)

”میں اپنے نفس کو بری نہیں سمجھتا واقعی نفس برائی کی طرف بہت ہی ابھارتا ہے مگر جس پر رب العزت رحم فرمائے، بے شک وہ بخشنے والا رحم والا ہے۔“

نفس دل و دماغ کو ماؤف بنا کر گناہ اور ضلالت کی اتھاہ گہرائیوں میں دھکیل دیتا ہے۔ جو کام اچھے اور افضل ہیں انہیں بری شکلوں میں پیش کرتا ہے اور جو کام برے اور گندے ہیں ان کی طرف رغبت اور پسندیدگی کا اظہار کرتا ہے۔ ایک معبود کی اطاعت کو چھوڑ کر غیر کے آگے ماتھا ٹیکتا اور اپنی حاجتیں بیان کرتا ہے۔ نفس امارہ کی قسم کھا کر لوگوں کو یہ یقین دلانے کی کوشش کرتا ہے کہ میری منشا تو بھلائی اور صلح کل ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کو اچھی طرح معلوم ہے کہ اس کے دل میں کھوٹ ہے اور وہ محض بھلائی کے لبادے میں لوگوں کو گمراہ کرتا ہے۔

### نفس مطمئنہ اور نفس امارہ میں ٹکراؤ

انسان (مسلمان) کے اندر ایک جنگ کی سی کیفیت برپا رہتی ہے۔ فرشتہ اور ایمانی لشکر نفس مطمئنہ سے احسان، صبر، رضا، تقویٰ، پرہیزگاری، عاقبت کی فکر اور اللہ کی طرف رجوع کرنے کا تقاضا کرتے ہیں جب کہ شیطان اور اس کا لشکر نفس امارہ کو حکمرانی دینا چاہتے ہیں۔ چنانچہ نفس امارہ، نفس مطمئنہ کے مقابلے پر ڈٹ جاتا ہے۔ اگر نفس مطمئنہ کوئی نیکی کرتا ہے تو اس کے برعکس نفس امارہ اس سے گناہ سرزد کرواتا ہے۔

اگر نفس مطمئنہ توحید پر ایمان لا کر شک، شرک اور غیر کو پرے پھینک کر خدائے واحد کی عبادت کرواتا ہے تو نفس امارہ توحید سے انکار کر کے ایک معبود کی بجائے دوسروں کے آگے حاجتیں بیان کرنے اور انہیں اپنا معبود قرار دلواتا ہے۔ نفس امارہ کی کوشش ہوتی ہے کہ نفس مطمئنہ کی نیکی ضائع کر دی جائے اور اسے اس معاملے میں شیطان کی پوری تائید و حمایت حاصل

ہوتی ہے۔ شیطان نفس امارہ کے ذریعے نیک عمل کو جوں کا توں اللہ کے ہاں پہنچنے نہیں دیتا۔  
حضرت ابن عمرؓ کا قول ہے: کہ مجھے معلوم ہو جائے کہ اللہ نے میرا ایک ہی  
سجدہ قبول کر لیا ہے تو موت سے زیادہ کوئی غائب (عزیز) بھی پیارا نہ ہو۔ فرمایا:  
إِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللَّهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ: اللہ پرہیزگاروں کے عمل قبول فرماتا ہے۔

### انسان کے موکلین

انسان کا اعجاز ہے کہ اسے اللہ جل شانہ کی طرف سے بے شمار لطائف، فضائل اور  
اعزازات سے نوازا گیا۔ خدائے واحد ماننے کا اقرار لے کر خیر و شر کی پہچان، با علم اور اختیارات  
کی خلعت فاخرہ عطا فرما کر زمین پر اتارا، تاکہ نیک و بد جو بھی اعمال کرے ایک دن اس کا حساب  
ہوگا لیکن اس کے ساتھ ہی جکڑ بند یوں اور چھڑوانے کا سامان بھی بہم پہنچایا۔ خیر کے لشکر اور شر کے  
لشکر اس پر متعین کر کے آزمائش میں ڈالا گیا ہے انہی میں سے ملک و شیطان بھی ہیں جو نفس  
و روح پر القاء کرتے ہیں۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ غنیۃ الطالبین میں روایت نقل کرتے  
ہوئے بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ:

”انسان کے دل میں دو مشورہ دینے والے موجود ہیں ایک جو نیکی اور حق کی طرف  
ابھارتا ہے۔ دوسرا دشمن شیطان ہے جو برے کاموں پر ابھارتا ہے اور حق کی  
تکذیب کرتا ہے اور باز رکھتا ہے۔“ (غنیۃ الطالبین، باب ۱۰، انسان کے موکلین)  
حضرت مقاتلؒ نے مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ کی تشریح میں بیان کیا ہے  
کہ وسوسہ آدمی کے دل پر پھیلتا ہے اور اگر انسان اللہ تعالیٰ کو یاد کرے تو یہ وسوسہ  
ڈالنے والا خناس پیچھے ہٹ جاتا ہے اور اگر انسان غفلت برتے تو یہ دل پر چھا جاتا  
ہے یہاں تک کہ آدمی کے دل کو ہر طرف سے گھیر لیتا ہے۔

”حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے ہر ایک پر اس کا

ایک جن ساتھی (جسے ہمزا د کہتے ہیں) مقرر ہے۔ عرض کیا گیا کہ کیا حضور ﷺ بھی اس کے بغیر نہیں؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہاں میں بھی اس کے بغیر نہیں مگر اللہ نے اس کے مقابلہ میں میری مدد فرمائی اور وہ میرا تابع ہو گیا اور اب مجھے وہ نیکی کے سوا کچھ مشورہ نہیں دیتا۔“

(صحیح مسلم، کتاب صفات المنافقین)

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے (غیۃ الطالبین، باب ۱۰، انسان کے موکلین) میں بیان کیا ہے کہ جب انسان کوئی نیکی کرتا ہے تو فرشتے اور شیطان (انسان کا قرین جن) میں باقاعدہ چھینا چھٹی ہوتی ہے اور شیطان کی کوشش ہوتی ہے کہ اس کا یہ عمل صالح ضائع ہو جائے جب کہ فرشتہ بدی کے متبادل انسان کو نیکی کی ترغیب دیتا ہے اس طرح فرشتے اور شیطان کے مابین کشمکش جاری رہتی ہے۔

## شیطان

شیطان کا لفظ شطن سے ہے۔ جس کے معنی متحرک و دراز اور دور ہونا ہے۔ شیطان

چونکہ بھلائی اور خیر سے دور اور شر میں ورود، طویل اور متحرک جانا جاتا ہے۔ قرآن مجید میں شیطان کے لیے ابلیس کا لفظ بیان ہوا ہے جو اس سے پہلے کسی ادب میں استعمال نہیں ہوا۔ ابن جریر الطبری نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک قول نقل کیا ہے جس میں لفظ ”ابلیس“ فعل متعدی کی صورت میں آیا ہے۔

إِبْلِيسُ أَبْلَسَهُ اللَّهُ مِنَ الْخَيْرِ كُلِّهِ یعنی ابلیس وہ ہستی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے ہر قسم

کی فلاح سے مایوس و محروم کر دیا ہے۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ابلیس فرشتوں کے ایک قبیلہ سے جو آگ کے

شعلوں سے پیدا ہوئے تھے۔ ابلیس کا نام حارث تھا اور جنت کا خازن تھا۔ اس قبیلے کے سوا تمام

فرشتے نوری تھے (طبری) کہا جاتا ہے کہ ابلیس جنات میں سے عالم باعمل ہونے کے باعث فرشتوں میں معزز و ممتاز تھا اسی کے سبب اسے جنت کا محافظ و خازن مقرر کیا گیا تھا۔

شیطان اور جنات کی پیدائش:

شیاطین اور جنات کی پیدائش کے سلسلے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

(۱) خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ ۝ وَخَلَقَ  
الْجَانَّ مِنْ مَّارِجٍ مِنْ نَارٍ ۝

(سورۃ رحمن: ۱۵-۱۶)

”انسان کو بھتی ہوئی ٹھیکری کی طرح کی مٹی سے اور جنوں کو شعلہ آتش سے پیدا کیا۔“

(۲) وَالْجَانَّ خَلَقْنَاهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَارِ السَّمُومِ ۝

(سورۃ الحجر: ۲۷)

ترجمہ: اور اس سے پہلے جنوں کو ہم آگ کی لپٹ سے پیدا کر چکے تھے۔

شیطان انسانوں کے قریب اور ساتھ رہتے ہیں ہر وقت نفس پر سوار، گھر، بازار، مسجد،

مکتب میں موجود اور کھانوں میں شریک ہوتے ہیں۔ انسانوں کے خون میں سرایت پذیر ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

”حضور نبی کریم ﷺ اعتکاف میں تھے تو ام المؤمنین حضرت صفیہ رضی اللہ

عنہا آپ ﷺ کے پاس رات کے وقت آئیں، جب واپس جانے لگیں تو

حضور نبی کریم ﷺ بھی پہنچانے کے لیے ساتھ چلے، راستے میں دو انصار

صحابی مل گئے جو آپ ﷺ کو ام المؤمنین کے ساتھ دیکھ کر جلدی چل

دیے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے انہیں آواز دے کر ٹھہرایا اور فرمایا سنو!

میرے ساتھ میری بیوی صفیہ رضی اللہ عنہا بنت خبی ہیں۔ انہوں نے کہا

سبحان اللہ! یا رسول اللہ اس فرمان کی ضرورت ہی کیا تھی! آپ ﷺ نے فرمایا انسان کے خون کے جاری ہونے کی جگہ شیطان گھومتا پھرتا ہے، مجھے خیال ہوا کہ کہیں تمہارے دلوں میں کوئی بدگمانی نہ ڈال دے۔“

(بخاری و مسلم)

### دشمنی کا آغاز:

جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کے ڈھانچے میں روح پھونکی تو بشمول ابلیس کو حکم ہوا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو۔ چنانچہ فرشتوں نے سجدہ کیا لیکن ابلیس نے تکبر، غرور اور اپنے بڑے پن کے سبب انکار کیا قرآن میں اس واقعہ کو اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

”بے شک ہم نے پیدا کیا تم کو پھر صورتیں بنائیں تمہاری پھر ہم نے فرمایا فرشتوں سے سجدہ کرو آدم کو تو سجدہ کیا سب نے سوائے ابلیس کے وہ نہ تھا سجدہ کرنے والوں میں سے۔ فرمایا کس بات نے روکا تجھے کہ تو سجدہ نہ کرے، جب کہ میں نے حکم دیا تھا تجھے؟“

قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِي مِنْ نَّارٍ وَخَلَقْتَهُ مِنْ طِينٍ ۝

”اس نے کہا ”میں اس سے بہتر ہوں، تو نے مجھ کو آگ سے پیدا کیا ہے اور اس کو مٹی سے۔“

ترجمہ: ”فرمایا اتر جا یہاں سے کہ نہیں ہے کوئی حق تیرا کہ تو تکبر کرے اس میں پس نکل جا بے شک تو ہے ذلیلوں میں سے وہ بولا مجھے مہلت دے اس دن تک کہ دوبارہ اٹھائے جائیں گے۔ فرمایا بے شک تجھے مہلت دے دی گئی ہے۔ اس نے کہا چونکہ تو نے مجھے اپنی ہدایت سے محروم کر دیا ہے۔ اس لیے میں بھی بیٹھوں گا ان کی تاک میں تیرے سیدھے راستے پر۔ پھر میں آؤں گا ان کے پاس

سامنے سے اور ان کے پیچھے سے اور ان کے دائیں سے اور ان کے بائیں سے اور تو نہ پائے گا بہتوں کو ان میں سے شکر بجالانے والے۔ فرمایا نکل جا یہاں سے رسوا اور راندہ درگاہ، البتہ جو بھی پیروی کرے گا تیری ان میں سے میں بھردوں گا دوزخ کو تم سے۔“

(سورۃ الاعراف: ۱۱-۱۸)

چنانچہ شیطان نے زمین پر بسیرا کر لیا، اس طرح شیطان، اس کی اولاد اور چیلے چائے انسانوں کو گمراہ اور شرک میں مبتلا کرتے چلے آ رہے ہیں۔ شیطان لوگوں کو صرف کفر و معاصی کی دعوت دینے پر ہی اکتفا نہیں کرتا بلکہ انہیں اچھے کام کرنے سے بھی روکتا ہے۔ لوگوں کے دلوں میں بغض، کینہ، حسد اور عداوتوں کے بیج بوتا ہے، ایک شریف آدمی کے روپ میں جھوٹ کو بیج اور اور بیج کو کذب کی شکل میں پیش کرتا ہے۔

درحقیقت شیطان اللہ کا دشمن ہے اس نے تمام مخلوق سے پہلے اللہ تعالیٰ کے حکم کی نافرمانی کی اور خلد بریں سے بے دخل ہوا۔ شیطان نے انبیاء، صدیقین، صالحین الغرض ہر اللہ کے بندے سے دشمنی کی اور تا قیامت اسی تگ و دو میں مصروف عمل ہے۔ لہذا بندے کو چاہیے کہ وہ اپنے ازلی اور ابدی دشمن کو پہچانے، اس کے ورغلانے میں نہ آئے، کیونکہ جیسے ہی انسان غافل ہوتا ہے۔ یہ فوراً اسے گناہوں اور فسق و فجور میں دھکیلنے کے لیے چڑھ دوڑتا ہے۔ انسان کے حق میں شیطان سے زیادہ کوئی دشمن خطرناک نہیں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ مجھ سمیت تمام مسلمانوں کو اس رزیل و خبیث کی مکاریوں اور اس کے چھپے اور کھلے شر سے محفوظ و مامون فرمائے۔

انسان کی حفاظت کے لیے دو فرشتے

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

(۱) لَہُ مُعَقِّبَتٌ مِّنْ بَیْنِ يَدَیْهِ وَمِنْ خَلْفِہِ یَحْفَظُونَهُ مِنْ

أَمْرَ اللَّهِ ط

(سورة الرعد: ۱۱)

”اس کے پہرے دار (فرشتے) انسان کے آگے پیچھے مقرر ہیں جو بحکم الہی اس کی نگہبانی کرتے ہیں۔“

(۲) إِنَّ كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ

(سورة طارق: ۴)

”کوئی انسان ایسا نہیں جس پر نگہبان فرشتہ مقرر نہ ہو۔“

مالک و ارض و سماء نے ہر انسان پر دو نگہبان فرشتے متعین کر رکھے ہیں جو اسے تکالیف اور آفات سے بچاتے ہیں۔ یہ فرشتے باری باری آتے اور اپنی ڈیوٹیاں بدلتے رہتے ہیں اور انسان کی حفاظت و حراست کرتے رہتے ہیں۔

”حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم میں فرشتے پے درپے آتے جاتے رہتے ہیں۔ رات کے اور دن کے اور ان کا میل صبح اور عصر کی نماز میں ہوتا ہے۔ رات گزارنے والے آسمان پر چڑھ جاتے ہیں۔ باوجود علم کے اللہ تبارک و تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے کہ تم نے میرے بندوں کو کس حالت میں چھوڑا؟ وہ جواب دیتے ہیں کہ ہم گئے تو انہیں نماز میں پایا اور آئے تو نماز میں چھوڑ آئے۔“

(صحیح بخاری۔ کتاب التوحید)

جب اللہ تعالیٰ کا امر کسی بندے کے خلاف ہوتا ہے تو فرشتے اس کام کو ہو جانے دیتے ہیں۔ علامہ ابن کثیر بیان کرتے ہیں کہ ہر بندے کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے موکل ہے جو اسے سوتے جاگتے جنات سے انسان سے، زہریلے جانوروں اور تمام آفتوں سے بچاتا رہتا ہے۔ جیسے بادشاہوں اور امیروں کی چوکیدار سپاہی کرتے ہیں۔ اس طرح ہر بندے کی چوکیدار کے لیے



اللہ تعالیٰ کی طرف سے نگہبان مقرر ہیں۔

(ابن کثیر، تفسیر سورة الرعد حوالہ تفسیر الطبری ۷/۳۵۲)

انسان پر دو کاتب فرشتے:

آزمائشوں، فضائل و کمالات اور شعور کی بلندی کے گنجینوں سے مالا مال انسان کے دونوں کندھوں پر اس کی روزمرہ کی کارگزاری لکھنے کے لیے دو فرشتے بھی مقرر ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَإِنَّ عَلَيْكُمْ لَحَافِظِينَ ۝ كِرَامًا كَاتِبِينَ ۝ يَعْلَمُونَ مَا تَفْعَلُونَ ۝

(سورة انفطار: ۱۰-۱۲)

”یقیناً تم پر نگہبان لکھنے والے مقرر ہیں جو کچھ تم کرتے ہو وہ جانتے ہیں۔“

انہیں کراما کاتبین کے نام سے پکارا گیا ہے۔ جب انسان اچھے اعمال کرتا ہے تو دائیں کندھے پر مامور فرشتہ اس کی یہ نیکیاں لکھ لیتا ہے۔ اسی طرح جب انسان کوئی برائی کرتا ہے تو بائیں کندھے والا فرشتہ اس کی وہ برائی درج کر لیتا ہے۔ ان فرشتوں کی ڈیوٹیاں تبدیل ہوتی رہتی ہیں۔





## پہلی قوموں پر عذابِ الہی

جیسا کہ گزشتہ صفحات میں انسان کی تخلیق کے حوالے سے بحث ہو چکی ہے۔ جب حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا کی زمین پر تشریف آوری ہوئی تو ابلیس (شیطان) بھی آسمانوں سے زمین پر دھکیل دیا گیا۔

”فرمایا یہاں سے نکل جاؤ، تم ایک دوسرے کے دشمن ہو، اب تمہارے لئے زمین میں ٹھکانہ ہے اور ایک خاص مدت تک وہاں سروسامان زندگی سے فائدہ اٹھاؤ، تم اسی میں جیو گے، اسی میں مرو گے، پھر اسی سے (مرنے) کے بعد نکالے جاؤ گے۔“

(سورۃ الاعراف: ۲۲-۲۳)

اس کے ساتھ ہی انسان کو شیطان کے بارے میں بھی خبردار کیا گیا۔  
”شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔“

(سورۃ یوسف: ۵)

”کیا تم شیطان کو اور اس کی اولاد کو میرے سوا دوست بناتے ہو، حالانکہ وہ تمہارے دشمن ہیں۔“

(الکہف: ۵)

حضرت انسان کو اللہ تعالیٰ نے ایسے انعام و اکرام سے نوازا جو کسی دوسری مخلوق کے حصہ میں نہ آئے۔ نیکی اور بدی کی پہچان اور ان میں کسی ایک یا دونوں کا اختیار دے کر آزمائش کے میدان میں اتارا، اس سلسلے میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

الَّذِي خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيَاةَ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا ط

(سورة ملک: ۲)

”وہی ہے جس نے پیدا کیا موت اور زندگی کو تاکہ آزمائے تم میں کون اچھے عمل کرتا ہے۔“  
لیکن قارئین کرام! اس پہلوان (حضرت انسان) کو میدان عمل میں اتارنے سے پہلے اس کے قلب و شعور میں جو قوتیں ورود کی گئیں وہ کسی اور مخلوق میں مجتمع نہ تھیں، ان کی تفصیل اس طرح سے ہے:-

- ۱- ہر ایک کے قلب و ذہن اور محسوسات میں اللہ تعالیٰ موجود ہے۔
- ۲- فی زمانہ انبیاء کرام کی ہدایت اور تعلیمات کی روشنی اور اپنے نبی کا خیال اس کے ذہن میں جاگزیں رہا ہے۔
- ۳- انسان میں نفس مطمئنہ، نفس لوامہ اور نفس امارہ کی تین قوتیں موجود ہیں جو اسے خیر یا شر پر اکساتی رہتی ہیں۔
- ۴- نفس مطمئنہ اور نفس امارہ میں کشمکش کا انسان کے اندر جاری رہنا۔
- ۵- ہر انسان کے ساتھ ایک جن (شیطان) بھی مستقل طور پر فٹ کر دیا گیا ہے، جسے عرف عام میں ہمزاد کہا جاتا ہے۔ یہ وہاوس ڈالنے، نیکیوں کو ضائع کرنے اور نفس امارہ کی حکمرانی قائم کرنے میں کوشاں رہتا ہے۔
- ۶- انسان کو خیر پر اکسانے اور ترغیب دینے والا فرشتہ۔
- ۷- انسان کی نیکی کو برقرار رکھنے اور برخلاف اس کے نیکی کو ضائع کرنے کے لئے شیطان اور فرشتے میں باقاعدہ چھینا جھپٹی۔
- ۸- شیطانی لشکروں اور آفات و حوادث سے بچاؤ کے لئے دو نگران فرشتے ساتھ ہیں۔  
(لَهُ مُعَقِّبَاتٌ مِّنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ مِّنْ أَمْرِ اللَّهِ) اس کے پہریدار فرشتے انسان

کے آگے پیچھے مقرر ہیں، جو بحکم الہی اس کی نگرانی کرتے ہیں۔

۹۔ وَ اِنَّ كُلَّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلِيْهَا حَافِظٌ (ہر انسان پر ایک نگہبان فرشتہ مقرر ہے)۔

۱۰۔ کہا جاتا ہے شیطان کا تخت سمندروں کے پانیوں پر ہے، وہ اپنی ذریت اور چیلوں چانٹوں

کو انسانوں پر بھیجتا ہے کہ وہ انہیں گمراہ کر دیں، بدی کو عام کریں، فسق و فجور پھیلائیں اور ظلم

و جبر کا بازار گرم کریں، واپسی پر شیطان ان سے باقاعدہ رپورٹ لیتا ہے۔

۱۱۔ شیطان نما مرد اور عورتیں بھی انسان کے قلب و شعور پر اثر انداز ہوتے ہیں۔

۱۲۔ انسان حیوانوں کی سی جبلت اور فرشتوں جیسے خصائل سے بھی متصف ہے۔

۱۳۔ بشری کمزوریاں (بھولنے والا، بے صبر، خود پسند، فریب خوردہ، ہوس کا بچاری اور لالچی)

بھی اس کی سرشت میں شامل ہیں۔

درج بالا قوتوں کے پیش نظر انسان ہمیشہ دورا ہے پر رہا ہے، امید اور ناامیدی کی یہ

جنگ اس کے اندر ازل سے جاری ہے، یہی آزمائش ہے۔ لیکن انسانی عظمت کا یہ بھی منہ بولتا

ثبوت ہے کہ ان قوتوں کے باوجود اللہ تعالیٰ کے بتلائے ہوئے راستے کے معیار پر اللہ کے

بندے پورا اترتے رہے ہیں۔ (اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اتَّقَاكُمْ) اللہ کے نزدیک تم لوگوں میں

بڑے وہ لوگ ہیں جو صاحب کردار اور متقی ہیں۔

انسانی المیہ تو یہ ہے کہ آزمائش کے میدان کی ساری کلفتیں اور مصیبتیں برداشت کرنے

کے بعد انسان آخر ایک دن اپنے مالک حقیقی کے سامنے جزا و سزا کے لئے پیش ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے

قرآن مجید میں سورۃ العصر نازل فرما کر حضرت آدم علیہ السلام سے قیامت تک کے انسانوں کی

پوری قدیم و جدید تاریخ رقم فرمادی ہے۔

لیکن انسان شتر بے مہار نہیں رہا، بلکہ اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کی رہنمائی کے

لئے انہیں قوموں میں سے پیغمبر مبعوث فرمائے، جنہوں نے ان قوموں کو بتوں کی پوجا چھوڑ

کر ایک معبود کے آگے سر جھکانے اور معاشرے کو فسق و فجور سے پاک کر کے سیدھے

راستے پر چلانے کے اصول دیئے، کچھ نے پیغمبروں کی پیروی کی اور بعض گمراہی میں مبتلا رہے لہذا انسان بری الذمہ قرار نہیں دیا جاسکتا کہ اسے فی زمانہ راہ راست پر چلانے والا کوئی نہ تھا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ  
وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ.

(سورۃ نحل: ۳۶)

ترجمہ: ”ہم نے ہر امت میں کوئی نہ کوئی رسول ضرور پیدا کیا، اللہ تعالیٰ کی بندگی کرو اور سرکش قوتوں سے بچو۔“

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو بطور پیغمبر مبعوث فرما کر باپ کے ہاتھوں اولاد کی میدانِ عمل میں ابتدائی رہنمائی فرمائی۔ جب نسل پھیلی تو قبیلے بنے اور قومیں معرضِ وجود میں آتی چلی گئیں، پھر ان قوموں کی ہدایت کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہر قوم اور خطے میں کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر مبعوث فرمائے۔ تاہم قرآن مجید میں صرف چند ایک کا ذکر کیا گیا ہے اور چند قوموں کی تباہی و بربادی کی سرگزشت بیان کی گئی ہے۔ قرآن کا مقصود محض یہ ہے کہ ان سرگزشتوں کو بیان کر کے لوگوں کو خبردار کیا جائے۔ تاہم یہ طے ہے کہ جو قومیں ہدایت آنے کے باوجود گمراہی پر ڈٹ گئیں تو پھر اللہ تعالیٰ کی پکڑ آپہنچی۔ (إِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيدٌ) اور یہ قومیں صفحہ ہستی سے مٹ گئیں، ذیل میں جن قوموں پر عذاب الہی آیا، ان کا مختصر تذکرہ کیا جائے گا۔

### طوفان نوح

حضرت نوح علیہ السلام حضرت ادریس علیہ السلام کے پوتے تھے۔ آپ کا مسکن دجلہ و فرات کا درمیانی علاقہ (بابل) تھا۔ حضرت ادریس علیہ السلام کے زمانہ تک تو انسان گمراہی میں اتنا مبتلا نہ تھا، لیکن جب قبیلوں سے قومیں معرضِ وجود میں آتی چلی گئیں اور انہوں نے مختلف خطوں

میں بسیرا کر لیا تو یہ قوم میں اپنی بشری کمزوریوں اور شیطانی ورغلاوے میں آکر ایک معبود کی اطاعت و عبادت کی بجائے غیروں کے آگے جھکنے اور فسق و فجور میں مبتلا ہو گئیں۔

حضرت نوح علیہ السلام کی قوم اپنی تنومندی اور غرور و تکبر میں بڑھی ہوئی تھی۔ آباء پرستی کے سبب غالباً یہ پہلی قوم تھی جس نے بتوں کی پوجا کا آغاز کیا، اس بت پرستی کو روکنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت نوحؑ کو انہی میں سے پیغمبر مبعوث فرمایا:

ترجمہ: ”بے شک ہم نے بھیجا نوحؑ کو اس قوم کی طرف، پس اس نے کہا اے میری قوم عبادت کرو اللہ کی کہ نہیں کوئی معبود سوا اس کے۔ میں ڈرتا ہوں تم پر عذاب سے ایک بڑے دن کی۔“

(سورۃ الاعراف: ۵۹)

روسائے قوم کا جواب:

ترجمہ: ”اس پر قوم کے سرداروں نے جنہوں نے کفر کی راہ اختیار کی تھی، کہا ہم تو تم میں اس کے سوا کوئی بات نہیں دیکھتے کہ ہماری طرح کے آدمی ہو اور جو لوگ تمہارے پیچھے چلے ہیں ان میں ان لوگوں کے سوا کوئی دکھائی نہیں دیتا، جو ہم میں ذلیل و حقیر ہیں اور بغیر سوچے سمجھے تمہارے پیچھے ہوئے ہیں، ہم تم لوگوں میں اپنے سے کوئی برتری نہیں پاتے، بلکہ سمجھتے ہیں کہ تم جھوٹے ہو۔“

(سورۃ ہود: ۲۷)

کہا جاتا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام سے پہلے پانچ نیک خصلت بزرگوں کے انتقال کے بعد شیطان نے لوگوں کو ورغلا یا اور انہوں نے ان کی تصویریں بنالیں، جب اگلی نسل آئی تو شیطان نے پھر ان کو ورغلا یا اور کہا کہ ان بزرگوں کے بت بنا لو اور تیسری نسل سے شیطان نے ان سے بتوں کی پوجا شروع کرادی۔ اس سلسلے میں قرآن مجید میں بیان ہے:

ترجمہ: ”اور انہوں نے (اپنے عوام سے) کہا کہ ہرگز اپنے معبودوں کو نہ چھوڑو اور وہ، سواع، یغوث، یعوق اور نسر کو نہ چھوڑو۔“

(سورۃ نوح: ۲۳)

حضرت نوحؑ نے بڑے استقلال سے صدیوں ہدایت و تبلیغ کا سلسلہ جاری رکھا، لیکن محض گنتی کے چند لوگ ایمان لائے۔ چنانچہ ان کے روساء نے اکتا کر کہا کہ اے نوحؑ ہمیں تنگ نہ کر اور جو عذاب اپنے خدا کا ہم پر لاسکتا ہے لے آ۔

بالآخر حضرت نوحؑ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اے اللہ میں نے اپنا فرض نبھایا اور یہ اب بھی اپنی ہٹ دھرمی پر قائم ہیں، اور ان کافروں میں سے کسی کو زندہ نہ چھوڑو ورنہ یہ تیرے بندے (مسلمان) بھی گمراہ ہو جائیں گے۔ چنانچہ دعا قبول ہوئی اور حکم ہوا کہ کشتی تیار کرو تا کہ آپ سمیت آپ کے پیروکار اس میں سوار ہو سکیں۔ کفار آپ کو کشتی تیار کرتے ہوئے دیکھتے تو حقارت سے مذاق اڑاتے، لیکن آپ اپنے کام میں لگن رہتے، چنانچہ کشتی تیار ہو گئی اور عذاب الہی کا وقت آپہنچا۔

عذاب الہی (طوفان):

قرآن مجید میں اس طوفان کا ذکر اس طرح سے ہے:

ترجمہ: ”یہاں تک کہ جب آہی پہنچا ہمارا حکم اور اپنے لگاتور، ہم نے حکم دیا کہ سوار کر اس کشتی میں ہر قسم کے نرمادہ جوڑے اور اپنے گھر والوں کو سوائے اس کے جس کے لئے پہلے ہو چکا ہے ہمارا اشارہ (کہ وہ ہلاک ہوگا) اور ان کو جو ایمان لائے تھے، اس کے ساتھ مگر تھوڑے سے اور اس نے حکم دیا کہ سوار ہو جا، اس میں اللہ کا نام لے کر اس کے چلنے اور ٹھہرنے کے وقت بے شک میرا رب بڑا بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ اور چلی جا رہی ہے، ان کو لئے ہوئے پہاڑ جیسی موجوں میں اور پکارا نوحؑ نے اپنے بیٹے کو اور وہ تھا بالکل علیحدہ کہ



اے بیٹے سوار ہو جا، ہمارے ساتھ اور نہ ہو کافروں کے ساتھ، وہ بولا میں تو پناہ لے لوں گا کسی پہاڑ کی جو مجھے بچالے گا پانی سے۔ آپ نے کہا کہ آج کوئی بچانے والا نہیں اللہ کے حکم (عذاب) سے مگر جس پر وہ رحم کرے اور حائل ہوگئی، دونوں کے درمیان موج اور وہ ڈوب گیا۔“

(سورۃ ہود: ۲۳-۲۵)

حضرت نوحؑ کا ایک بیٹا اور بیوی جو ایمان نہ لائے تھے، عذاب الہی سے نہ بچ سکے اور آپؑ پر واضح کر دیا گیا تھا کہ نجات کا وعدہ نسل و خاندان کا نہیں بلکہ ایمان والوں سے تھا۔ پانی کا یہ طوفان چالیس دن تک بڑھتا رہا۔ زمین سے پانی اُبل رہا تھا اور آسمان سے بھی پانی نازل (بارش) ہو رہا تھا۔ بالآخر حکم ہوا:

ترجمہ: ”اور حکم دیا گیا، اے زمین جذب کر لے اپنا پانی اور اے آسمان تھم جا اور کم ہو گیا پانی اور تمام کر دیا گیا کام اور جاٹھہری (کشتی) جو دی پہاڑ پر اور حکم ہوا کہ دور ہو رحمت سے ظالم لوگوں کو۔“

(سورۃ ہود: ۲۴)

تورات میں جو دی پہاڑ کو اراراط کے پہاڑوں میں سے بتایا گیا ہے۔ اراراط درحقیقت جزیرہ کا نام ہے، یعنی جو علاقہ دجلہ اور فرات کے درمیان واقع ہے۔

پانی اترنے میں کئی ماہ لگے، کشتی سے ایک کبوتر کواڑا گیا، جب کبوتر واپس آیا تو اس کے پنجوں میں مٹی اور چونچ میں زیتون کا پتہ تھا۔ حضرت نوحؑ سمجھ گئے کہ پانی اتر چکا ہے۔ چنانچہ کشتی جو دی پہاڑ پر جارکی اور کشتی کے تمام مسافر جانوروں اور پرندوں سمیت پہاڑ پر اتر گئے۔ زمین پر اترنے کے بعد حضرت نوحؑ کی دعا سے سامان زندگی اور زمین کی برکتیں دوبارہ لوٹ آئیں۔

حضرت نوحؑ نے ۹۵۰ سال عمر پائی، جب طوفان آیا تو اس وقت آپ کی عمر تقریباً چھ سو برس تھی۔ آپ کے چار بیٹے تھے۔ سام، حام اور یافث جبکہ کنعان ایمان نہ لایا اور غرق ہو گیا۔ سام

کی اولاد سے ایک شخص ”اورمخشد“ تھا، حضرت ابراہیم علیہ السلام اسی کی نسل سے تھے۔

## قوم عاد

حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کی شرانگیزی اور طوفان نوح کے بعد ”قوم عاد“ (پہلی قوم تھی) نے آئین خداوندی کی خلاف ورزی کی، اس قوم کا جد امجد ”عاد“ تھا، جو سام کی نسل سے تھا، چونکہ یہ ارم بن سام بن نوح کی اولاد کی طرف منسوب تھے لہذا ”عاد ارم“ بھی کہلاتے تھے۔ ان کا مسکن عرب کا سرسبز و زرخیز علاقہ حضرموت، یمن اور خلیج فارس کے سواحل سے عراق تک تھا، اس سامی النسل قوم کا دار الحکومت یمن تھا۔

یہ مشرک قوم ایک خدا کی ہستی کی قائل تو تھی لیکن اپنے اجداد (قوم نوح) کی طرح بت پرست بھی تھی۔ یہ لوگ بت تراشتے اور قوم نوح کی طرح ”ود، سواع، یغوث، یعوق اور نسر“ کو بھی اپنا معبود مانتے اور ان کے سامنے ماتھا ٹیکتے تھے۔ اس قوم کے لوگ انتہائی طاقتور اور غرور و تکبر میں بڑھے ہوئے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے انہی میں سے حضرت ہود علیہ السلام کو ان کی طرف پیغمبر مبعوث فرمایا۔ اس قوم کا ذکر قرآن مجید کی نو سورتوں (الاعراف، ہود، مومنوں، الشعراء، فصلت، احقاف، الذاریات، القمر اور الحاقہ) میں آیا ہے۔

حضرت ہود علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا! اے میری قوم بتوں کی پوجا چھوڑ دو اور ایک معبود کی بندگی اختیار کرو اور انہیں آخرت اور عذاب سے بھی ڈرایا، لیکن انہوں نے آپ کی دعوت حق سننے سے انکار کر دیا اور غرور و تکبر سے کہنے لگے۔ مَنْ اَشَدُّ مِثًا قُوَّةً (یعنی آج دنیا میں ہم سے زیادہ طاقتور اور شان و شوکت والا کون ہے) لیکن حضرت ہود علیہ السلام نے دعوت و تبلیغ کا سلسلہ مستقل مزاجی سے جاری رکھا اور بار بار انہیں عذاب الہی سے ڈراتے رہے۔

قرآن مجید میں بیان ہے:

ترجمہ: ”وہ کہنے لگے، اے ہود! تو ہمارے پاس کوئی دلیل تو لایا نہیں اور

ہم تیرے کہنے سے اپنے معبودوں کو چھوڑنے والے نہیں اور نہ تجھ پر ایمان لانے والے ہیں، بلکہ ہم تو یہ کہتے کہ تو ہمارے کسی معبود کے جھپٹے میں آ گیا ہے۔ اس (ہود) نے جواب دیا کہ میں اللہ کو گواہ کرتا ہوں اور تم بھی گواہ رہو کہ میں تو اللہ کے سوا ان سب سے بیزار ہوں، جنہیں تم اللہ کا شریک بنا رہے ہو۔“

(سورۃ ہود: ۵۳-۵۴)

یہ قوم سرکشی اور گمراہی میں حد سے بڑھ چکی تھی، اب یہ لوگ حضرت ہود کی دعوت حق کے جواب میں ان کی تذلیل اور ایذا رسانی پر اتر آئے اور آپ کو خبیلی مجنوں کہہ کر پکارنے لگے، جب حضرت ہود نے اس کے جواب میں قوم کو عذاب الہی سے ڈرایا تو یہ بات سن کر یہ اور بگڑ گئے اور کہنے لگے:

قَالُوا أَجِئْنَا لِنَعْبُدَ اللَّهَ وَحْدَهُ وَنَذَرَمَا كَانَ يَعْبُدُ

أَبَاؤُنَا فَآتِنَا بِمَا تَعِدُنَا إِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ ۝

(سورۃ الاعراف: ۷۰)

ترجمہ: ”انہوں نے کہا، تم اس لئے ہمارے پاس آئے ہو کہ ہم صرف ایک خدا کے پجاری ہو جائیں اور اپنے معبودوں کو چھوڑ دیں، جنہیں ہمارے باپ دادا پوجتے تھے۔ اگر تم سچے ہو تو وہ بات لا دکھاؤ جس کا ہمیں خوف دلاتا ہے۔“

جواب میں حضرت ہود نے کہا، اگر دعوت و تبلیغ کے جواب میں تم عذاب مانگتے ہو تو عجب نہیں وہ آ ہی پہنچا ہو۔ چنانچہ اس قوم کی ہٹ دھرمی کے سبب اللہ تعالیٰ نے ان کو پکڑ لیا۔

ترجمہ: ”اور وہ جو عادت تھے، سو برباد ہوئے، ٹھنڈی سناٹے کی ہوا سے

کہ نکلی جائے ہاتھوں سے۔ مقرر کر دیا، ان پر سات رات اور آٹھ دن لگاتار پھر

تو دیکھے کہ وہ اس میں پھٹ گئے، گویا وہ جڑیں ہیں کھجور کی، پھر تو دیکھتا ہے کوئی

ان میں بچا ہوا۔“

(سورۃ الحاقہ: ۶-۸)

قوم نوحؑ کی طرح قوم عاد پر بھی عذابِ الہی اس لئے آیا کہ انہوں نے خدا کی عطا کی ہوئی نعمتوں کا شکر ادا نہ کیا، جس مالکِ ارض و سماء نے انہیں طاقتور بنایا اور عظمت بخشی اس ایک معبود کی اطاعت و بندگی چھوڑ کر غیروں (بتوں) کی پوجا شروع کر دی اور وہ پکڑ میں آگئے۔

إِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيدٌ۔

### قوم ثمود

حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے سام کے پانچویں بیٹے ارم کی اولاد میں سے ایک شخص کا نام ثمود تھا، اس کی اولاد ”قوم ثمود“ کہلائی۔ قوم عاد کی طرح یہ قوم بھی سنگ تراشی میں ماہر تھی۔ چٹانوں اور پتھروں کو کاٹ کر خوبصورت گھر اور محل بناتے، نقش و نگار کرتے، غرض انہیں فن تعمیر میں کمال حاصل تھا۔

اس قوم کی بستیاں حجاز اور شام کے درمیانی علاقہ (وادی قری) میں تھیں، جسے آج کل ”فج الناقة“ کے نام سے جانا جاتا ہے۔ یہ قوم بھی مشرک تھی، خدائے وحدہ لا شریک کے ساتھ ساتھ معبودانِ باطل کی پوجا ان کا معمول تھا۔

اللہ تعالیٰ نے انہی میں سے حضرت صالح علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ انہوں نے اس قوم کو دعوت دی کہ ایک خدا کی عبادت کرو، اس کے علاوہ تمہارا کوئی معبود نہیں۔ جواب میں اس قوم نے کہا کہ اے صالح علیہ السلام تمہارے ساتھ تو ہمیں بڑی امیدیں وابستہ تھیں، کیا تو ہمیں ان معبودوں کی پوجا سے روکتا ہے، جنہیں ہمارے باپ دادا پوجتے چلے آئے ہیں۔

اُونٹنی کا معجزہ:

اس قوم کے سرداروں نے حضرت صالح علیہ السلام سے کہا کہ اگر تو واقعی اللہ تعالیٰ کا

بھیجا ہوا پیغمبر ہے تو کوئی معجزہ دکھا اور کہا اس خاص چٹان کے اندر سے جس کی ہم نشاندہی کر رہے ہیں، ایک اونٹنی پیدا ہو اور یہ اونٹنی دس ماہ کی گا بھن ہو اور دودھ بھی دیتی ہو، تاکہ ہم تیری صداقت پر یقین کر لیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ایک پہاڑ کی چٹان سے ایک اونٹنی نمودار ہوئی اور اس نے فوراً ایک بچے کو جنم دیا، اس سلسلے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: ”اور بھیجا قوم شمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو، اس نے کہا اے میری قوم! عبادت کرو اللہ کی نہیں تمہارے لئے کوئی معبود سوا اس کے کہ آچکی ہے تمہارے پاس واضح دلیل، تمہارے رب کی طرف سے یہ اونٹنی اللہ کی تمہارے لئے ایک نشانی ہے۔ پس چھوڑ دو کہ کھاتی پھرے زمین میں اور نہ چھوؤ اسے بری (نیت) سے کہ آپکڑے تمہیں عذاب دردناک۔“

(سورۃ الاعراف: ۷۳)

حضرت صالح علیہ السلام نے لوگوں کو خبردار کیا: دیکھو یہ اونٹنی اللہ تعالیٰ کی نشانی ہے، اسے تنگ نہ کرنا۔ اللہ تعالیٰ کے حکم کے موجب پانی پینے کی باری ایک دن اونٹنی کی ہوگی اور ایک دن ساری قوم گھاٹ سے اپنے لئے اور اپنے جانوروں کے لئے پانی لے گی۔

یہ دستور جاری رہا، اونٹنی اور اس کا بچہ چراگا ہوں میں چرتے اور اپنی باری کے مطابق پانی پیتے، ساری قوم اس اونٹنی کا دودھ پیتی، لیکن کچھ شر پسند لوگوں کو یہ سوجھی کہ آخر یہ معاملہ کب تک چلتا رہے گا۔ انہوں نے اس اونٹنی کے خاتمے کی تدبیریں کرنا شروع کر دیں۔ اس مقصد کے لئے انہوں نے دو اشخاص کو تیار کیا کہ اگر تم اس اونٹنی کا خاتمہ کر دو تو فلاں فلاں عورتیں تمہارے سپرد کردی جائیں گی، چنانچہ یہ لوگ چھپ کر راستہ میں بیٹھ گئے اور جیسے ہی اونٹنی اور اس کا بچہ ادھر سے گزرے انہوں نے حملہ کر کے اونٹنی کو مار ڈالا۔

ترجمہ: ”پس کاٹ ڈالا اس اونٹنی کو اور سرکشی کی اپنے رب کے حکم کی اور کہنے لگے، اے صالح! لے آہم پر وہ (عذاب) جس کی تو ہمیں دھمکی دیتا

ہے۔ اگر تو (سچا) رسول ہے۔“

(سورۃ الاعراف: ۷۷)

حضرت صالح علیہ السلام کو اُونٹنی کی ہلاکت کا بہت رنج ہوا اور انہوں نے کہا اپنی قوم سے کہ اے قوم! تم نے اُونٹنی کو ہلاک کر کے خدا کے غضب کو آواز دی ہے، حالانکہ تمہیں منع کیا گیا تھا کہ اس اُونٹنی کو نقصان نہ پہنچانا، اب تمہیں اللہ کی پکڑ سے کوئی نہیں بچا سکتا، چنانچہ:

فَاخَذَتْهُمْ الرِّجْفَةُ فَاصْبَحُوا فِي دَارِهِمْ جَثِمِينَ ۝

(سورۃ الاعراف: ۷۸)

ترجمہ: ”پس آلیا ان کو زلزلے نے اور وہ رہ گئے صبح کو اپنے گھروں میں

اوندھے پڑے ہوئے۔“

قوم نوح اور قوم عاد کی طرح قوم ثمود نے بھی آئین خداوندی کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی نشانی (اُونٹنی) کو قتل کر ڈالا، یہی اس قوم کی تباہی کا باعث بنا۔

### قوم لوط

حضرت لوط علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھتیجے تھے۔ آپ کا بچپن اور جوانی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ گزرا اور آپ ان پر ایمان لائے، چونکہ بڑھاپے تک حضرت ابراہیمؑ کے کوئی اولاد نہ تھی، لہذا حضرت لوطؑ کو ہی اپنا وارث سمجھتے تھے، جب قوم کے ظلم و ستم سے تنگ آ کر حضرت ابراہیمؑ نے ہجرت کی تو آپؑ کی بیوی حضرت سارہ اور حضرت لوطؑ بھی ہمراہ تھے، پھر بغرض دعوتِ حق حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت لوطؑ کو اردن کے علاقے سدوم بھیج دیا اور خود فلسطین چلے گئے۔

شرق اردن کا علاقہ (سدوم) زرخیزی اور سرسبز شادابی کے سبب مشہور تھا اور یہاں کے لوگ خوشحال اور فارغ البال زندگی بسر کر رہے تھے۔ خوشحالی نے اس قوم کو انتہائی گھٹیا اور

ذلیل کاموں میں مبتلا کر دیا تھا، یہ لوگ عورتوں کی بجائے لڑکوں سے اختلاط کرتے تھے۔ انہوں نے بے حیائی اور بد کرداری کے ایسے فعل کی ابتداء کی جو اس سے پہلے کسی قوم میں رائج نہ تھی، جبکہ مسافروں اور قافلوں کو لوٹنا بھی ان کا مشغلہ تھا۔

”حضرت لوطؑ نے اس قوم کو ایسے رذیل کاموں سے منع کیا اور پاکیزہ زندگی بسر کرنے کے لئے ایک خدا کی عبادت اور اس کے بتائے ہوئے راستہ پر چلنے کی دعوت دی لیکن اس قوم نے آپ کی دعوت وہ بے حیائی جو نہیں کی تم سے پہلے کسی نے بھی اہل عالم میں سے، بے شک تم تو آتے ہو مردوں کے پاس شہوت رانی کے لئے عورتوں کو چھوڑ کر بلکہ تم حد سے بڑھنے والے لوگ ہو اور نہ تھا کوئی اور جواب اس کی قوم کا سوا اس کے کہ کہنے لگے نکال دو انہیں اپنی بستی سے کیونکہ وہ تو ایسے لوگ ہیں جو بڑے پاک صاف بنتے ہیں۔“

(سورۃ الاعراف: ۸۰-۸۲)

حضرت لوطؑ کی کوششوں کا جب کوئی نتیجہ نہ نکلا تو پھر سدوم اور عمورہ کے ان بے حیاءوں کو عذاب الہی سے ڈرایا گیا، جس کے جواب میں اس قوم کے سرکردہ لوگوں نے کہا کہ اے لوطؑ! جس عذاب کی تو ہمیں دھمکی دیتا ہے وہ لے آ، اگر تو اپنی بات میں سچا ہے، چنانچہ حضرت لوطؑ نے دعا کی اے باری تعالیٰ: مجھے ان مفسد لوگوں پر غالب فرما۔ قرآن مجید میں اہل سدوم پر عذاب الہی کے بارے میں بیان ہے:

ترجمہ: ”اور بے شک آئے ابراہیم کے پاس ہمارے فرشتے خوشخبری لے کر، پہنچے تو سلام کیا اور آپ نے بھی سلام کا جواب دیا، پھر دیر نہ کی لے آیا پچھڑا بھنا ہوا، پھر جب اس نے دیکھا کہ ان کے ہاتھ نہیں پہنچتے ہیں اس تک تو مشتبہ سمجھا ان کو اور محسوس کیا دل میں ان سے خوف، وہ بولے نہ ڈر ہم تو بھیجے

گئے ہیں قوم لوطؑ کی طرف۔“

(سورۃ ہود: ۶۹-۷۰)

ترجمہ: ”پس جب دور ہوا ابراہیمؑ سے خوف اور آگئی اس کے پاس خوشخبری تو لگا جھگڑنے ہمارے ساتھ قوم لوطؑ کے بارے میں، بے شک ابراہیمؑ بڑا بردبار، خدا سے ڈرنے والا اس کی طرف رجوع کرنے والا تھا۔“

(سورۃ ہود: ۷۵)

حضرت ابراہیمؑ کو ان فرشتوں نے جواب دیا کہ بے شک تیرے رب کا حکم آچکا ہے اور انہیں عذاب دیا جائے گا، البتہ لوطؑ اور اس کے گھر والے محفوظ رہیں گے، چنانچہ فرشتے نوجوان لڑکوں کی شکل میں حضرت لوطؑ کے پاس پہنچے تو وہ پریشان ہو گئے، پھر کسی طرح اہل سدوم کو ان کی خبر ہو گئی اور وہ آ مکان کے گرد جمع ہوئے اور کہا تو تو جانتا ہے کہ ہمارا مقصد کیا ہے۔ حضرت لوطؑ نے اپنی قوم سے کہا، ڈرو اللہ سے یہ میرے مہمان ہیں اور مجھے ان کے سامنے رسوا نہ کرو، کیا تم میں کوئی بھی شریف النفس نہیں لیکن وہ باز نہ آئے۔ حضرت لوطؑ نے کہا، کاش مجھ میں طاقت ہوتی اور میں تمہارے ہاتھ روک سکتا۔ فرشتوں نے کہا، گھبرائیں نہیں ہم خدا کے بھیجے ہوئے فرستادے ہیں اور ان کے لئے عذاب لے کر آئے ہیں:-

ترجمہ: ”تو فرشتوں نے کہا، اے لوط! ہم تو بھیجے ہوئے (فرشتے)

ہیں تیرے رب کے وہ ہرگز نہ پہنچ پائیں گے، تیری طرف پس لے کر نکل چل اپنے گھر والوں کو کچھ حصہ رات رہے اور مڑ کر نہ دیکھے تم میں سے کوئی، سوائے تیری بیوی کے کہ ضرور پہنچ کر رہے گا اسے وہ (عذاب) جو پہنچنے والا ہے انہیں، بے شک ان کے وعدہ کا وقت صبح ہے، کیا صبح قریب نہیں۔ پس جب آ گیا ہمارا حکم تو کر دیا ہم نے اس بستی کے اوپر کا حصہ نیچے اور برسائے



ان پر پتھر کھنکر کی قسم کے لگاتا رہا۔“

(سورۃ ہود: ۸۱-۸۲)

اس قوم نے انسانوں میں ایک ایسی بے حیائی کی ابتداء کی جو اس سے قبل کسی قوم میں رائج نہ تھی۔ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے پیغمبرؑ نے ان کی اصلاح کی ہر ممکن کوشش کی، لیکن تباہی و بربادی ان کا مقدر ہو چکی تھی۔ چنانچہ اس پکڑ میں آپؐ کی بیوی اور ایک بیٹا بھی شامل تھا۔ لہذا یہ لوگ بھی پہلی نافرمان قوموں کی طرح عبرت کا نشان بنا دیئے گئے۔

### حضرت شعیب علیہ السلام

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تیسری بیوی قطورا کے بیٹے مدین کی نسل سے ایک قوم (آل مدین) شام اور حجاز سے متصل علاقہ میں رہائش پذیر تھی۔ قبیلہ کے نام کی مناسبت سے اس علاقے کا نام مدین کہلایا۔ اہل مدین اور اصحاب الایکہ کاشتکاری کے علاوہ تجارت بھی کرتے تھے۔ یہ قوم بھی مشرک تھی اور ایک خدا کی بجائے غیروں کی پوجا کرتی تھی۔ نیز یہ لوگ ناپ تول میں کمی کرتے، لین دین میں دھوکہ دہی، وعدہ خلافی اور سود کے علاوہ لوٹ مار اور قافلوں سے مال و اسباب چھیننا ان کا مشغلہ تھا۔

اہل مدین کی اصلاح اور ہدایت کے لئے اللہ تعالیٰ نے انہی میں سے حضرت شعیب علیہ السلام کو مبعوث فرمایا، حضرت شعیبؑ نے قوم سے کہا کہ اے لوگو! غیروں کی اطاعت چھوڑ کر ایک معبود کی بندگی اختیار کرو اور معاشرتی برائیاں جو تم میں رائج ہیں، ان سے باز آ جاؤ، اس سلسلے میں قرآن مجید میں بیان ہے:

ترجمہ: ”اور ہم نے مدین کی طرف ان کے بھائی شعیبؑ کو بھیجا، انہوں نے کہا، اے میری قوم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو، اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں، تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے واضح دلیل آچکی ہے تو تم ناپ اور تول پوری پوری کیا کرو اور لوگوں کا ان چیزوں میں نقصان مت کیا کرو اور روئے

زمین میں فساد مت پھیلاؤ، یہ تمہارے لئے نافع ہے، اگر تم تصدیق کرو۔

(سورۃ الاعراف: ۸۵)

حضرت شعیبؑ ایک اچھے مقرر اور فصیح و بلیغ بیان پر قدرت رکھتے تھے۔ جب آپؑ کی تبلیغ کا ان پر کوئی اثر نہ ہوا، تو آپ نے کہا! خدا سے ڈرو کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہاری سرکشی اور گمراہی قوم نوح، قوم عاد، قوم ثمود اور قوم لوط کی طرح تباہی و بربادی کا باعث نہ بن جائے، اس پر قوم کے سرداروں نے کہا:

ترجمہ: ”انہوں نے کہا شعیبؑ! تیری باتیں تو ہماری سمجھ میں نہیں آتیں اور ہم تجھے اپنے اندر کمزوری کی حالت میں پاتے ہیں، اگر تیرے قبیلے کا خیال نہ ہوتا تو ہم تجھے سنگسار کر دیتے، ہم تجھے کوئی حیثیت والی ہستی نہیں سمجھتے۔ اس نے جواب دیا کہ اے میری قوم کے لوگو! کیا تمہارے نزدیک میرے قبیلے کے لوگ اللہ سے بھی زیادہ ذی عزت ہیں کہ تم نے اسے پس پشت ڈال رکھا ہے۔ یقیناً میرا پروردگار جو کچھ تم کر رہے ہو سب گھیرے ہوئے ہے۔“

(سورۃ ہود: ۹۰-۹۱)

مسلل دعوتِ حق کے باوجود جب یہ قوم اپنی ہٹ دھرمی سے باز نہ آئی تو حضرت شعیبؑ نے کہا کہ اب تم اپنی جگہ عمل کئے جاؤ اور میں بھی عمل کئے جاتا ہوں، عنقریب تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ وہ عذاب کس پر آتا ہے:-

ترجمہ: ”اور پھر ہماری ٹھہرائی ہوئی بات کا وقت آ پہنچا تو ایسا ہوا کہ ہم نے شعیبؑ اور ان کو جو ان کے ساتھ ایمان لائے تھے، اپنی رحمت سے بچالیا اور جو لوگ ظالم تھے انہیں ایک سخت آواز نے آ پکڑا، پس جب صبح ہوئی تو اپنے اپنے گھروں میں اوندھے پڑے تھے، وہ اس طرح اچانک ہلاک ہو گئے، گویا ان گھروں میں کبھی بسے ہی نہ تھے! تو

سن رکھو کہ قبیلہ مدین کے لئے بھی محرومی ہے جس طرح ثمود کے لئے  
محرومی ہوئی تھی۔“

(سورۃ ہود: ۹۴-۹۵)

گویا یہ قوم بھی خدا کی نافرمانی اور خلق خدا کو دھوکہ اور فریب دینے کی پاداش میں  
صفحہ ہستی سے مٹا دی گئی۔

### فرعون اور اس کی قوم پر عذابِ الہی

حضرت یوسف علیہ السلام کا خاندان مراعات کے ساتھ مصر میں قیام پذیر تھا، بنی عمالقہ  
(مصر کے حکمران) نے بنی اسرائیل کو ہر قسم کی سہولیات دے رکھی تھیں، جب مصریوں نے  
بنی عمالقہ کو نکال باہر کیا تو بنی عمالقہ کے ساتھ عداوت کے سبب مصریوں نے بنی اسرائیل پر بھی  
عرصہ حیات تنگ کر دیا اور ان کی حیثیت غلاموں کی سی رہ گئی۔

اس وقت شاہان مصر کو فرعون کے لقب سے پکارا جاتا تھا، تاریخی روایات سے پتہ چلتا  
ہے کہ وقت کے بادشاہ (فرعون) نے ایک بھیانک خواب دیکھا، جس کی تعبیر اس وقت کے  
نجومیوں نے یہ کی کہ بنی اسرائیل میں ایک بچہ پیدا ہوگا جو تمہاری حکومت کے زوال کا باعث بنے  
گا، چنانچہ فرعون نے حکم جاری کر دیا کہ بنی اسرائیل کے گھروں میں پیدا ہونے والے لڑکوں کو پیدا  
ہوتے ہی قتل کر دیا جائے اور ان کی لڑکیوں کو زندہ رکھا جائے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل میں پیدا ہوئے، آپ کے والد کا نام عمران تھا، جن کا  
سلسلہ نسب مختلف واسطوں سے حضرت یوسف علیہ السلام سے جا ملتا ہے، جو مصر میں آباد تھے۔  
حضرت ہارون علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بڑے بھائی تھے۔ قرآن مجید میں پہلے انبیاء کرام  
میں سے سب سے زیادہ تفصیلی واقعات حضرت موسیٰ اور بنی اسرائیل کے ہی بیان ہوئے ہیں۔

جب حضرت موسیٰ پیدا ہوئے تو آپ کی والدہ نے فرعون کے خوف سے صندوق

میں ڈال کر آپ کو دریا کے سپرد کر دیا اور اپنی بیٹی سے کہا کہ دریا کے ساتھ ساتھ چلتی جائے۔ صندوق دریا میں بہتا ہوا فرعون کے محل سے جا لگا۔ فرعون کے حرم کی عورتوں نے نوکروں سے صندوق نکلوا لیا۔ قرآن مجید میں بیان ہے:

ترجمہ: ”پھر اٹھالیا، اس کو فرعون کے گھر والوں نے تاکہ وہ ہوان کے لئے دشمن اور باعثِ غم، بے شک فرعون اور ہامان (فرعون کا وزیر) اور اس کے لشکرِ خطا کا رتھے کہ وہ اپنے دشمن کو پال رہے تھے اپنے گھر کے اندر اور بولی فرعون کی بیوی کہ یہ تو ٹھنڈک ہے، آنکھوں کی میرے اور آپ کے لئے، تم اسے قتل نہ کرو، کچھ بعید نہیں کہ وہ ہمیں نفع دے یا ہم بنا لیں، اس کو بیٹا اور نہیں (انجام) کی خبر نہ تھی۔“

(سورۃ القصص: ۸-۹)

بچے کو دودھ پلانے کے سلسلے میں فرعون کے محل میں جا کر حضرت موسیٰ کی بہن نے کہا کہ میں ایک ایسی دایہ کو جانتی ہوں، جو نیکِ خصلت ہے، اگر اجازت ہو تو اس کو لے آؤں، چنانچہ بیٹی ماں کو لے کر محل چلی گئی اور بچے نے اپنی ماں کا دودھ پینا شروع کر دیا۔

ترجمہ: ”پھر ہم نے لوٹا دیا اس کو اس کی والدہ کی طرف تاکہ ٹھنڈی رہے اس کی آنکھ اور وہ غم نہ کرے، اور جان لے کہ وعدہ اللہ کا سچا ہے، لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔“

(سورۃ القصص: ۱۳)

حضرت موسیٰ نے شاہی محل میں پرورش پائی، جوان ہوئے تو چہرے پر رعب اور جلال تھا جو رسولوں اور انبیاء کا خاصہ رہا ہے۔ اگرچہ آپ کی پرورش شاہی محل ہوئی، لیکن فطری طور پر بنی اسرائیل سے ہمدردی رکھتے تھے اور ان کی غربت اور غلاموں جیسی زندگی پر کڑھتے رہتے تھے۔ اتفاقاً ایک دن حضرت موسیٰ سے ایک قبیلہ ہلاک ہو گیا اور گرفتاری کے ڈر سے آپ

مصر سے نکل کر مدین کے علاقے میں گئے وہاں ایک کنوئیں پر حضرت شعیب کی بیٹیوں سے ملاقات ہوئی اور آپؑ نے ان کی بکریوں کو پانی پلانے میں مدد کی۔ بیٹیوں کی وساطت سے آپ حضرت شعیبؑ کے گھر پہنچے اور اپنی ساری سرگزشت بیان کی تو انہوں نے کہا کہ خوف نہ کریں، بے شک آپ نے ظالموں سے نجات پالی ہے۔

حضرت شعیبؑ نے اس شریف النفس نوجوان سے متاثر ہو کر اپنی بیٹی (صفورا) کا عقد حضرت موسیٰؑ سے کر دیا اور آپؑ کئی سال وہاں قیام پذیر رہے۔ شادی کے بعد حضرت موسیٰؑ ایک دن بکریاں چراتے ہوئے دور نکل گئے، رات ہو گئی، سخت سردی میں اپنی بیوی کو ایک جگہ بٹھا کر آگ کی تلاش میں گئے، سامنے سینا پہاڑی کا سلسلہ نظر آیا اور ایک چمکتا ہوا شعلہ دیکھا آپ وہاں گئے تاکہ آگ تاپنے کے لئے لے سکیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بعثت:

حضرت موسیٰؑ نے وہاں درخت پر آگ دیکھی، جیسے جیسے آپ آگے بڑھتے روشنی بھی اتنی ہی دور ہو جاتی۔ رات کے سناٹے میں آپ نے خوف محسوس کیا اور واپس جانے کے لئے پلٹے لیکن:

ترجمہ: ”پس جب وہ آئے اس کے پاس تو ندا آئی! اے موسیٰؑ: بے شک میں تیرا رب ہوں، پس اتار دے اپنی جوتیاں کیونکہ تو میدان پاک طویٰ میں ہے اور میں نے منتخب کر لیا ہے، تجھ کو پس سن جو کچھ وحی کی جاتی ہے۔“

”اور کیا ہے تیرے داہنے ہاتھ میں اے موسیٰؑ: کہا! یہ میری لاٹھی ہے، میں سہارا لیتا ہوں اس پر اور پتے جھاڑتا ہوں اس سے اپنی بکریوں کے لئے اور میرے کچھ اور مقاصد بھی ہیں۔ فرمایا ڈال دے! اے موسیٰؑ: سو ڈال دیا تو یکا یک وہ ہو گیا ایک سانپ دوڑتا ہوا، فرمایا اس کو پکڑ اور مت ڈر ہم لوٹا دیں گے اس کو اسی حالت میں جو پہلے تھی اور ملا اپنا ہاتھ اپنی بغل میں سے نکلے گا

روشن بلا عیب کے، یہ ہے نشان دوسرا تا کہ ہم دکھائیں تجھ کو اپنے اپنے بڑے نشان، جاؤ فرعون کی طرف بے شک وہ سرکش ہے۔“

(سورۃ طہ: ۱۳، ۱۷، ۲۴)

حضرت موسیٰؑ نے کہا، اے میرے پروردگار: میری زبان میں لکنت ہے، لہذا میرے ساتھ میرے بھائی حضرت ہارونؑ کو کر دے، کیونکہ وہ فصیح البیان ہے، چنانچہ حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ بے خوف و خطر فرعون کے دربار میں چلے گئے اور اسے کہا کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے رسول بنا کر تمہاری طرف بھیجا ہے اور ہم تجھ سے دو مطالبے کرتے ہیں، اول یہ کہ خدائے وحدہ لا شریک پر ایمان لاؤ اور اس کی عبادت کرو، دوسرا بنی اسرائیل پر ظلم و جبر بند کر دو اور غلامی سے نجات دے دو۔

فرعون نے کہا کہ آج تو پیغمبر بن کر آیا ہے وہ دن یاد کر جب تو نے میرے گھر میں پرورش پائی اور یہ کہ میں تیرا مربی ہوں۔

حضرت موسیٰؑ نے کہا کہ درست ہے، تاہم یہ خدائے ذوالجلال کا فضل و کرم ہے، جس نے مجھے پیغمبر بنا کر تیری طرف بھیجا ہے تاکہ تجھے ایک معبود کی اطاعت کی دعوت دوں۔ فرعون اور اس کے درباریوں نے نبوت اور رسالت کا مذاق اڑایا اور فرعون نے کہا، اگر میرے علاوہ اور کوئی رب ہے تو اس کا حال بیان کر اور اگر تو سچا ہے تو کوئی نشانی دکھا۔ چنانچہ حضرت موسیٰؑ نے اپنی لاٹھی زمین پر ڈالی تو وہ اڑدھا بن گیا، پھر اپنی بغل میں ہاتھ ڈال کر نکالا تو وہ چمکدار ستارے کی مانند تھا۔ فرعون کے درباری شور کرنے لگے کہ یہ تو بڑا جادو گر ہے اور فرعون نے کہا کیا تو ہمیں جادو کے زور سے مصر سے نکالنا چاہتا ہے۔

فرعون نے کہا اگر ایسا ہے اور تجھ میں مقابلے کی ہمت ہے تو کوئی دن مقرر کر، ہم تیرے جادو کا مقابلہ کریں گے۔ حضرت موسیٰؑ نے کہا میں جادو گر نہیں ہوں، بلکہ اللہ کا بھیجا ہوا رسول ہوں اور دعوتِ حق دیتا ہوں، غیروں کی پوجا چھوڑ کر ایک معبود کی بندگی اختیار کر، تکبر اور غرور میں

خدا ہونے کا دعویٰ چھوڑ دے، تاہم اگر تو جادوگروں کو بلوا کر مقابلہ کرنا چاہتا ہے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں، چنانچہ مقابلے کا دن طے پا گیا۔

فرعون نے پورے ملک سے جادوگروں کو حضرت موسیٰؑ سے مقابلے کے لئے بلوایا اور ان کی حوصلہ افزائی کی اور کہا کہ اگر تم کامیاب ہوئے تو تمہیں انعام و کرام سے نوازا جائے گا۔ مقابلہ کے دن جادوگروں نے کہا، اے موسیٰؑ مقابلے کا آغاز ہم کریں یا تو کرے گا۔ حضرت موسیٰؑ نے کہا پہلے تم اپنے جادو کا مظاہرہ کرو، چنانچہ جادوگروں نے رسیاں پھینکیں اور وہ سانپ بن کر ریٹکنے لگیں۔ حضرت موسیٰؑ نے خوف محسوس کیا، تاہم اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی۔

ترجمہ: ”اور ہم نے وحی کی موسیٰؑ کی طرف کہ اب تو ڈال اپنا عصا، کہ فوراً ہی وہ (سانپ بن گیا) نکل جائے گا، جو کچھ ڈھونگ وہ بنا رہے تھے۔ پس ثابت (یعنی اژدھے نے جادوگروں کے سانپوں کو نکل لیا) ہو گیا حق اور ملیا میٹ ہو گیا (باطل) جو وہ کر رہے تھے، پس وہ مغلوب ہو گئے اور وہاں سے واپس لوٹے ذلیل ہو کر اور گر پڑے سب جادوگر سجدہ میں وہ بولے ہم ایمان لائے، سب جہانوں کے پروردگار پر جو موسیٰؑ اور ہارونؑ کا رب ہے۔“

(سورۃ الاعراف: ۱۱۷-۱۲۲)

فرعون جادوگروں کی شکست پر دنگ رہ گیا، چہ جائیکہ ایمان لاتا وہ اور اکڑ گیا اور جادوگروں کو کہا کہ تمہارے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالوں گا، کیونکہ تم موسیٰؑ اور ہارونؑ کے رب پر ایمان لے آئے ہو۔ حضرت موسیٰؑ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی! اے پروردگار تیرے نام لیواؤں پر یہ نافرمان ظلم کر رہے ہیں اور ایمان کو ٹھکرا رہے ہیں یا اللہ تو ان پر عذاب نازل فرما، اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی فرمایا کہ فرعون اور اس کی قوم سے کہہ دو کہ تمہارے ظلم و جبر کے باعث تم پر عذاب نازل ہوگا۔

چنانچہ فرعون اور اس کی قوم پر طوفان، قحط، ٹڈی، مینڈکوں اور جوؤں کے عذاب یکے بعد دیگرے آئے، جب کوئی عذاب آتا تو جھٹ حضرت موسیٰؑ کے پاس آتے اور کہتے کہ

اے موسیٰ! اپنے رب سے دعا کر کہ وہ عذاب ٹال دے۔ حضرت موسیٰ کی دعا سے عذاب ٹل جاتا، لیکن جیسے ہی عذاب ٹلتا، یہ قوم پھر اپنی من مانی اور ہٹ دھرمی پر ڈٹ جاتی۔

فرعون اور اس کے لشکر کی غرقابی:

جب دعوت و تبلیغ کی کوششیں بار آور نہ ہو سکیں تو آپ نے بنی اسرائیل کو مصر سے نکال لے جانے کا فیصلہ کیا۔ چنانچہ خفیہ طور پر بنی اسرائیل رات کو حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون کی سرکردگی میں نکلے۔ فرعون اور اس کے لشکریوں کو پتہ چل گیا، انہوں نے پیچھا کیا اور بحرِ قلزم کے کنارے جا لیا۔ حضرت موسیٰ نے دعا کی اور اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی فرمایا:

ترجمہ: ”پس ہم نے وحی کی موسیٰ کی طرف کہ مارو تم اپنا عصا اس سمندر میں، انہوں نے مارا عصا اپنا، تو پانی پھٹ کر دونوں جانب بڑے پہاڑ کی طرح کھڑا ہو گیا اور دوسروں (فرعونیوں) کو بھی نزدیک کر دیا۔ حضرت موسیٰ اور ان کے ہمراہ بنی اسرائیل کو سمندر پار کر کے نجات دی، پھر ہم نے غرق کر دیا، دوسروں کو بلاشبہ اس میں ایک نشانی ہے، قدرت کی اور نہیں تھے اکثر ان میں سے ایمان لانے والے۔“

(سورۃ الشعراء: ۶۳-۶۷)

بنی اسرائیل حضرت موسیٰ کی سربراہی میں سمندر پار کر گئے، جبکہ خدائی دعویٰ اور اور بہت بڑے سرکش کوزمین نے قبول نہ کیا اور تا قیامت اس کی لاش کو باعثِ عبرت بنا دیا گیا۔

قارئین کرام! ازل سے دنیا میں دو قوتیں برسرِ پیکار ہیں، ایک شر کی طاقت جسے شیطان کی مدد و تائید حاصل ہے اور دوسری قوت خیر اور بھلائی کی ہے، جس کی فتح و نصرت کے لئے اللہ تعالیٰ نے پیغمبر مبعوث فرمائے۔ جب شر اپنی انتہا کو پہنچ جاتا ہے تو اس کی تیخ کنی کا سامان قدرتِ کاملہ کی طرف سے کر دیا جاتا۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ حق کو باطل پر اس طرح مارتا ہے



کہ باطل ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا ہے۔ گزشتہ قوموں کی تباہی کے جو واقعات قرآن مجید میں بیان ہوئے وہ تا قیامت انسانوں کے لئے باعث عبرت ہیں، ہمیشہ ظلمت و تاریکی کے بعد روشنی نمودار ہوتی رہی ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری پیغمبر اور رسول ہیں اور آپ کے بعد قیامت تک کوئی نبی نہیں آئے گا، چونکہ اس کتاب کا بنیادی موضوع قیامت کی آمد سے متعلق ہے، اس لئے گزشتہ اقوام تباہی کا جائزہ پیش کیا گیا تا کہ نشاندہی ہو سکے کہ ایسی کون سی برائیاں تھیں جن کے سبب ان قوموں پر عذاب الہی نازل ہوا۔

اگر ہم بالخصوص بیسویں صدی کے آغاز سے تا حال ہر مذہب، قوم اور معاشرے میں رائج برائیوں اور نئے نئے جنم لینے والے فتنوں کا بغور جائزہ لیں اور ان کا پہلی قوموں میں رائج برائیوں سے موازنہ کریں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پہلی قومیں اگر کسی برائی میں ۱۰ فیصد تھیں تو اب یہ برائی ۱۰۰ فیصد ہو چکی ہے۔ ہر برائی اور فتنہ اپنی انتہا کو پہنچ چکا ہے۔ آج بنی نوع انسان ہر چیز کو سائنس، فلسفہ اور مفروضے کی کسوٹی سے پرکھتا ہے لیکن خدا کی پکڑ سے نہیں ڈرتا اور یہ بھول جاتا ہے کہ کائنات اور اس میں موجود ہر چیز کا مالک و مختار محض اللہ تعالیٰ ہے اور اس کی پکڑ بڑی سخت ہے۔





## کائنات کا انجام

کائنات کے ارتقاء کے متعلق ہمیشہ تین سوال اہم رہے ہیں، اول! یہ کائنات کب تخلیق ہوئی؟ دوم کائنات کی تخلیق کس طرح سے ہوئی؟ سوم کائنات کے بنانے میں کتنا عرصہ لگا؟ چونکہ قرآن کریم کے نزول کا اصل مقصود لوگوں کی ہدایت و رہنمائی ہے اور اس میں مذکور بعض سائنسی امور قرآن کی حقانیت کی دلیل ہیں۔ کائنات کے آغاز سے متعلقہ معلومات قرآن کے اصل موضوعات سے چنداں مطابقت نہیں رکھتا لہذا مفسرین نے اس بارے وضاحت نہیں کی ہے۔ تاہم سائنس دانوں، فلاسفر اور ماہرین فلکیات و ارضیات نے اپنی تک بندیوں اور اندازوں (Estimates) سے اسے لاکھوں، اربوں اور کھربوں سال قبل کی تخلیق قرار دیا ہے، لیکن یہ مالک ارض و سماہی بہتر جانتا ہے کہ کائنات کا ارتقاء کب ہوا۔

دوسرا سوال! کائنات کی تخلیق کس طرح ہوئی کے بارے میں ہے۔ قرآن مجید میں اس بارے میں بہت سی آیات موجود ہیں۔ جبکہ سائنس دانوں نے بھی اس سلسلے میں مثبت پیش رفت کی ہے۔ مختصر یہ کہ کائنات کی تخلیق سے پہلے اللہ رب العالمین کا عرش پانی پر تھا، نیم تاریکی اور گہرے پانی کے سوا کچھ نہ تھا۔

اللہ تعالیٰ نے کائنات کی تخلیق کا فیصلہ فرمانے سے پہلے پانی، عرش لوح اور قلم تخلیق فرمائی، پھر پانی سے بخارات اٹھائے اور یہ بخارات دھوئیں کی شکل اختیار کر گئے۔ کثافت بڑھنے، شدید دباؤ اور حرارت کے باعث دھواں پھٹا۔

ترجمہ: ”کیا کافروں نے نہیں دیکھا کہ آسمان اور زمین ملے ہوئے تھے تو ہم نے جدا جدا کر دیا اور تمام جاندار چیزیں ہم نے پانی سے بنائیں، پھر یہ

لوگ ایمان کیوں نہیں لاتے۔“

(سورۃ انبیاء: ۳۰)

- سائنس دانوں نے علیحدگی کے اس عمل کو ایک عظیم دھماکہ (Big Bang) قرار دیتے ہوئے کائنات کی تخلیق کے سلسلے میں جو تھیوری پیش کی ہے اس کا خلاصہ یہ ہے:
- ۱- کائنات کی تخلیق سے پہلے فضاء اور اطراف و اکناف لامحدود تھے۔
  - ۲- کائنات کی ابتداء مادے (دھوئیں) سے ہوئی۔
  - ۳- مادے کی کثافت بڑھی، شدید دباؤ اور حرارت کے باعث بڑا دھماکہ (Big Bang) ہوا۔
  - ۴- مادہ ٹکڑے ہو کر بکھرا، ٹھنڈا ہو کر سدیم بنا پھر کہکشائیں وجود میں آئیں۔
  - ۵- کہکشائوں میں عمل افتراق سے سیارے وجود میں آئے جن میں ایک سیارہ زمین بھی ہے، جو نظام شمسی سے مربوط ہے۔

تیسرا اہم سوال:

کائنات کی تخلیق میں کتنا وقت لگا اس سلسلے میں قرآن مجید کی آیت انتہائی غور طلب ہے۔

إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ  
وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ قَفٍ  
يُغْشَى الْيَلَّ النَّهَارَ يَطْلُبُهُ حَثِيثًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ  
وَالنَّجُومَ مُسَخَّرَاتٍ بِأَمْرِهِ ط أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ  
تَبْرَكَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ ○

(سورۃ الاعراف: ۵۴)

ترجمہ: ”بے شک تمہارا پروردگار تو وہ اللہ ہے جس نے پیدا کیا آسمان اور زمین کو چھ دنوں میں پھر اس نے قرار پکڑا عرش پر، وہ پر وہ ڈالتا ہے

رات پردن کا جو اس کی تلاش میں دوڑا چلا آ رہا ہے اور پیدا کیا سورج  
چاند اور ستاروں کو تابع اپنے حکم کے سنو اسی کے لئے ہے پیدا کرنا اور  
حکم دینا، بڑا ہی بابرکت ہے، اللہ پالنے والا سب جہانوں کا۔“  
قرآن مجید میں کائنات کی تخلیق کے بارے میں بہت سی آیات میں بیان ہوا ہے۔  
تاہم تفسیر ابن کثیر میں اس آیت کی وضاحت کچھ یوں کی گئی ہے۔

”تخلیق کائنات کے چھ دن یہ ہیں اتوار، پیر، منگل، بدھ، جمعرات اور جمعہ اور  
جمعہ ہی کے روز ساری مخلوق مجتمع ہوئی اور اسی روز حضرت آدم علیہ السلام پیدا کئے گئے۔  
ایام کے بارے میں اختلاف ہے کہ کیا دن ان دنوں کی طرح تھا یا یہ کہ ایک ہزار سال  
والا دن تھا۔ اب رہ گیا ہفتہ کا دن، اس دن کچھ پیدا نہیں کیا گیا، پیدائش اس روز منقطع  
تھی اسی لئے ساتویں دن یعنی ہفتہ کے دن کو یوم السبت کہتے ہیں اور ”سبت“ کے معنی قطع  
کے ہیں۔“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

”رسول اللہ ﷺ نے میرا ہاتھ تھاما اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے  
ہفتہ کے روز زمین پیدا کی اور اتوار کے روز پہاڑ پیدا کئے اور پیر کے روز  
درخت پیدا کئے۔ برائیاں اور مکروہات منگل کے روز، نور بدھ کے روز  
اور تمام جانور اور ذی روح جمعرات کے روز اور آدم علیہ السلام کو عصر  
کے بعد بروز جمعہ آخری گھڑی عصر اور مغرب کے درمیان۔“

(صحیح مسلم: ۲۱۴۹)

دونوں میں تعارض ہے، اس سلسلے میں تفسیر ابن کثیر میں کچھ اس طرح سے وضاحت کی

گئی ہے۔

”اس حدیث سے تو ساتوں دن مصروف ثابت ہوئے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے

تو فرمایا ہے کہ چھ دن مصروفیت کے تھے۔ اسی لئے امام بخاریؒ نے اس حدیث کی صحت میں کلام کیا ہے کہ اس کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کعب احبارؒ سے سن کر کہہ دیا ہوگا۔

ان چھ دنوں کی مصروفیت کے بعد وہ عرش پر جلوہ افروز ہو گیا۔ اس مقام پر لوگوں نے بہت کچھ خیال آفرینیاں کی ہیں جن کی تفصیل میں جانا مناسب نہیں ہے۔ ہم اس بارے میں صرف سلف صالحین کا مسلک اختیار کرتے ہیں یعنی مالک، اوزاعی، ثوری لیث بن سور، شافعی، احمد اور اسحاق بن راہویہ وغیرہ اور نئے پرانے آئمۃ المسلمین، اور وہ مسلک یہ ہے کہ اس پر یقین کر لیا جائے بغیر کسی کیفیت و تشبیہ کے اور بغیر اس فوری خیال کی طرف ذہن لے جانے کے۔ غرض جو کچھ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے بغیر اس پر کچھ خیال آرائی اور شبہ کرنے کے تسلیم کر لیا جائے اور چون و چرا میں نہ پڑیں۔“

(تفسیر ابن کثیر، ترجمہ مولانا محمد صاحب جو نا گڑھی، جلد اول: ص ۹۳۲)

یہود و نصاریٰ کی کتاب مقدس یعنی پرانا اور نیا عہد نامہ میں کائنات کے ارتقاء کی تفصیل اس طرح سے بیان ہوئی ہے:

”خدا نے ابتداء میں زمین آسمان کو پیدا کیا اور زمین ویران اور سنسان تھی اور گہراؤ کے اوپر اندھیرا تھا اور خدا کی روح پانی کی سطح پر جنبش کرتی تھی اور خدا نے کہا روشنی ہو جا اور روشنی ہوئی اور خدا نے دیکھا کہ روشنی اچھی ہے اور خدا نے روشنی سے تاریکی کو جدا کیا اور خدا نے روشنی کو تو دن کہا اور تاریکی کو رات اور شام ہوئی اور صبح ہوئی، سو پہلا دن ہوا۔“

(پرانا اور نیا عہد نامہ، باب ۱: ۵-۵)

اسی طرح پیدائش، باب اول میں (آیات) ۱ تا ۳ میں چھ دنوں میں کائنات اور اس

میں موجود تمام چیزوں کی تخلیقات کی تفصیل بیان کی گئی ہے، جبکہ باب دوم میں ساتویں دن کے بارے میں درج ہے:-

”سو آسمان اور زمین اور ان کے کل لشکر کا بنانا ختم ہوا اور خدا نے اپنے کام کو جسے وہ کر رہا تھا سے ساتویں دن فارغ ہوا اور خدا نے ساتویں دن کو برکت دی اور اسے مقدس ٹھہرایا، کیونکہ اس خدا نے ساری کائنات سے جسے اس نے پیدا کیا اور بنایا اور فارغ ہوا۔“

(پرانا اور نیا عہد نامہ، پیدائش، باب ۲: ۱-۳)

قرآن مجید کی درج بالا آیات اور عہد نامہ قدیم، پیدائش، باب ۱-۲ کے متون سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ چھ دن میں کائنات کی تکمیل ہوئی اور اسے برکت دی اور ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ - جبکہ عہد نامہ قدیم میں ساتواں دن فارغ ہوا اور اسے مقدس ٹھہرایا۔ ابن خلدون نے (مقدمہ ابن خلدون) بھی کائنات کی تخلیق کے حوالے سے ساتویں دن کو شامل کیا، یعنی مالک ارض و سماء نے تخلیق کا عمل مکمل ہونے پر (بجلی کے سوچ کی طرح) اسے چلا دیا اور یوں کائنات کے چلنے کا عمل شروع ہو گیا۔

یہ مماثلت قوی تر ہے سات آسمان، سات زمینیں اور سات دن، اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک دن کے بارے میں یوں وضاحت فرمائی ہے:

وَيَسْتَعْجِلُونَكَ بِالْعَذَابِ وَلَنْ يُخْلِفَ اللَّهُ وَعْدَهُ وَإِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَأَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّونَ ○

(سورۃ حج: ۴۷)

ترجمہ: اور (یہ لوگ) تم سے عذاب کے لئے جلدی کر رہے ہیں اور خدا اپنا وعدہ ہرگز خلاف نہیں کرے گا اور بے شک تمہارے پروردگار کے نزدیک ایک روز

تمہارے حساب کی رو سے ایک ہزار برس کے برابر ہے۔“  
یعنی اللہ کا ایک دن دنیا کے ایک ہزار سال کے برابر ہے، دوسرے لفظوں میں ہمارے  
365000 دن اللہ تعالیٰ کے ایک دن کے برابر ہیں تو گویا اللہ تعالیٰ نے کائنات کی تخلیق دنیا کے  
دنوں اور سالوں کے حساب سے سات ہزار سال میں مکمل فرمائی۔

اہم نکتہ:

جتنی کسی چیز کی بلندی ہوتی ہے اتنی ہی اُس کی اترائی ہوتی ہے۔ اگر یہ کائنات سات  
ہزار سال میں تخلیق ہوئی ہے تو اس کا انجام بھی ممکن ہے سات ہزار سال میں ہو اور پھر یہ کہ  
اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کے اندازے مقرر کئے ہوئے ہیں اور اس میں رد و بدل ممکن نہیں ہے۔

قُلْ لَكُمْ مِيعَادُ يَوْمٍ لَا تَسْتَخِرُونَ عَنْهُ سَاعَةً وَلَا

تَسْتَقْدِمُونَ ○

(سورة سبا: ۳۰)

ترجمہ: ”کہہ دو کہ تم سے ایک دن کا وعدہ ہے جس سے نہ ایک گھڑی پیچھے رہو  
گے اور نہ آگے بڑھو گے۔“

إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ وَمَا أَمْرُنَا إِلَّا وَاحِدَةٌ كَلِمَةٍ  
بِالْبَصْرِ ○

(سورة قمر: ۵۰)

ترجمہ: ”ہم نے ہر چیز مقررہ اندازے کے ساتھ پیدا کی ہے اور ہمارا حکم تو آنکھ  
کے جھپکنے کی طرح ایک بات ہوتی ہے۔“

یہود و نصاریٰ کے حساب (شمسی سالوں) سے حضرت آدم علیہ السلام کو اس زمین پر  
آئے سات ہزار سال بیت چکے ہیں۔ دنیا کی مدت حیات کے بارے میں سہیلی کے حوالہ سے  
ابن خلدون نے مقدمہ ابن خلدون میں اس طرح بیان کیا ہے:



”ممکن ہے آسمان زمین کی تخلیق کی مدت کے برابر دُنیا کی مدت مانی گئی ہو اور وہ

سات ہی دن ہیں جن میں سے ہر دن ایک ہزار برس کا ہے۔“

إِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَأَلْفِ سِنَةٍ مِمَّا تَعُدُّونَ.

ترجمہ: ”کہ ایک دن اللہ کے نزدیک تمہارے شمار سے ایک ہزار برس کا ہے۔“

صحیحین میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ اے مسلمانو! تمہارا کل زمانہ انگلی

اُمتوں کے مقابلہ میں اتنا ہے، جتنا کہ عصر کی نماز سے مغرب کا وقت پھر فرمایا کہ میرے اور

قیامت کے درمیان اس قدر فاصلہ ہے، شہادت کی انگلی اور بیچ کی انگلی سے اشارہ فرمایا۔

”اور نماز عصر کے وقت کی تعین ہر چیز کے سایہ اصلی کو چھوڑ کر

دو مثل ہو جانے سے کی ہے اور اس کا حساب لگایا جائے تو نماز عصر سے مغرب

تک کا وقت پورے دن کے ساتویں حصہ کا آدھا بیٹھتا ہے اور شہادت کی انگلی

اور بیچ کی انگلی کا فرق بھی تقریباً اسی قدر ہوتا ہے۔“

حضرت وہب بن منبہ (جو کہ یہود سے مسلمان ہوئے) کا قول ہے کہ دُنیا کی مدت

بوقت ظہور اسلام پانچ ہزار چھ سو (۵۶۰۰) برس کی تھی۔ + ۱۴۰۰ = ۷۰۰۰ برس

(مقدمہ ابن خلدون: ترجمہ مولانا سعد اللہ یوسفی: ص: ۳۶۱)

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو تخلیق فرما کر اسے اشرف المخلوقات کے درجہ پر

فائز کیا اور اسے زمین اتارتے ہوئے یہ پروانہ عطاء کیا۔

ترجمہ: ”یہاں سے نکل جاؤ، تم ایک دوسرے کے دشمن ہو گے، اب

تمہارے لئے زمین میں ٹھکانہ ہے اور ایک خاص مدت تک زمین پر سامان

زندگی سے فائدہ اٹھاؤ، اسی میں جیو گے اور اسی میں مرو گے، پھر اسی سے مرنے

کے بعد اٹھائے جاؤ گے۔“

(سورة الاعراف: 24)

کائنات کی تخلیق کب ہوئی، اس کا علم تو خدا کے پاس ہے، تاہم حضرت آدم علیہ السلام کا زمین اتارا جانا اسی طرف اشارہ ہے کہ ایک خاص مدت (یعنی دنیا کی مختصر مدت کی طرف رہنمائی کرتا ہے) تک زمین میں قیام، گویا کائنات کے انجام کا آغاز حضرت آدم علیہ السلام کے زمین پر اترنے کے ساتھ ہی ہو گیا اور یہ اس کی پہلی نشانی ہے۔

دُنیا میں کسی اچھے کاریگر کی سب سے آخر میں بنائی ہوئی چیز اس کے عمر بھر کے تجربے کا نچوڑ ہوتی ہے اور اسے نایاب اور منفرد چیز قرار دیا جاتا ہے۔

قارئین کرام! اللہ رب العالمین سب سے بڑا کارساز اور کاریگر ہے، اس کی سب سے آخری تخلیق حضرت انسان کائنات میں بے مثل ہے اور اسے وہ اعزاز و انعامات اور صلاحیتیں دربار رب العزت سے عطاء ہوئی ہیں جو کائنات کی تمام مخلوقات میں سے کسی کو نہیں بخشی گئیں اور اسے اپنے نائب کی حیثیت دے ڈالی، جبکہ اس کے قلب و روح کو خیر و شر کی قوتوں سے لیس کر کے میدان عمل میں مخصوص مدت کے لئے اتارا گیا ہے۔

جیسے جیسے دُنیا کی مدت حیات پوری ہو رہی ہے، انسان کا عقل و شعور اپنی انتہا کو پہنچ رہا ہے، اس چھوٹے انسان نے زمین پر کھڑے ہو کر اپنی ذہانت کے بل بوتے پر آسمان پر کمند ڈال دی ہے، چاند کو جا چھوا ہے اور کائنات کے بہت سے سرستہ رازوں سے پردہ اٹھا دیا ہے۔ سائنس کے بل بوتے پر اب انسان نے اللہ تعالیٰ کے نظام کائنات میں مداخلت شروع کر دی ہے۔ انسانوں یہ حرکت اللہ رب العالمین کو پسند نہیں ہے، لہذا دنیا کی مدت حیات کے خاتمے کی یہ بھی ایک بڑی دلیل ہے اور وقت آپہنچا ہے جسے یوم الحشر کہا گیا ہے۔

## قیامت (یوم الفصل)

قیامت عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی موت کے بعد دوبارہ جی اٹھنے کے ہیں، دوسرے لفظوں میں وہ دن جب ساری مخلوق زندہ ہو کر اپنے مالک حقیقی کے روبرو پیش ہوگی، اسی

کو ”یوم قیامت“ کہا گیا ہے۔

قرآن مجید میں بار بار اس بڑے دن سے خبردار کرتے ہوئے اسے یوم الدین (جزا و سزا کا دن)، یوم البعث (اٹھنے کا دن)، یوم الحساب (حساب کا دن)، یوم الحشر (اکٹھا کرنے کا دن)، اِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ (جب قیامت واقع ہوگی) یوم آخرت (آخرت کا دن)، الساعۃ (گھڑی وہ وقت)، یَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّورِ (جس روز صور پھونکا جائے گا) اور یوم الفصل (فیصلہ کا دن) جیسے ناموں سے بیان کیا گیا ہے۔

قیامت کا وقت پہلے سے مقرر ہے:

قرآن مجید میں کئی ایسی آیات ملتی ہیں، جس سے پتہ چلتا ہے کہ کائنات اور اس میں موجود تمام اجسام و اجرام کی تخلیق کے ساتھ ہی اس کائنات کے انجام (قیامت) کا فیصلہ فرمایا گیا تھا:

ترجمہ: ”وہی تو ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو تدبیر سے پیدا کیا اور جس دن وہ فرمائے گا کہ ہو جا تو (حشر) برپا ہو جائے گا۔ اس کا ارشاد برحق ہے اور جس دن صور پھونکا جائے گا (اس دن) اسی کی بادشاہت ہوگی، وہی پوشیدہ اور ظاہر سب کا جاننے والا ہے اور وہی دانا اور خبردار ہے۔“

(سورۃ انعام: ۷۳)

ترجمہ: ”ہم نے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان دونوں میں ہے، مبنی بر حکمت اور ایک مقررہ وقت (قیامت) تک کے لئے پیدا کیا ہے اور کافروں کو جس چیز کی نصیحت کی جاتی ہے اس سے منہ پھیر لیتے ہیں۔“

(سورۃ احقاف: ۳)

قیامت ضرور آئے گی:

(i) لَا أُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيَامَةِ ۝

(سورۃ قیامہ: ۱)

”میں قسم کھاتا ہوں قیامت کے دن کی“۔

(ii) إِنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ أَكَادُ أَخْفِيهَا لِتُجْزَىٰ كُلُّ نَفْسٍ بِمَا تَسْعَىٰ.

(سورۃ طہ: ۱۵)

ترجمہ: ”یقیناً وہ گھڑی آنے والی ہے میں چاہتا ہوں کہ اس کے (وقت) کو پوشیدہ رکھوں تاکہ ہر شخص جو کوشش کرے اس کا بدلہ پائے۔“

(iii) إِنَّ الْأَعْيَانَ لَآتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيهَا وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ يُوْمِنُونَ ۝

(سورۃ مومن: ۵۹)

ترجمہ: ”یقیناً قیامت تو آنے والی ہے اس میں کچھ شک نہیں لیکن اکثر لوگ ایمان نہیں رکھتے۔“

اللہ تعالیٰ نے قیامت کی قسم کھائی ہے اور اس کے آنے میں کوئی شک نہیں ہے، انسان کیا سمجھتا ہے کہ قیامت کے روز ہم اس کی ہڈیاں جمع کرنے پر قادر نہ ہوں گے، بلکہ اس کے جوڑ جوڑ کو جمع کر کے دوبارہ اٹھا کھڑا کیا جائے گا اور پھر دنیا میں وہ جو بھی خیر و بد کرتا رہا ہے، اسے جزا و سزا کے عمل سے گزرنا پڑے گا۔

قیامت اچانک آئے گی:

اللہ تعالیٰ کا امر مخفی ہے اور جب یہ امر اچانک آئے گا تو کسی کو مہلت نہ ملے گی۔ لوگ جس کام میں بھی مصروف ہوں گے سب اسی طرح دھرے کے دھرے رہ جائیں گے اور قیامت

آجائے گی۔

(i) وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا اَمْرُ السَّاعَةِ اِلَّا  
كَلِمٰحِ الْبَصْرِ اَوْ اَقْرَبُ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔

(سورة نحل: ۷۷)

ترجمہ: ”اور آسمانوں اور زمین کا علم اللہ تعالیٰ کو ہی ہے اور اللہ کے نزدیک قیامت کا آنا یوں ہی ہے جیسے آنکھ کا جھپکنا بلکہ (اس سے بھی) جلد تر کچھ شک نہیں کہ خدا ہر چیز پر قادر ہے۔“

(ii) بَلْ تَاتِيْهِمْ بَغْتَةً فَتَبْهَتُهُمْ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ رَدَّهَا وَلَا هُمْ  
يَنْظُرُوْنَ۔

(سورة انبياء: ۴۰)

ترجمہ: ”بلکہ قیامت ان پر ناگہاں آ واقع ہوگی اور ان کے ہوش کھودنے گی، پھر نہ تو وہ اس کو ہٹا سکیں گے اور ان کو مہلت دی جائے گی۔“

قیامت قریب آگئی:

(i) يَسْئَلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ ط قُلْ اِنَّمَ عَلِمُهَا  
عِنْدَ اللّٰهِ ط وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُوْنُ قَرِيْبًا ۝

(سورة احزاب: ۶۳)

ترجمہ: ”وہ لوگ تم سے قیامت کے بارے میں دریافت کرتے ہیں (کہ کب آئے گی) کہہ دو کہ اس کا علم تو خدا کو ہی ہے اور تمہیں کیا معلوم ہے شاید قیامت قریب ہی آگئی ہو۔“

(ii) اللّٰهُ الَّذِيْ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ وَالْمِيْزَانَ ط وَمَا

## يُدْرِيكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِيبٌ ۝

(سورة شوری: ۱۷)

ترجمہ: خدا ہی ہے جس نے سچائی کے ساتھ کتاب نازل کی اور (عدل و انصاف کی) ترازو، اور تمہیں کیا معلوم شاید قیامت قریب ہی آ پہنچی ہو۔“

### قیامت کے برپا ہونے کا عمل

اللہ تعالیٰ نے کائنات اور اس کی تمام مخلوقات کو اپنے نور سے پیدا فرمایا، اور ہر چیز سے اس کا رابطہ بالواسطہ یا بلاواسطہ طور پر ہر وقت موجود رہتا ہے۔

اللَّهُ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ط

(سورة نور: ۳۵)

”اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔“

اور فرشتوں سے فرمایا:

”جب اس کو صورت (انسان) میں درست کر لوں اور اس

میں اپنی (بے بہا چیز) روح پھونک دوں تو اس کے آگے سجدہ میں گر پڑنا۔“

(سورة الحجر: ۲۸)

روح چونکہ نور کی تخلیق ہے اور اللہ تعالیٰ کا امر ہے، جب یہ امر واپس اٹھالیا جاتا ہے انسان مرجاتا ہے اور اس کا جسم بے کار ہو جاتا ہے۔ قیامت کے دن یہ امر دوبارہ داخل کیا جائے گا تو انسان پھر سے زندہ ہو جائے گا۔

بالکل اسی طرح پوری کائنات کی تخلیق اللہ کے نور سے کی گئی ہے۔ ورطہ حیرت میں ڈال

دینے والے اجرام فلکی اور مظاہر قدرت سب اسی کے نور کا پر تو ہی تو ہیں۔ اگر انسان غور کرے تو ہر چیز میں جو اسے چمک دمک نظر آتی ہے، سمندروں کی روانی میں پہاڑوں اور چٹانوں کی سختی میں،

زمین کی گہرائیوں میں، حشرات الارض میں، خوردبین سے نظر آنے والی مخلوق میں، لہلہاتی فصلوں میں، آسمان کی وسعتوں میں اور دنیا کی چہل پہل میں، الغرض ہر چیز میں اس کا نور نظر آتا ہے۔

کائنات کی ہر چیز کا رابطہ اللہ تعالیٰ (مرکز نور) سے بالواسطہ یا بلاواسطہ ہر وقت موجود ہے۔ پوری کائنات اس کے عرش (مرکز) سے (Gravity) کشش ثقل کی بنیاد پر قائم ہے۔ جیسے ہی اللہ تعالیٰ اپنا امر (نور) واپس لے گا، تمام اجرام فلکی اور اجسام ارضی کا رابطہ مرکز سے منقطع ہو جائے گا، تمام کی مرکز سے کشش ثقل (Gravity) ختم ہو جائے گی اور ہر چیز بے وزن ہو کر ریزہ ریزہ ہو جائے گی اور فضاء میں تیرنے لگے گی۔

سورج اور چاند بے نور ہو جائیں، ستارے مرجھا جائیں گے، سمندروں کو آگ لگ جائے گی اور پہاڑ (بے وزن ہو کر) ٹوٹ پھوٹ کر روئی کے گالوں کی طرح اڑتے پھریں گے۔ قرآن مجید میں اس عمل کو قیامت کے برپا ہونے کا عمل کہا گیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ○ وَإِذَا النُّجُومُ انْكَدَرَتْ ○

وَإِذَا لِبَاقِلُ سُيِّرَتْ ○

(سورة التکویر: ۱-۳)

ترجمہ: ”جب سورج لپیٹ لیا جائے گا اور ستارے بے نور ہو جائیں گے اور جب پہاڑ چلائے جائیں گے۔“

وَإِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ

(التکویر: ۶)

اور جب دریا آگ ہو جائیں۔

پھر فرمایا:

إِذَا السَّمَاءُ انْفَطَرَتْ ۝ وَإِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَشَرَتْ ۝

وَإِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ ۝ وَإِذَا الْقُبُورُ بُعْثِرَتْ ۝

(سورة انفطار: ۱-۴)

ترجمہ: ”جب آسمان پھٹ جائے گا اور جب تارے جھڑ پڑیں گے۔ اور جب دریا بہہ کر ایک دوسرے سے مل جائیں گے اور جب قبریں اکھیڑ دی جائیں گی۔“

الغرض اس دن تمام کائنات اور مظاہر قدرت مرکز سے رابطہ منقطع ہونے کے سبب ٹوٹ پھوٹ جائیں گے، زمین جو کچھ اس کے اندر ہے اُگل دے گی، یہی قیامت کے برپا ہونے کا عمل ہے۔ یہ مالک ارض و سماء کے اختیار میں ہے، جب چاہے گا اسے برپا کر دے گا۔ جو لوگ قیامت کے برپا ہونے سے انکار کرتے رہے ہیں انہیں اس دن قبروں سے اٹھا کھڑا کیا جائے گا اور سب کے سب عاجز اور در ماندہ ہو کر جزا و سزا کے لئے گردنیں جھکائے باری تعالیٰ کے سامنے پیش ہوں گے:

يَوْمَئِذٍ يَصُدُّرُ النَّاسُ اَشْتَاتًا لِّيُرَوْا اَعْمَالَهُمْ ۝ فَمَنْ يَعْمَلْ

مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ ۝ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ ۝

(سورة زلزال: ۶-۸)

ترجمہ: ”اس دن لوگ گروہ در گروہ ہو کر آئیں گے تاکہ ان کو ان کے اعمال دکھادیئے جائیں تو جس نے ذرہ بھرنیکی کی ہوگی وہ بھی اس کو دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ بھر برائی کی ہوگی، وہ اسے دیکھ لے گا۔“

انبیاء کرام نے پہلی اُمتوں کو اس بڑے دن کے قائم ہونے اور جزا و سزا کے عمل سے ڈرایا ہے، جبکہ مسلمانوں کو بھی اس دن کی ہولناکی اور اس کے برپا ہونے کے بارے میں قرآن



مجید میں بار بار خبردار کیا گیا ہے، کفار مکہ اکثر حضور نبی کریم ﷺ سے سوال کرتے تھے کہ قیامت کب آئے گی۔ قرآن مجید میں اس کا جواب اس طرح سے دیا گیا ہے۔

ترجمہ: ”آپ سے سوال کرتے ہیں، قیامت کب آئے گی! تو آپ ان سے کہہ دیں، اس کی خبر میرے رب کے پاس ہے۔“

(سورۃ الاعراف: ۱۸۷)

قدرت کاملہ کی طرف سے قیامت کا قائم ہونا اس لئے بھی ضروری ہے کہ اس دنیا میں بڑے بڑے نمرود، فرعون اور شداد گزرے ہیں، جنہوں نے شیطان کے ورغلاوے اور معاونت سے خدائی دعوے کئے۔ کمزوروں پر ظلم کیا، معاشرے کو گمراہی اور ضلالت کی اتھاہ گہرائیوں میں دھکیل دیا، فساد فی الارض میں مبتلا ہوئے، خونِ ناحق سے کھیلے اور ایک معبود کی فرمانبرداری کی بجائے غیروں کے آگے سر جھکایا۔ انہیں حساب دینا ہوگا اور اس دن مظلوموں اور بے گناہوں کی دادی ضرور ہوگی۔





## قیامت کی علاماتِ صغریٰ

قیامت کی نشانیوں کے تذکرہ سے پہلے یہ وضاحت ضروری ہے کہ انسانیت کی فلاح و ہدایت اور رہنمائی کے لئے حضور نبی ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے آخری نبی ﷺ (پیغمبر، رسول) مبعوث فرمایا اور آپ ﷺ خاتم النبیین کہلائے۔ آپ ﷺ کے بعد نبوت و رسالت کا سلسلہ ختم ہو گیا، لہذا قیامت کی نشانیوں کا ظہور آپ کی بعثت سے شروع ہو گیا جیسا کہ:

آپ ﷺ نے فرمایا:

مجھے اور قیامت کو اس طرح بھیجا گیا ہے جس طرح یہ دو انگلیاں باہم قریب ہیں۔  
(صحیح بخاری، کتاب الرقاق: ۲۶-۱۴۲۵)

بے شک قیامت آنے کا علم تو اللہ تعالیٰ کو ہی ہے، تاہم اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب ﷺ کے ذریعہ سے علامات بیان کروادی ہیں۔ ایک مشہور حدیث اس طرف رہنمائی کرتی ہے۔

”حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

”رسول اللہ ﷺ خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے اور اس وقت سے لے کر قیامت تک جو کچھ ہوگا، اس کا ذکر کیا جس نے یاد رکھا، اس نے یاد رکھا اور جس نے بھلا دیا وہ بھول گیا، میرے ساتھی اس بات کو جانتے ہیں، ان میں کوئی چیز ظہور پذیر ہوتی ہے جس کو میں بھول چکا ہوں تو اس کو دیکھ کر مجھے یاد آ جاتا ہے، جیسے ایک آدمی کسی کا چہرہ یاد رکھتا ہے، پھر وہ غائب ہو جاتا ہے، پھر جب اس کو دیکھتا ہے تو

پہچان لیتا ہے۔“

(مشکوٰۃ ۱/۵۱۶۶: متفق علیہ)

اکابرین نے زمانی اعتبار سے قیامت کی علامات کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے۔  
اول علامات صغریٰ، دوم علامات کبریٰ۔

حضور نبی کریم ﷺ سے حضرت امام مہدی کے زمانے تک پیش آنے والی نشانیوں کو  
”علامات صغریٰ“ کہا جاتا ہے، جبکہ حضرت امام مہدی سے قیامت کے برپا ہونے تک کے زمانہ  
کی علامات کو علامات کبریٰ مانا گیا ہے۔ ابواب کی صف بندی کے اعتبار سے علامات کبریٰ کو اگلے  
باب میں رکھا گیا ہے۔

### علامات صغریٰ

علامات صغریٰ کو اس باب میں کئی حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے تاکہ احادیث سے قیامت  
کی وہ علامات واضح ہو جائیں، جسے ہم اسباب اور وجوہات کا نام دیتے ہیں۔

- (۱) زمانی علامات
- (۲) دین سے بے رغبتی اور روگردانی
- (۳) سماجی اور معاشرتی علامات
- (۴) دولت کی کثرت اور معاشی علامات
- (۵) ظہور امام مہدی سے قریب تر علامات اور فتنوں کی شدت (متفرق علامات)

### (۱) زمانی علامتیں

(i) نبی کریم ﷺ کی بعثت اور وفات:

۱- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ -

(صحیح بخاری، کتاب الرقاق: ۱۴۲۶)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

”حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں اور قیامت اس طرح بھیجے گئے

(شہادت اور درمیانی انگلی کو اونچا کر کے اشارہ فرمایا)۔“

یہی حدیث بخاری میں سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے:

ب۔ ”حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میری بعثت اور قیامت دونوں اس

طرح قریب ہیں۔ آپ ﷺ نے اپنی دونوں انگلیوں (شہادت اور درمیان کی

انگلی) کو لمبا کر کے بتایا۔“

(صحیح بخاری، کتاب الرقاق: ۱۴۲۵)

ج۔ عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَتَيْتُ

النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي خِدْرِلَهُ، فَقُلْتُ: أَدْخِلْ

، قُلْتُ؟ فَقَالَ: أَدْخِلْ: أَكُلِّي؟ قَالَ: كُلِّكَ، فَلَمَّا جَلَسْتُ،

قَالَ: أُمْسِكْ سِتًّا تَكُونُ قَبْلَ السَّاعَةِ أَوْلَهُنَّ وَفَاةُ نَبِيِّكُمْ قَالَ

فَبَكَيْتُ.....)

(صحیح بخاری: کتاب الجزية والموادعة: ۳۱۷۶)

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”میں نبی کریم ﷺ کے پاس گیا: آپ ﷺ اپنے خمیے میں تشریف فرما

تھے، میں اجازت لے کر اندر داخل ہوا اور بیٹھا آپ ﷺ نے فرمایا:

قیامت سے پہلے چھ (علامتیں) یاد رکھو جن میں سے پہلی تمہارے نبی ﷺ کی

وفات ہے۔“

(ii) چاند کا شق ہونا:

قرآن مجید میں چاند کے ٹکڑے ہونے کا بیان ہے:

اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ . وَإِنْ يَرَوْا آيَةً يُعْرَضُوا  
وَيَقُولُوا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ○

(سورة القمر: ۱-۲)

”قریب آگئی گھڑی (قیامت کی) اور پھٹ گیا چاند اور اگر وہ دیکھ لیں کوئی

معجزہ تو منہ موڑ لیں اس سے اور کہیں کہ یہ تو جادو ہے، ہمیشہ سے چلا آتا ہے۔“

اس سلسلے میں صحیح بخاری میں حدیث:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ أَهْلَ مَكَّةَ سَأَلُوا النَّبِيَّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُرِيَهُمْ آيَةَ فَرَأَاهُمْ انْشِقَاقَ الْقَمَرِ .

(بخاری: كتاب المناقب: ۸۳۸)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

”اہل مکہ نے نبی کریم ﷺ سے درخواست کی کہ کوئی نشانی

دکھائیں۔ آپ ﷺ نے چاند کا پھٹ جانا ان کو دکھلایا۔“

اس حدیث کو مسلم اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے۔

کفار مکہ نے آپ ﷺ کو سچا نبی ماننے کے لئے مطالبہ کیا کہ ہمیں کوئی معجزہ دکھائیں تو

اللہ تعالیٰ نے چاند کو دو ٹکڑے کر دیا۔ ایک ٹکڑا ایک پہاڑ اور دوسرا ٹکڑا دوسرے پہاڑ پر چلا گیا۔ چاند

کے شق ہونے کا معجزہ دیکھ کر بھی کفار مکہ ایمان نہ لائے اور اپنی ہٹ دھرمی پر قائم رہے اور کہا کہ

محمد ﷺ نے ہم پر جادو کر دیا ہے۔

درحقیقت یہ ایک معجزہ تھا اور قرآن مجید میں اسے قرب قیامت کی علامت بھی قرار دیا ہے۔

(iii) حضرت عمر رضی اللہ عنہ فتنوں کے درمیان رکاوٹ:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

”حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (صحابہؓ سے) کہا تم میں سے آنحضرت ﷺ کا ارشاد فتنہ اور فساد کے بارے میں کس کو یاد ہے۔ حضرت حذیفہؓ نے کہا، مجھ کو، جیسے آنحضرت ﷺ نے فرمایا، ویسا ہی یاد ہے۔ حضرت عمرؓ نے کہا اچھا بیان کرو، تم تو حدیث بیان کرنے میں بڑے بہادر معلوم ہوتے ہو۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا! آنحضرت ﷺ نے فرمایا: آدمی کو جو فساد اس کے گھر والوں، مال و دولت اور ہمسائیہ کی وجہ سے ہوتا ہے۔ نماز، روزہ، اچھی بات کا حکم کرنا، بری بات سے منع کرنا، ان عبادتوں سے اس کا اتار (کفارہ) ہو جاتا ہے۔ حضرت عمرؓ نے کہا میں اس فساد کو پوچھتا ہوں جو سمندر کی موج کی طرح اُڈ آئے گا (سب لوگ اس میں مبتلا ہو جائیں گے)۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: امیر المؤمنین تم کو اس کا کیا ڈر ہے، تمہارے اور اس کے درمیان تو ایک بند دروازہ ہے۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا، وہ دروازہ کھولا جائے گا یا توڑا جائے گا؟ حذیفہؓ نے کہا توڑا جائے گا۔ حضرت عمرؓ نے کہا، پھر تو اس کا بند ہونا ہی مشکل ہے۔ وائلؓ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے کہا، کیا عمر رضی اللہ عنہ یہ دروازہ پہچانتے تھے۔ انہوں نے کہا ہاں، جیسے اس کا یقین تھا کہ آج کے بعد کل کا دن آئے گا، میں نے ان سے ایک حدیث بیان کی جو اٹکل پچو بات نہ تھی۔ وائلؓ کہتے ہیں ہم حذیفہؓ سے پوچھنے سے ڈرے (دروازہ کیا ہے) ہم نے مسروقؓ سے

کہا، انہوں نے پوچھا۔ حذیفہؓ نے کہا وہ دروازہ خود عمرؓ تھے۔“

(صحیح بخاری، کتاب المناقب: ۷۹۵)

وضاحت:

(۱) حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے اصولوں اور مزاج کے باعث اسلام پر سختی سے کاربند تھے،

انہوں نے بلاد اسلام میں نہ صرف اضافہ کیا بلکہ اسلام پر زندگی گزارنے کے لئے شریعت پر سختی سے عمل بھی کروایا اور ان کے دور میں مسافر اور قافلے بے خوف و خطر سفر کرتے، انصاف کا بول بالا تھا اور پورا مسلم معاشرہ فتنوں سے پاک تھا۔

(۲) دروازے کے توڑے جانے سے مراد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت ہے، جبکہ اس کے

بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی اور پھر مسلمانوں میں باہمی جدال و قتال شروع ہو گیا اور مختلف فتنوں نے سراٹھایا، جیسے امت مسلمہ کا دو گروہوں میں تقسیم ہو جانا، خوارج کا فتنہ، حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت وغیرہ۔

(iv) نبوت کے جھوٹے دعویدار اور دجالوں کا ظہور:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يُعَبِّدَ دَجَالُونَ

كَذَّابُونَ، قَرِيبٌ مِنْ ثَلَاثِينَ كُلَّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ رَسُولُ اللَّهِ ۝

(بخاری، کتاب المناقب، باب علامات النبوة فی الاسلام)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

”حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہ

ہوگی جب تک تیس کے قریب دجال اور جھوٹے نبی ظاہر نہ ہو جائیں، ہر ایک یہ

کہے گا میں اللہ کا رسول ہوں۔“



حضور نبی کریم ﷺ کے بعد مسیلمہ کذاب، عنسی کذاب وغیرہ نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا۔ اسی طرح حضرت امام حسینؑ کی شہادت کے بعد خون حسین کا بدلہ لینے کے لئے مختار ثقفی نے اہل بیت سے محبت کا ڈھونگ رچایا اور بالآخر نبوت کا دعویٰ کر دیا۔ بعد میں آنے والے دور میں بھی کئی لوگوں نے پہلے اسلام کا لبادہ اوڑھا، پھر نبوت کا دعویٰ کرتے رہے اور کيفر کردار کو پہنچے۔ اس کے علاوہ بعض جابر اور ظالم حکمران بھی ہوئے ہیں، جن کے ہاتھوں مسلمانوں کا خون ناحق بہا، جیسے حجاج بن یوسف وغیرہ۔

وضاحت:

- (۱) جھوٹی نبوت اور دجالوں کی تعداد ۳۰ بتائی گئی ہے۔  
 (۲) حضور نبی کریم ﷺ کے دور سے لے کر دجال اکبر کے آنے تک قیامت کی یہ نشانی پوری ہو رہی ہے۔

(۷) حجاز کے ملک سے ایک آگ کا نکلنا:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَخْرُجَ نَارٌ مِنْ أَرْضِ الْحِجَازِ تُضِيُّ أَعْنَاقَ الْإِبِلِ بِبُصْرَى.

(بخاری، کتاب الفتن، باب خروج النار)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

”رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی، یہاں تک کہ حجاز سے ایک آگ نکلے گی جس سے بھری کے اونٹوں کی گردنیں روشن ہو جائیں گی۔“

وضاحت:

- (۱) علاماتِ قیامت کے سلسلے میں یہ حدیث مسلمانوں میں بہت زیادہ مشہور ہے اور زیادہ تر قیاس یہی کرتے ہیں کہ یہ حدیث اس آگ کے بارے میں ہے جو سب سے آخر میں نکلے گی اور لوگوں کو میدانِ محشر کی طرف دھکیلے گی۔
- (۲) سرزمینِ عرب سے آگ کا نکلنا قیامت کی نشانی ہے۔
- (۳) حضرت امام نوویؒ فرماتے ہیں: کہ ۶۵۴ھ میں مدینے کے مشرق کی طرف سے ایک بہت بڑی آگ روشن ہوئی، جس کے بارے میں شام اور دوسرے ممالک کے لوگ بھی واقف ہیں۔ حافظ ابن کثیرؒ وغیرہ بھی اس سے متفق ہیں کہ یہ آگ واقعی جمادی الثانی ۶۵۴ھ میں ظاہر ہو چکی ہے۔ یہ آگ تقریباً ایک مہینہ تک رہی، بصرہ کے لوگوں نے بھی گواہی دی کہ اس کی روشنی سے بصرہ کے اونٹوں کی گردنیں روشن دکھائی دیں۔
- (البدایہ والنہایۃ ابن کثیر)

(vi) امتِ مسلمہ کی قریش کے ہاتھوں تباہی:

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

”میں نے پیغمبر ﷺ سے سنا کہ جو سچے تھے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو سچا کہا تھا۔ آپ ﷺ فرماتے تھے کہ قریش کے چند چھوکروں کے ہاتھوں سے میری امت تباہ ہوگی۔ مروان نے کہا اللہ ان پر لعنت کرے، چھوکروں کے ہاتھوں سے۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا اگر میں چاہوں تو ان کے نام بھی بیان کر دوں، فلاں کے بیٹے فلاں کے بیٹے۔“

(صحیح بخاری کتاب الفتن: باب قول النبی ﷺ)

(vii) بیماریاں (طاعون کی وباء):

عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أُمْسِكْ سِتًّا تَكُونُ قَبْلَ السَّاعَةِ..... مَوْتَانِ يَكُونُ فِي النَّاسِ كَقِصَاصِ الْغَنَمِ

(بخاری، کتاب الجزیة، باب یحذر من القدر)

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

”حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت سے پہلے چھ چیزیں یاد

رکھو..... تم میں موت (وباء) پھیلے گی، جس طرح بکریوں میں طاعون (بیماری) پھیلتا ہے اور وہ مرنے لگتی ہیں۔“

(دوسری پانچ چیزیں یہ ہیں: میراثوت ہونا، بیت المقدس کا فتح ہونا، مال کی زیادتی، ہونا، عام فتنہ جو عربوں کے گھروں میں ہوگا، مسلمانوں اور رومیوں کے درمیان جنگ ہونا جس میں ۸۰ جھنڈے ہوں گے اور ہر جھنڈے کے نیچے بارہ ہزار کاشکر ہوگا)۔

(اسے ابن ماجہ اور ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے)

وضاحت:

- (۱) طاعون کی وباء خلفاء راشدین کے زمانے میں پھیل چکی ہے، اس کے علاوہ بعد کی صدیوں میں بھی طاعون کی وباء مختلف علاقوں میں پھیلتی رہی۔ برصغیر میں بیسویں صدی کی دوسری دہائی (۱۹۱۵-۱۹۲۰ء) میں پھیل چکی ہے، جس سے بے شمار انسانی جانوں کا ضیاع ہوا۔
- (۲) ہارٹ اٹیک، بلڈ پریشر اور حادثاتی (ایکسیڈنٹ) اموات بھی اب کثرت سے ہونے لگی ہیں۔
- (۳) قیامت کی یہ علامتیں پوری ہو رہی ہیں۔

## (۲) دین محمدی سے بے رغبتی

(i) امر بالمعروف ونہی عن المنکر کو چھوڑنا (وعدہ، امانت) :

۱- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: كَيْفَ بِكُمْ وَبِزَمَانٍ يُوشِكُ أَنْ يَأْتِيَ، يُغْرِبُ بِلِ النَّاسِ فِيهِ غَرْبَلَةٌ، وَيَبْقَى حُشَالَةٌ مِنْ النَّاسِ: قَدْ مَرَجَتْ عُهْوُهُمْ وَأَمَانَاتُهُمْ فَاخْتَلَفُوا، وَكَانُوا هَكَذَا؟ (وَشِبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ) قَالُوا: كَيْفَ بِنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِذَا كَانَ ذَلِكَ؟ قَالَ: تَأْخُذُونَ بِمَا تَعْرِفُونَ، وَتَدْعُونَ مَا تُنْكِرُونَ وَتُقْبِلُونَ عَلَى خَاصَّتِكُمْ وَتَدْرُونَ أَمْرَ عَوَامِكُمْ.

(ابن ماجہ: ابواب الفتن: باب التثبت فی الفتنہ)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

”رسول کریم ﷺ نے فرمایا: بہت جلد ایسا وقت آئے گا نیک لوگ اٹھائے جائیں گے اور برے لوگ باقی رہ جائیں گے، وعدہ اور امانت خلط ملط (پہچان) ہو جائیں گے، لوگ بالکل بگڑ جائیں گے، اچھے اور برے لوگ آپس میں یوں مل جائیں گے، اور آپ نے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال کر دکھائیں۔ صحابہ نے عرض کیا؟ اگر ایسا وقت ہم پر آجائے تو کیا کریں، آپ ﷺ نے فرمایا: جسے نیکی سمجھو اس پر عمل کرنا اور جسے برا سمجھو اسے چھوڑ دینا اور اس وقت اپنے قابل اعتماد لوگوں کے پاس چلے جانا اور دوسروں کو ان کے حال پر چھوڑ دینا۔“

ب۔ حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت ابو موسیٰ اشعری سے مروی ہے کہ:

”آنحضرت ﷺ نے فرمایا: قیامت کے قریب، کچھ پہلے ہی

ایسے دن آئیں گے جن میں جہالت اتر آئے گی اور دین کا علم اٹھ جائے گا اور

ہرج یعنی خون ریزی بہت ہوگی۔“

(صحیح بخاری، کتاب الفتن: باب ظہور الفتن)

(ii) نیک لوگوں کا خاتمہ:

(الف) عَنْ مِرْدَاسِ الْأَسْلَمِيِّ ص قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ:

يَذْهَبُ الصَّالِحُونَ الْأَوَّلُ فَأَلَّوْلُ وَيَبْقَى حُفَالَةٌ كَحُفَالَةِ

الشَّعِيرِ أَوِ التَّمْرِ لَا يُبَالِيهِمُ اللَّهُ بِاللَّهِ.

(بخاری، کتاب الرقاق: باب ذهاب الصالحين)

حضرت مرداس اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

”آنحضرت ﷺ نے فرمایا (قیامت کے قریب) نیک لوگ دنیا

سے اٹھ جائیں گے، ایک کے بعد ایک اور جو کے بھوسے کے کچرے کی طرح

کچھ لوگ دنیا میں رہ جائیں گے، جن کی اللہ تعالیٰ کو کچھ ذرا بھی پروا نہ ہوگی۔“

(ب) عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ

وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَقْتُلُوا إِمَامَكُمْ

تَجْتَلِدُوا بِأَسْفِكُمْ وَيَرِثُ دُنْيَاكُمْ شِرَارُكُمْ -

(ترمذی، کتاب الفتن، باب مَا جَافَى الْأَمْرَ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

”حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس پروردگار کی قسم کہ میری جان جس کے مبارک ہاتھ میں ہے کہ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ تم اپنے امام کو قتل نہ کرو گے اور آپس میں ایک دوسرے کو نہ مارو گے اپنی تلواروں سے، اور جب تک بدترین لوگ تمہارے وارث نہ ہو گے یعنی حکمران بدتر ہوں گے۔“

(ج) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

”حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس پروردگار کی قسم کہ جس کے مبارک ہاتھ میں میری جان ہے کہ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک تم اپنے امام کو قتل نہ کرو گے اور آپس میں ایک دوسرے کو نہ مارو گے اپنی تلواروں سے، اور جب تک بدترین لوگ تمہارے وارث نہ ہوں گے یعنی حکمران بدتر ہوں گے۔“

(ترمذی، کتاب الفتن، باب ماجاء فی الامر بالمعروف والنہی عن المنکر)

(د) حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

”حضور نبی کریم ﷺ کو فرماتے سنا: اللہ تعالیٰ دین کا علم بندوں سے چھین کر ختم نہیں کرے گا، بلکہ عالموں کو اٹھا کر (یعنی علماء کی موت) علم اٹھالے گا، جب کوئی عالم باقی نہ رہے گا تو لوگ جاہلوں کو پیشوا (رہنما) بنا لیں گے، ان سے مسئلہ پوچھیں گے وہ بے علم فتوے دیں گے، خود بھی گمراہ ہوں گے اور لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے۔“

(صحیح بخاری، کتاب العلم، باب کیف یقبض العلم)

(iii) دین پر رہنا مشکل ہوگا:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ

اللَّهِ عَلَيْهِ يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ الصَّابِرُ فِيهِمْ عَلَى دِينِهِ

كَالْقَابِضِ عَلَى الْجَمْرِ ۝

(ترمذی، کتاب الفتن: باب ماجاء فی النهی)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

”حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ

صابر (نیک لوگ) اس وقت اپنے دین پر ایسا مصیبت میں ہوگا جیسے چنگاری

(آگ کا کوئلہ) کا ہاتھ میں لینا۔“

(iv) دین غریب الدیار:

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:

إِنَّ الْإِسْلَامَ بَدَأَ غَرِيبًا وَسَيَعُودُ غَرِيبًا كَمَا بَدَأَ فَطُوبَى

لِلْغُرَبَاءِ، قِيلَ: وَمَنِ الْغُرَبَاءُ؟ قَالَ النَّزَّاعُ مِنَ الْقَبَائِلِ ۝

(ترمذی: ۲۶۱۹)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

”آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اسلام کا آغاز اجنبی (حالت) میں

ہوا تھا اور اسی طرح اختتام بھی (اجنبی) حالت میں ہوگا، لہذا اجنبی لوگوں

(مسلمانوں) کے لئے خوشخبری ہے۔ آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ اجنبی کون

ہے؟ فرمایا: جو قبائل بغرض ہجرت (اسلام کے لئے) وطن سے نکل گئے ہوں،

(یعنی اسلام سکڑ کر مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ میں آجائے گا)۔“

(v) صرف جان پہچان والوں کو سلام کرنا:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ رَسُولُ

اللَّهُ عَلَيْهِ : إِنَّ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ يُسَلِّمَ الرَّجُلُ عَلَى  
الرَّجُلِ لَا يُسَلِّمُ عَلَيْهِ إِلَّا لِلْمَعْرِفَةِ.  
حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ:

”حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ قیامت کی نشانیوں میں سے

ہے کہ ایک آدمی دوسرے کو صرف جان پہچان کی وجہ سے سلام کرے گا۔“

(مسند الامام احمد، اشراط الساعة: ۵/۲۱۳)

قرب قیامت کی یہ نشانی پوری ہو چکی ہے، لوگ اپنے جاننے والوں کے علاوہ  
کسی دوسرے اجنبی شخص کو سلام نہیں کرتے۔

### (vi) دنیا کے بدلے دین کو بیچنا:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

”حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت سے پہلے فتنے شب

تاریک کے ٹکڑوں کی طرح رونما ہوں گے۔ ایک آدمی صبح کو مومن ہوگا اور شام کو کافر

ہوگا۔ شام کو مومن ہوگا تو صبح کے وقت کافر ہوگا۔ بہت سی قومیں دنیا کے مال اور

دولت کے بدلے اپنا خون بیچ ڈالیں گے۔“

وضاحت بترتیب حدیث:

۱۔ مسلمانوں میں برے کام سے بچنے اور نیک کام کرنے کی ترغیب دینے کا عمل ختم ہوتا

جا رہا ہے۔ گناہ اتنا زیادہ ہو گیا ہے کہ گناہ کو گناہ نہیں سمجھا جاتا۔ وعدہ خلافی اور امانت

میں خیانت معمول کی بات ہے۔

۲۔ نیک لوگ آہستہ آہستہ ختم ہوتے جا رہے ہیں۔



- ۳۔ حق بات کہنا اور دین پر رہنا انتہائی مشکل ہوتا جا رہا ہے۔
- ۴۔ لوگ محض دنیاوی مقاصد کے لیے علم سیکھتے ہیں۔ والدین اپنے بچوں کو انگریزی زبان اور دیگر علوم زر کثیر خرچ کر کے سکھاتے ہیں، جب کہ قرآن و حدیث کے علم کی طرف توجہ نہیں دی جاتی۔

### (۳) سماجی اور معاشرتی علامات

(i) قیامت کی اہم معاشرتی علامت:

والدین کی نافرمانی ہوگی، لونڈی اپنے مالک کو جنے گی اور ننگے پاؤں والے سردار ہوں گے۔

۱۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم: يَوْمًا

بَارِزًا فَاتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَتَى السَّاعَةُ؟

فَقَالَ: مَا الْمَسْئُولُ عَنْهَا بِاعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ وَلَكِنْ

سَأَخْبِرُكَ عَنْ أَشْرَاطِهَا، إِذَا وَلَدَتِ الْأُمَّةُ رَبَّتَهَا، فَذَلِكَ

مِنْ أَشْرَاطِهَا، وَإِذَا كَانَتِ الْحُفَاةُ الْعُرَاةُ رُؤُوسَ النَّاسِ

فَذَلِكَ مِنْ أَشْرَاطِهَا، وَإِذَا تَطَاوَلَ رِعَاءُ الْغَنَمِ فِي الْبُنْيَانِ،

فَذَلِكَ مِنْ أَشْرَاطِهَا فِي خَمْسٍ لَا يَعْلَمُهُنَّ إِلَّا اللَّهُ: فَتَلَا

رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم: إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنزِلُ الْغَيْثَ

وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ..... (الآية)

(ابن ماجہ، کتاب الفتن باب، باب الشراط الساعة)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز صحابہ کرام کے ساتھ تشریف فرما تھے۔

ایک آدمی حاضر ہوا اور پوچھنے لگا: یا رسول اللہ ﷺ: قیامت کب آئے گی: رسول کریم ﷺ نے جواب میں ارشاد فرمایا: ”قیامت کے بارے میں جس سے پوچھا گیا ہے وہ پوچھنے والے سے زیادہ نہیں جانتا (یعنی تمہاری طرح مجھے بھی اس کا علم نہیں) لیکن میں تجھے اس کی بعض علامات بتا دیتا ہوں۔“

۱- جب عورت اپنا مالک (یعنی نافرمان اولاد) جنے تو یہ قیامت کی نشانیوں میں سے ہے۔

۲- جب ننگے پاؤں، ننگے بدن والے لوگوں کے سردار بنیں تو یہ قیامت کی نشانیوں میں سے ہے۔

۳- اور جب بکریاں چرانے والے بلند و بالا عمارتیں تعمیر کریں، یہ قیامت کی نشانیوں میں سے ہے۔

۴- قیامت کا وقت ان پانچ چیزوں میں سے ہے، جن کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں، پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

ترجمہ: ”بے شک قیامت کا علم اللہ ہی کے پاس ہے۔ وہی بارش برساتا ہے (اسی کو علم ہے کہ بارش کب ہوگی) ماؤں کے رحموں میں جو کچھ ہے اسے بھی وہی جانتا ہے، کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کرے گا (اللہ جانتا ہے) نہ ہی کوئی شخص یہ جانتا ہے کہ وہ کس جگہ فوت ہوگا (اللہ جانتا ہے)۔“

(سورۃ لقمان: ۳۴)

(ii) عزیزا قارب اور پڑوسیوں کا قتل:

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

”حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت سے پہلے ہرج ہوگا۔“

میں نے عرض کیا رسول اللہ ﷺ ہرج کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ”قتل“

بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! قتل تو اب بھی ہوتا ہے، ہم ایک ایک سال میں کتنے کتنے مشرکوں کو قتل کر دیتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ہرج سے مراد مشرکوں کا قتل نہیں، بلکہ تم لوگ (مسلمان) آپس میں ایک دوسرے کو قتل کرو گے، حتیٰ کہ آدمی اپنے پڑوسی، اپنے چچا زاد اور اپنے عزیز واقارب کو قتل کرے گا۔“

(ابن ماجہ، کتاب الفتن، باب الثبت فی الفتنہ)

### (iii) ہمسایوں، رشتہ داروں سے برا سلوک:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

”حضور نبی ﷺ نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی، حتیٰ کہ بے حیائی پھیل جائے گی، قطع تعلقی عام ہوگی (رشتہ داروں سے) اور ہمسائیگی بری ہوگی“

(مسند احمد، اشراط الساعة: ۶۵۱۱)

### (iv) اخلاقی اقدار کا خاتمہ:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

”آنحضرت ﷺ نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی، جب تک دنیا کے اعتبار سے سب سے بڑا خوش نصیب اسے سمجھا جائے گا، جو خاندانی کمینہ اور احمق ہوگا۔ (یعنی عزت دار ذلیل اور ذلیل عزت دار ہو جائے گا)۔“

(ترمذی، کتاب الفتن: باب الشراط الساعۃ)

### (v) بوڑھوں کا جوان نظر آنا (سیاہ خضاب لگا کر):

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:

يَكُونُ قَوْمٌ يَخْضِبُونَ فِي آخِرِ الزَّمَانِ السَّوَادَ كَحَوَاصِلِ  
الْحَمَامِ، لَا يَرِيحُونَ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ.

(ابو داؤد: کتاب اللباس: باب ماجاء فی خضاب السواد)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

”رسول کریم ﷺ نے فرمایا: آخری زمانے میں کچھ لوگ کبوتر کے سینے جیسا سیاہ  
خضاب لگائیں گے، ایسے لوگ جنت کی خوشبو بھی نہ پاسکیں گے۔“

(سنن نسائی اور مسند احمد نے بھی اسے روایت کیا ہے)

(vi) گانا بجانا، شراب اور بے حیائی کا پھیلنا:

(۱) عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ أَنْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ:  
سَيَكُونُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ خُسْفٌ وَقَذْفٌ وَمَسْخٌ: قِيلَ وَمَتَى  
ذَلِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ؟ قَالَ إِذَا ظَهَرَتِ الْمَعَارِضُ  
وَالْقَيْنَاتُ وَاسْتَحَلَّتِ الْخَمْرُ.

(رواه الطبرانی: مجمع الزوائد: کتاب الفتن)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

”حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: آخری زمانے میں خسف، قذف،

اور مسخ ہوں گے۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ کب ایسا ہوگا؟ آپ ﷺ  
نے فرمایا: جب گانے بجانے کے آلات اور گانے والی عورتیں (گلوکارائیں) ظاہر  
ہوں گی اور شراب کو حلال سمجھ لیا جائے گا۔“

ب- عبدالرحمن بن غنم کہتے ہیں کہ مجھ سے کہ حضرت ابو عامر یا ابو مالک اشعری

رضی اللہ عنہ (ابوداؤد کی روایت میں ابو مالک ہے بغیر شک کے) نے:

”کہ انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ سے سنا: آپ ﷺ فرماتے ہیں: میری امت میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو زنا، شراب اور باجوں کو (یعنی گانے بجانے) کو اپنے اوپر (ثقافت کی آڑ میں) حلال کر لیں گے اور پھر ایسا ہوگا کہ (ان میں سے) کچھ لوگ ایک پہاڑ کے بازو پر اتریں گے، شام کو ان کا چرواہا ان کے جانور لے کر ان کے پاس آئے گا (جیسے) کوئی حاجت مند ان کے پاس آئے تو اس سے کہیں ارے فقیر کل آنا، لیکن کل تک وہ بچتے کہاں اللہ تعالیٰ رات ہی انہیں (ان کی سرکشی اور بے حیائی کی وجہ سے) ہلاک کر دیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان پر پہاڑ گرا دیں گے، ان میں سے جو بچ جائیں گے انہیں اللہ تعالیٰ بندر اور خنزیر بنا دے گا اور یہ قیامت تک اسی حالت میں رہیں گے۔“

(صحیح بخاری، کتاب الاشریۃ، باب مَا جَاءَ فِیْمَنْ یَسْتَحِلُّ الخمر وِیْسْمِیْہِ بِغَیْرِ اسْمِہِ)

ج- حضرت عمران بن حصن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

”حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میری امت میں حسف، مسخ اور قذف ہوں گے۔ صحابہ کرامؓ میں سے کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ کب ہوگا؟ آپ نے فرمایا: جب گانے بجانے والیاں عام ہو جائیں اور شراب پی جائے۔“

(ترمذی، کتاب الفتن، باب اشراط الساعة)

(د) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

”حضور نبی کریم ﷺ کو فرماتے سنا کہ: علم کا اٹھ جانا، جہالت کا پھیل جانا، زنا کی کثرت، شراب نوشی، مردوں کی کمی عورتوں کا زیادہ ہونا (پچاس عورتوں کے لئے ایک مرد) یہ سب قیامت کی نشانیاں ہیں۔“

(صحیح بخاری: کتاب النکاح: باب یقل الرجل ویکثر النساء)

(vii) لباس کے باوجود عورتیں ننگی:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ  
صِنْفَانِ مِنْ أَهْلِ النَّارِ لَمْ أَرَهُمَا، قَوْمٌ مَعَهُمْ سِيَاطٌ كَأَذُنِ  
الْبَقْرِ يَضْرِبُونَ بِهَا النَّاسَ وَنِسَاءٌ كَأَسِيَّاتِ عَارِيَّاتِ مَمِيلَاتٍ  
مَالِلَاتٍ رَأً وَسُهْنً كَأَسْنِمَةِ الْبُخْتِ الْمَائِلَةِ لَا يَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ  
وَلَا يَجِدْنَ رِيحَهَا وَرِيحُهَا لِيُوجِدُنَّ مَسِيرَةَ كَذَا.

(صحیح مسلم: کتاب صفة المنافقين، باب جهنم أعادنا الله منها)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

”حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جہنم میں جانے والی دو قسمیں

ایسی ہیں جو میں نے ابھی تک نہیں دیکھیں۔ ایک وہ لوگ ہیں جن کے پاس بیل  
کی دموں کی طرح کوڑے ہوں گے، جن سے وہ (اپنی رعایا) کو ماریں گے۔  
دوسری قسم ان عورتوں کی ہے جو کپڑے پہننے کے باوجود ننگی ہوتی ہیں، مردوں کو  
بہکانے والیاں اور خود بہکنے والیاں، ان کے سر بختی اونٹوں کی کوهانوں کی طرح  
(بالوں میں جوڑا لگانے کی وجہ سے) ایک طرف جھکے ہوں گے۔ ایسی عورتیں  
جنت میں نہ جائیں گی، نہ جنت کی خوشبو پائیں گی، جبکہ جنت کی خوشبو دور سے  
آتی ہے۔“

(viii) زنا اور شراب نوشی کی کثرت:

(۱) عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ  
يَقُولُ إِنَّ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ يُرْفَعَ الْعِلْمُ وَيَكْثُرَ الْجَهْلُ

وَيَكْثُرُ الزَّوْنَا وَيَكْثُرُ شُرْبُ الْخَمْرِ وَيَقْلُ الرِّجَالُ وَيَكْثُرُ  
النِّسَاءُ حَتَّى يَكُونَ بِخَمْسِينَ امْرَأَةً الْقِيمُ الْوَاحِدُ.

(بخاری، کتاب النکاح، باب يقل الرجال ويكثر النساء)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

”حضور نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ: قیامت کی نشانیوں میں سے یہ ہیں کہ علم اٹھ جائے گا، جہالت چھا جائے گی، زنا عام ہوگا، شراب نوشی کی کثرت ہوگی اور مردوں کی کمی ہوگی اور عورتوں کی کثرت، حتیٰ کہ پچاس پچاس عورتوں کے لئے ایک مرد ہوگا۔“

(ب) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

”نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: علم دین اٹھ جائے گا، جہالت پھیل جائے گی، شراب پی جائے گی اور کھلم کھلا زنا ہوگا، یہ قیامت کی نشانیوں میں سے ہے۔“  
(صحیح مسلم، کتاب العلم، باب رفع العلم فی آخر الزمان)

(ج) مردوں کا عورتوں سے مشابہت کرنا:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

”حضور نبی کریم ﷺ نے ان مردوں پر لعنت کی ہے جو عورتوں سے مشابہت کریں (زنانے بنیں)، اسی طرح ان عورتوں پر بھی لعنت جو مردوں کی مشابہت کریں۔“

(صحیح بخاری، کتاب اللباس، باب الممتشبهون بالنساء والممتشبهات بالرجال)

(د) شرم گاہ اور پیٹ کے فتنے:

(مراد زنا اور حرام کی کمائی، رشوت کا پیسہ، شراب، سود وغیرہ)

حضرت ابو بزرہ انسلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

”نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: مجھے تمہارے بارے میں تمہارے پیٹوں کو گمراہ کرنے والی خواہشات، شرمگاہ کو گمراہ کرنے والی خواہشات اور گمراہ کرنے والے فتنوں کے بارے میں بہت زیادہ ڈر ہے۔“

(مسند احمد: مجمع الزوائد، کتاب الفتن)

### ۴- دولت کی کثرت اور معاشی علامات

(i) جھوٹ، مکر و فریب اور دھوکہ دہی:

(الف) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَظْهَرَ الْفِتْنُ وَيَكْثَرَ الْكِذْبُ وَيَتَقَارَبَ الْأَسْوَاقُ.

(مسند احمد، اشراط الساعة: ۵۱۹/۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

”آنحضرت ﷺ نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی، جب تک فتنے ظاہر نہ ہوں، جھوٹ کی کثرت ہو جائے اور تجارتی مراکز (بازار) قریب نہ ہو جائیں۔“

(ب) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

”رسول کریم ﷺ نے فرمایا: جلد ہی لوگوں پر ایسا وقت آئے گا جس میں ہر طرف دھوکہ دہی ہوگی، جھوٹ کو سچ اور سچ کو جھوٹ سمجھا جائے گا۔ امانت دار کو خائن اور خائن کو امانت دار سمجھا جائے گا اور رویضہ خوب بولے گا۔ صحابہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ رویضہ کون ہے؟ آپ ﷺ نے



فرمایا: عوام الناس کے معاملات پر اختیار رکھنے والا کمینہ آدمی۔“

(ابن ماجہ، کتاب الفتن، باب شدہ الزمان ۲/۳۲۶۱)

شاید اس سے مراد ایجنٹ، سیلز مین اور دلال وغیرہ ہے۔ بہر حال آپ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ چرب زبانی سے ناقص اور گھٹیا مال کو معیاری قرار دے کر فروخت کیا جاتا ہے۔

(ii) سود اور حرام کی کمائی کا فتنہ:

(الف) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ "مَا يَبَالِي الرَّجُلُ مِنْ أَيْنَ أَصَابَ مِنْ حَلَالٍ أَوْ حَرَامٍ."

(سنن نسائی، کتاب البيوع، باب اجتناب الشبهات في الكسب)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

”حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا

جب کوئی پرواہ نہ کرے گا کہاں کہاں سے مال پیدا کیا، حلال سے خواہ حرام سے۔“

(ب) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: قَالَ يَأْتِي

عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ "يَأْكُلُونَ الرِّبَا فَمَنْ لَمْ يَأْكُلْهُ أَصَابَهُ مِنْ غُبَارِهِ."

(سنن نسائی، کتاب البيوع، باب اجتناب الشبهات في الكسب)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

”آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ایک زمانہ ایسا آوے گا جب

لوگ سود کھائیں گے اور جو نہ کھائے گا اس پر بھی سود کا غبار پڑے گا۔“

(جس طرح سود کی رقم آگے کسی اور کے پاس آتی ہے یا بینک کا لین دین وغیرہ)

(iii) حق کو چھپانا، جھوٹی گواہی، قطع رحمی، قلم کا ظہور (اشاعت پر لیس)

(الف) عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رضي الله عنه قَالَ قَالَ رَسُولُ

اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم: إِنَّ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ شَهَادَةُ الزُّورِ وَكِتْمَانُ الْحَقِّ.

(مسند احمد: اشراط الساعة)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

”حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت سے پہلے جھوٹی

گواہی دینے والے اور حق کو چھپانے والے لوگ ہوں گے۔“

(ب) حضرت طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

”حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت سے پہلے یہ نشانیاں

ظاہر ہوں گی: (۱) جان پہچان کے لوگوں کو سلام کرنا (۲) تجارت کا عام ہونا، حتیٰ

کہ بیوی اپنے شوہر کی تجارت میں مددگار ہوگی (۳) قطع رحمی (۴) جھوٹی گواہی،

سچی گواہی کو چھپانا (۶) قلم کا ظہور (اشاعت پر لیس)۔“

(مسند احمد، اشراط الساعة)

(iv) مال و دولت کی فراوانی:

(الف) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم

قَالَ: لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَفِيضَ الْمَالُ وَتَظْهَرَ الْفِتْنُ

وَيَكْثُرَ الْهَرْجُ.

(ابن ماجہ، کتاب الفتن، باب اشراط الساعة)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

”حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت قائم نہ ہوگی، حتیٰ کہ مال

کی کثرت ہو جائے، فتنے ظاہر ہوں اور ہرج (قتل) بہت زیادہ ہوں۔“

(ب) حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

”حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا

کہ آدمی اپنے سونے کا صدقہ لے کر پھرے گا اور کوئی نہ ملے گا کہ اس کو قبول کر

لے اور ایک شخص کسی دوسرے شخص کو دیکھے گا کہ اس کے پیچھے چالیس چالیس

عورتیں لگی ہوں گی اور پناہ پکڑیں گی۔ ایسا مردوں کے کم ہونے اور عورتوں کے

زیادہ ہونے کی وجہ سے ہوگا۔“

(صحیح مسلم، کتاب الزکاة، باب بیان ان اسم الصدقة یقع علی کل نوع من المعروف)

(ج) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

”حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہ

ہوگی جب تک کہ مال بہت زیادہ نہ ہو جائے اور بہہ نہ نکلے، یہاں تک کہ ایک

آدمی زکوٰۃ لے کر نکلے گا اور کسی کو نہ پاوے گا جو اس کو قبول کرے یہاں تک زمین

عرب میں چراگا ہیں اور نہریں ہو جائیں گی۔“

(صحیح مسلم، کتاب الزکاة، باب بیان ان اسم الصدقة یقع علی کل نوع من المعروف)

(۷) تجارت عام ہوگی اور عورت شوہر کا ہاتھ بٹائے گی:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

”رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: قیامت سے پہلے سلام جان

پہچان والوں کو کیا جائے گا۔ تجارت اس قدر عام ہوگی کہ بیوی (تجارت میں)

اپنے شوہر کی معاون ہوگی۔“

(مسند احمد، اشراط الساعة)

## (۵) امام مہدی کے ظہور سے قریب تر علامات:

قارئین کرام! امام مہدی کے ظہور سے پہلے جب یہ اہم علامات رونما ہو جائیں گی اور امت مسلمہ کی بے کسی اور بے چارگی کی حالت دیکھ کر دین اور دنیا کی سوجھ بوجھ رکھنے والا مسلمان سمجھ جائے گا کہ امام مہدی کے آنے میں اب زیادہ دیر نہیں اور ان کا ظہور کسی بھی وقت ہو سکتا ہے۔

(i) خلافت اور اسلام کی کڑیاں ٹوٹنا:

عَنْ أَبِي أَمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
قَالَ لَتَنْتَقِضَنَّ عُرَى الْإِسْلَامِ عُرْوَةً فَكُلَّمَا انْتَقَضَتْ عُرْوَةٌ  
تَثَبَّتْ النَّاسُ بِأَلْتِي تَلِيهَا فَأَوْلَاهُنَّ نَقْضًا الْحُكْمُ وَآخِرُهُنَّ  
الصَّلَاةُ.

(مسند احمد: ۳۱۶/۵)

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

”حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اسلام کی کڑیاں ایک ایک کر کے ٹوٹی جائیں گی۔ جب ایک کڑی ٹوٹے گی تو لوگ دوسری کڑی پکڑ لیں، سب سے پہلی کڑی ”حکم“ (امر خلافت) اور سب سے آخر میں ٹوٹنے والی کڑی نماز ہوگی، یعنی اقامت الصلوٰۃ (نماز قائم کرنے والی) کی کڑی ٹوٹ جائے گی۔

وضاحت:

(۱) قیامت کی یہ نشانی پوری ہو چکی ہے۔

(۲) اسلامی خلافت ٹوٹ چکی ہے، اسلامی نظام عدل (Islamic Law) کی بجائے مغربی

قوانین (European Laws) کے تحت عدالتوں میں فیصلے ہوتے ہیں۔

(۳) اُمت مسلمہ قرآن سے رہنمائی چھوڑ کر مغرب کے افکار و خیالات اپنا چکی ہے اور سنت نبوی پر عمل پیرا رہنے والوں کی زندگی مشکل سے مشکل تر ہوتی جا رہی ہے۔

(۴) پاکستان میں بالغ مرد اور عورتوں میں بمشکل ۱۰ فیصد لوگ نماز پنجگانہ کے پابند ہیں، کچھ نے صبح کی پڑھ لی، باقی اللہ جانے جبکہ مسلمانوں کی اکثریت نماز نہیں پڑھتی۔

(۵) مسلمان ممالک میں دین کی عجیب و غریب توجیہات پیش کی جا رہی ہیں۔

## (ii) حکمرانوں کا فتنہ:

۱- ظالم اور جابر حکمران :

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ طَالَ بِكَ مُدَّةٌ "أَوْشَكْتَ أَنْ تَرَى قَوْمًا يَغْدُونَ فِي سَخَطِ اللَّهِ وَيَرُونَ حُونَ فِي لَعْنَتِهِ فِي أَيْدِيهِمْ مِثْلَ أذْنَابِ الْبَقَرَةِ."

(صحیح مسلم: کتاب الجنة، باب النار يدخلها الجبارون)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

”میں نے حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان سنا، آپ ﷺ نے

فرمایا: اگر تمہاری عمر لمبی ہوئی تو تم ایک ایسی قوم دیکھو گے جو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور غصے میں صبح کرے گی اور اللہ کی لعنت میں شام کرے گی، ان کے ہاتھوں میں بیلوں کی دموں کی طرح لاٹھیاں ہوں گی۔“

ب- نا اہل حکمران:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِذَا ضُيِّعَتْ

الْأَمَانَةُ فَاَنْتَظِرِ السَّاعَةَ، قَالَ: كَيْفَ إِضَاعَتُهَا يَا رَسُولَ اللَّهِ  
قَالَ: إِذَا أُسْنِدَ الْأَمْرُ إِلَى غَيْرِ أَهْلِهِ فَاَنْتَظِرِ السَّاعَةَ-

(صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب رفع الأمانة)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

”رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب امانت ضائع کی جائے اس وقت قیامت کا  
انتظار کر۔ حضرت ابو ہریرہ نے دریافت کیا، یا رسول اللہ ﷺ امانت کیسے ضائع  
جائے گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جب حکومت ان لوگوں کو دی جائے جو اس کے  
اہل نہ ہوں (یعنی نااہل) تو قیامت کا انتظار کر۔“

ج- عورتوں کی حکمرانی:

عَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَقَدْ نَفَعَنِي اللَّهُ بِكَلِمَةٍ أَيَّامَ الْجَمَلِ لَمَّا  
بَلَغَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ فَارِسًا مَلَكَوْا ابْنَةَ  
كِسْرَى قَالَ لَنْ يُفْلِحَ قَوْمٌ وَلَوْ أَمَرَهُمْ امْرَأَةٌ.

(صحیح بخاری، کتاب الفتن: ۱۱۱۷)

”حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

”انہوں نے کہا کہ جنگ جمل کے واقعہ میں اللہ تعالیٰ نے مجھ کو

ایک کلمہ سے فائدہ دیا جو میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے سنا ہوا تھا یہ کہ جب

آنحضرت ﷺ کو یہ خبر پہنچی کہ ایران والوں نے کسری کی بیٹی کو بادشاہ بنایا ہے تو

آپ ﷺ نے فرمایا، وہ قوم کبھی فلاح نہیں پاسکتی، جو عورت کو اپنا حکمران

بنالے۔“

۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

”آنحضرت ﷺ نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی،

جب تک قحطان قبیلے کا ایک شخص لوگوں کو اپنی چھڑی سے نہ ہانکے گا۔“

(صحیح بخاری، کتاب الفتن: باب ظہور الفتن)

وضاحت:

(۱) قیامت کی یہ نشانیاں پوری ہو چکی ہیں۔

(۲) ایسے حکمران گزشتہ کئی صدیوں سے پیدا ہو رہے ہیں اور آج کے دور میں تقریباً تمام مسلم ممالک کی سربراہی ایسے حکمرانوں کے ہاتھوں میں ہے، اور ان کے اہلکار خلق خدا پر ظلم کرتے ہیں۔

(۳) آج امت مسلمہ کے حکمران بظاہر وعظ و نصیحت اور احکام خداوندی اور سنت نبوی کریم ﷺ کی اتباع کا دعویٰ کرتے ہیں، جبکہ درحقیقت وہ سنت پر عمل پیرا ہونے سے روکتے ہیں اور خلاف شریعت احکام زبردستی عوام پر مسلط کرتے ہیں۔

(۴) عورت کی حکمرانی کے بارے میں واضح حدیث موجود ہے، لیکن اس کے باوجود دو بار پاکستان کی وزیراعظم ایک عورت رہ چکی ہے۔

(۵) امام مہدی کے ظہور سے قبل عرب کے قحطان قبیلے سے ایک شخص حکمران ہوگا، جو لوگوں پر ظلم کرے اور لاشیوں سے ہانکے گا۔

(iii) زلزلوں کی کثرت:

۱- حضرت عبداللہ بن حوالہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

”حضور نبی کریم ﷺ نے ہمیں پیادہ جہاد کرنے کے لئے بھیجا تا کہ ہم مال

غنیمت لائیں، ہم واپس لوٹے اور کچھ مال غنیمت حاصل نہ ہوا۔ ہمارے چہروں

پر آپ ﷺ نے مشقت کا اثر دیکھا۔ آپ ﷺ خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے۔ فرمایا: اے اللہ ان کے کام میری طرف نہ سونپ میں ضعیف ہو جاؤں گا اور ان کو ان کی جانوں کی طرف نہ سونپ، وہ اس سے عاجز رہ جائیں گے۔ ان کو لوگوں کی طرف نہ سونپ وہ ان کی حاجتوں پر اپنی حاجتوں کو مقدم رکھیں گے، پھر اپنا ہاتھ میرے سر پر رکھا، فرمایا: اے ابن حوالہ جس وقت تو دیکھے کہ خلافت مقدس زمین پر اتر چکی ہے، اس وقت زلزلے، فکر و غم اور بڑے بڑے امور قریب آجائیں گے۔ قیامت اس وقت اس قدر قریب ہوگی جیسا کہ میرا ہاتھ تیرے سر کے قریب ہے (روایت کیا اس کو ابو داؤد نے)۔“

(مشکوٰۃ، ج سوم، ۵۲۱۳/۱۳)

ب۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يُقْبَضَ الْعِلْمُ وَتَكْثُرَ الزَّلَازِلُ وَيَتَقَارَبَ الزَّمَانُ وَتَظْهَرَ الْفِتْنُ وَيَكْثُرَ الْهَرَجُ وَهُوَ الْقَتْلُ الْقَتْلُ حَتَّى يَكْثُرَ فِيكُمْ الْمَالُ فَيَفِضَ -

(صحیح بخاری، کتاب الاستسقاء، باب ما قبل فی الزلازل والآیات)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

”حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک (دین کا) علم اٹھ نہ جائے، زلزلے بکثرت آئیں گے، وقت گھٹ جائے گا، فتنے ظاہر ہوں گے، ہرج بہت زیادہ ہوگا، ہرج سے مراد قتل اور مال اور دولت کی فراوانی ہو جائے بلکہ بہنے لگے گا۔“



وضاحت:

- (۱) قیامت کی یہ علامت گذشتہ کئی صدیوں سے پوری ہو رہی ہے۔
- (۲) قیامت کا برپا ہونا شدید زلزلے کی صورت میں ہوگا۔
- (۳) گذشتہ صدی سے زلزلے بکثرت آرہے ہیں اور ان زلزلوں میں لاکھوں انسان مرچکے ہیں۔ جاپان، ترکی، ایران، پاکستان اور دنیا کے ہر ملک میں زلزلے آتے رہے ہیں۔ لیکن گذشتہ ۱۰ سال سے زلزلوں کی کثرت ہو گئی ہے۔
- دو سال قبل ماہ رمضان میں پاکستان کے شمال مشرقی (آزاد کشمیر، صوبہ سرحد) علاقوں میں شدید زلزلہ آیا جس سے دو لاکھ سے زائد ہلاکتیں، لاتعداد زخمی اور اربوں کی املاک تباہ ہوئیں۔
- (۴) ۲۰۰۰ء کے بعد زلزلے آنے کی شدید کثرت ہوتی جا رہی ہے، تقریباً ہر ماہ دنیا کے کسی نہ کسی خطہ میں زلزلہ آتا ہے اور بدستور زلزلے کے جھٹکے محسوس کئے جا رہے ہیں، جو کہ کسی بہت بڑی تباہی کا پیش خیمہ ہو سکتے ہیں۔

(iv) وقت کا جلدی گزرتا:

(۱) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ:

يَتَقَارَبُ الزَّمَانُ وَيُلْقَى الشَّحُّ وَتَظْهَرُ الْفِتْنُ وَيَكْثُرُ الْهَرْجُ.

(صحیح بخاری، کتاب الفتن: باب ظهور الفتن)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

”حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: (قیامت سے پہلے) وقت

جلدی جلدی گزرے گا۔ نیک اعمال گھٹ جائیں، بخیلی دلوں میں سما جائے گی،

فتنے فساد پھوٹ پڑیں گے اور ہرج بہت ہوگی۔“

ب۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ:

”حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت قائم نہیں ہوگی، حتیٰ کہ وقت تیزی سے گزرنے لگے گا۔ سال مہینے کے برابر، مہینہ ہفتے کے برابر، ہفتہ دن کے برابر اور دن گھنٹہ کی طرح گزرے گا اور گھنٹہ کھجور کی شاخ کے خشک پتوں کے جلنے کے وقت کی طرح گزرے گا۔“

(مسند احمد، اشراط الساعة، الجزء الاول: ۶۷)

(۷) بلند و بالا عمارات بنانا:

(۲) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: لَا تَقُومُ السَّاعَةُ..... حَتَّى يَتَطَاوَلَ النَّاسُ فِي الْبُنْيَانِ وَحَتَّى يَمُرَّ الرَّجُلُ بِقَبْرِ الرَّجُلِ فَيَقُولُ يَا لَيْتَنِي مَكَانَهُ.

(صحیح بخاری، کتاب الفتن: باب ظهور الفتن)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

”حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی..... حتیٰ کہ لوگ بلند و بالا عمارات بنائیں گے (اور ان پر فخر کریں گے) اور ایک شخص دوسرے شخص کی قبر پر سے گزرے اور کہے کاش میں اس کی جگہ (مر گیا) ہوتا۔“

(ب) ”جب تم دیکھو گے کہ جسم و بدن سے ننگے فقیر مفلوک الحال اور بکریاں چرانے والے چرواہے (بدو) بڑی بڑی عمارتیں بنانے میں مقابلہ کریں گے (تو قیامت بہت قریب ہوگی)۔“

(مسلم کتاب: کتاب الایمان)

اسے ترمذی، مسند احمد، نسائی میں بھی بیان کیا گیا ہے۔

وضاحت:

- (۱) قیامت کی یہ نشانی مکمل طور پر پوری ہو چکی ہے۔
- (۲) بڑی بڑی عمارات، پلازے ٹریڈ سنٹر، شاپنگ سنٹر منہ بولتا ثبوت ہیں۔
- (۳) عرب ممالک کویت، بحرین، متحدہ عرب امارت اور سعودی عرب میں فلک بوس پلازے اور شاپنگ سنٹر ز عربوں کے بارے (عرب کے چرواہوں) میں رہنمائی کرتے ہیں، حال ہی میں دنیا کی سب سے اونچی عمارت متحدہ عرب امارت (دبئی) میں ”برج دبئی“ کے نام سے تعمیر کی جا رہی ہے جس کا ذکر آئے روز اخباروں میں ہو رہا ہے۔
- ”اس عمارت کی کل اونچائی ۶۷۲۷ فٹ ہوگی، جبکہ ۱۶۸۰ فٹ تک اونچی منزلیں تعمیر ہو چکی ہے۔ برج دبئی کی ۱۳۱ منزلیں ہوں گی، جو دنیا کی کسی بھی عمارت سے زیادہ ہیں۔ اس کی تعمیر ۲۱ ستمبر ۲۰۰۴ء میں شروع تھی جو کہ ۲۰۰۸ء میں مکمل ہوگی، اس عمارت کو ۱۰۰ کلومیٹر دور سے دیکھا جاسکے گا، یاد رہے کہ اس سے قبل دنیا کی بلند ترین عمارت تائیوان میں تھی جس کی اونچائی ۱۶۶۷ فٹ ہے۔“

(vi) پے در پے فتنوں کا ظہور:

حضرت امام مہدی کے ظہور سے قبل رونما ہونے والے فتنوں میں شدت آ جائے گی۔ اس سلسلے میں صحاح ستہ کی تمام کتب میں احادیث موجود ہیں، تاہم طوالت سے بچنے کے لئے یہاں صرف بخاری شریف سے احادیث اور ترجمہ پیش ہے۔

۱- عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: قَالَ أَشْرَفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أَطْمٍ مِنْ أَطَامِ الْمَدِينَةِ فَقَالَ هَلْ تَرَوْنَ مَا أَرَى قَالُوا لَا قَالَ فَإِنِّي لَأَرَى الْفِتْنَ تَقَعُ خِلَالَ بِيُوتِكُمْ كَوَقْعِ الْقَطْرِ.

(بخاری، کتاب الفتن: باب قول النبي ﷺ وَيَلُّ لِلْحَرْبِ مِنْ شَرِّ قِدَاقْتَرَبَ)

”حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

”حضور نبی اکرم ﷺ مدینہ کے ٹیلوں میں سے ایک پر چڑھے اور (صحابہؓ) سے پوچھا جو میں دیکھتا ہوں وہ تم دیکھتے ہو، انہوں نے کہا نہیں یا رسول اللہ، آپ ﷺ نے فرمایا، میں فتنوں کو دیکھ رہا ہوں، وہ بارش کے قطروں کی طرح تمہارے گھروں میں ٹپک رہے ہیں۔“

ب۔ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: اسْتَيْقَظَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَيْلَةً فَرِغًا، يَقُولُ: سُبْحَانَ اللَّهِ مَاذَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنَ الْخَزَائِنِ؟ وَمَاذَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنَ الْفِتَنِ؟ مَنْ يُوقِظُ صَوَاحِبَ الْحُجُرَاتِ، يُرِيدُ أَزْوَاجَهُ، لِكَيْ يُصَلِّيْنَ؟ رَبِّ كَاسِيَةٍ فِي الدُّنْيَا عَارِيَةٌ فِي الْآخِرَةِ.

(صحیح بخاری، کتاب الفتن، باب ظهور الفتن)

ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

”آنحضرت ﷺ سوتے وقت گھبرائے ہوئے جاگے، آپ ﷺ

نے فرمایا: سبحان اللہ اس رات کو اللہ تعالیٰ نے کیا کیا خزانے اتارے (جو مسلمانوں کے ہاتھ آئے، جیسے روم اور ایران کے خزانے) اور کیا کیا فتنے اور فسادات اتارے، اور حجرے والیوں (ازواج مطہرات) کو کون جگائے، تاکہ اٹھیں اور تہجد پڑھیں، دیکھو بہت سی عورتیں ایسی ہیں جو دنیا میں لباس پہنے ہوں گی، مگر آخرت میں نیکیوں سے خالی ہوں گی (یعنی تنگی ہوں گی)۔“

(صحیح بخاری، کتاب الفتن، باب ظهور الفتن)

ج- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

”آنحضرت ﷺ نے فرمایا: کئی ایسے فتنے ہوں گے جن میں بیٹھ رہنے والا، کھڑے رہنے والے سے بہتر ہوگا اور کھڑا رہنے والا، چلنے والے اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا۔ (ایسے وقت میں جو شخص ان فتنوں کو جھانکے گا وہ اس میں مبتلا ہو جائے گا) ایسے وقت میں جو شخص جہاں پناہ کی جگہ پاوے وہاں پناہ حاصل کر لے۔“

(صحیح بخاری، کتاب الفتن: باب ظہور الفتن)

د- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

”حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: دیکھو فتنہ ادھر سے آئے گا، ادھر سے (مشرق کی طرف اشارہ کیا) (مسلم) جہاں سے شیطان کی چوٹی نکلتی ہے یا سورج کا سر نمودار ہوتا ہے۔“

(صحیح بخاری، کتاب الفتن: باب ظہور الفتن)

(۵) عَنْ أَبِي مُوسَى ص عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ فِي الْفِتْنَةِ كَسِرُوا فِيهَا قَسِيئَكُمْ وَقَطَّعُوا فِيهَا أَوْتَارَكُمْ وَالزَّمُوا فِيهَا أَجْوَابَ بُيُوتِكُمْ وَكُونُوا كَابْنِ آدَمَ.

(ترمذی کتاب الفتن: باب مَا دَاءُ فِي اتِّخَاذِ السَّيْفِ مِنْ خَشَبِ)

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

”حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: فتنہ کے زمانہ میں توڑ ڈالو اپنی کمائیں اور کاٹ ڈالو ان کی زین اور لازم پکڑو گوشہ مکان کو اور ہو جاؤ ابن آدم کی مانند، یعنی ہابیل کی مثل کہ جس نے مقتول ہونے پر صبر کیا۔“

(vii) آنے والا زمانہ پہلے زمانہ سے بدتر ہوگا:

”زبیر بن عدی سے روایت ہے:

”ہم حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، ہم نے ان سے حجاج بن یوسف (ظالم) کا شکوہ کیا، جو جو مصیبتیں اس کی طرف سے ہم کو پہنچ رہی تھیں، انہوں نے کہا: صبر کرو اس کے بعد جو زمانہ آئے گا، وہ اس سے بھی بدتر ہوگا۔ اسی طرح ہوتا رہے گا، یہاں تک کہ تم اپنے پروردگار سے مل جاؤ گے، میں نے یہ تمہارے پیغمبر سے سنا ہے۔“

(صحیح بخاری، کتاب الفتن، باب ظہور فتن)

(viii) زندہ لوگوں کا قبروں والوں پر رشک کرنا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

”حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہ

ہوگی، جب تک ایک ایک آدمی دوسرے آدمی کی قبر پر گزر کر یوں نہ کہے گا، کاش اس کی جگہ میں (قبر میں) ہوتا (یعنی مر گیا ہوتا)۔“

(صحیح بخاری، کتاب الفتن، باب ظہور الفتن)

(ix) عرب میں بت پرستی دوبارہ شروع ہونا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

”آنحضرت ﷺ نے فرمایا، قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی، جب تک دوس قبیلے کی عورتیں ذوالخصلہ کے بت خانہ میں چوڑھٹا مٹکاتی نہ پھریں۔ ذوالخصلہ ایک مقام کا نام ہے، جہاں پر دوس قبیلے کا بت تھا۔ جاہلیت کے زمانہ میں اس کو لوگ

پو جا کرتے تھے۔

(صحیح بخاری، کتاب الفتن: باب ظہور الفتن)

(xi) اندھا دھند قتل و غارت:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ  
وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَيَأْتِيَنَّ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَا يَدْرِي الْقَاتِلُ  
فِي أَيِّ شَيْءٍ قُتِلَ وَلَا يَدْرِي الْمَقْتُولُ فِي أَيِّ شَيْءٍ قُتِلَ.

(صحیح مسلم کتاب الفتن و اشرط الساعة)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

”رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے  
لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ قتل کرنے والا نہ جانے گا، اس نے قتل کیوں کیا اور  
مقتول نہ جانے گا وہ قتل کیوں ہوتا ہے (ایسے اندھا دھند فساد ہوں گے اور لوگ  
ناحق مارے جائیں گے)۔“

وضاحت:

- (۱) حضرت امام مہدی کے ظہور سے قبل فتنوں کی شدت میں تیزی آ جائے گی۔ بیسویں صدی  
میں ہم اپنی آنکھوں سے یہ سب کچھ دیکھ رہے ہیں۔
- (۲) عورتوں کی بد اعمالیوں کی نشاندہی کی گئی ہے۔ آج مسلمان عورتیں اخلاق، کردار،  
نشست و برخاست اور لباس میں یہود و نصاریٰ کی عورتوں کی تقلید کر رہی ہیں اور شریعت  
محمدی کی پاسداری کا ہرگز خیال نہیں، قیامت کی یہ نشانی پوری ہو چکی ہے۔
- (۳) بد سے بدتر زمانہ: یہ نشانی بھی عرصہ سے پوری ہو رہی ہے، پہلے زمانے اچھے تھے،

اب بد سے بدتر وقت آرہا ہے۔

(۴) فتنوں کی شدت کا یہ رنگ الامان ان سے بچنے کی جائے پناہ نہیں مل رہی۔ گھر میں موسیقی، کیبل، ڈش، فحش فلمیں، باہر عریاں عورتیں، خوراک میں حرام و حلال کی آمیزش، مسجدوں میں فتنے (تفرقہ بازی)، امامت کرنے والے کو ملنے والا اعزاز یہ (تنخواہ دار) حرام کی کمائی کا یا حلال کی کمائی، اذان اور تکبیر پڑھنے والا رشوت خور، بددیانت، کاروبار میں ملاوٹ، بددیانتی، حرام و حلال کی آمیزش سود کا کاروبار، دو نمبری مال، جھوٹ اور فریب کے ذریعہ تجارت اور خرید و فروخت الغرض گھر سے نکلنے سے لے کر گھر واپس آنے تک فتنے ہی فتنے، یہ علامات پوری ہو چکی ہیں۔ (اللہ تعالیٰ محفوظ فرمائے)

(۵) حضور نبی کریم ﷺ نے مشرق کی طرف اشارہ فرما کر بیان فرمایا کہ فتنے ادھر سے آئیں گے (نجد عراق وغیرہ)۔

(۶) فتنوں، ظلم و جبر، قتل و غارت، نا انصافی، دین بچانا مشکل تر ہو گیا، صاحب ایمان دنیا میں ہونے والے اس اندھیر سے بچنے کے لئے قبروں پر جا کر حسرت سے کہیں: کاش اس کی جگہ مجھے موت آگئی ہوتی اور میں قبر میں اتر گیا ہوتا، آج ذلت و رسوائی میں یہ دن نہ دیکھنے پڑتے۔ یہ علامت پوری ہو چکی ہے۔

(۷) عرب کے لوگوں کا بت پرستی میں مشغول ہو جانا اور شرک میں مبتلا ہونا۔ ذوالخصلہ جنوبی طائف کے علاقے میں ہے۔ اس علاقے کے لوگ ذوالخصلہ کے بت خانہ کی پرستش میں مبتلا ہو گئے تھے، لیکن شاہ عبدالعزیز کے زمانہ میں لوگوں کو تبلیغ کی گئی اور حکومت نے بزور طاقت اس درگاہ کو مسمار کروا دیا گیا۔

دیگر مسلم ممالک بالخصوص پاکستان اور بھارت میں بعض مزاروں پر غیر شرعی حرکات سکنا دیکھنے میں آتی ہیں۔ مزاروں پر جہلاء کی اکثریت عجیب و غریب نذرانے



اور منتیں مانتی ہے۔ قیامت کی یہ علامت بھی پوری ہو رہی ہے۔

(۸) دور جدید کے بم دھماکے، بسنت اور شادیوں کے تہواروں پر فائرنگ سے لوگ روزانہ مر رہے ہیں، کسی دھماکہ یا فائرنگ کرنے والے کو معلوم نہیں ہوتا کہ مرنے والا کون ہے اور اس کی مقتول سے کیا دشمنی ہے، اسی طرح مقتول کو یہ معلوم نہیں کہ قاتل اسے کیوں قتل کر رہا ہے۔ قیامت کی یہ نشانی بھی روزانہ پوری ہوتی دکھائی دے رہی ہے۔

(xii) عیسائیوں کی کثرت ہونا (تعداد اور طاقت میں)

عَنْ الْمُسْتَوْرِدِ الْفَهْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ لِعَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: تَقُومُ السَّاعَةُ وَالرُّومُ أَكْثَرُ النَّاسِ، فَقَالَ، لَهُ 'عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ: أَبْصِرْ مَا تَقُولُ! قَالَ: أَقُولُ مَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: لَئِنْ قُلْتَ ذَاكَ إِنَّ فِيهِمْ لَخِصَالًا أَرْبَعًا: إِنَّهُمْ لَا حِلْمَ النَّاسِ عِنْدَ فِتْنَةٍ وَأَسْرَعُهُمْ إِفَاقَةً بَعْدَ مُصِيبَةٍ وَأَوْشَكُهُمْ كَرَّةً بَعْدَ فَرَّةٍ وَخَيْرُهُمْ لِمَسْكِينٍ وَيَتِيمٍ وَضَعِيفٍ وَخَامِسَةٌ حَسَنَةٌ جَمِيلَةٌ: وَأَمْنَعُهُمْ مِنْ ظُلْمِ الْمُلُوكِ.

(صحیح مسلم، کتاب الفتن، باب تقوم الساعة والروم اکثر الناس)

(اسے مسند احمد میں بھی بیان کیا گیا ہے)

حضرت مستورد رضی اللہ عنہ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے کہا کہ:

”میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے سنا ہے کہ: قیامت سے پہلے رومی

(عیسائی) تعداد میں سب سے زیادہ ہوں گے۔ حضرت عمرو بن العاص نے کہا

کہ غور کرو کیا بات کر رہے ہو؟ مستور رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں تو وہی کہہ رہا ہوں جو میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے سنا ہے۔ عمرو بن العاصؓ نے کہا اگر تو کہتا ہے (تو سچ ہے) کیونکہ عیسائیوں میں چار خصلتیں ہیں:

- (۱) مصیبت کے وقت بردباری کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ (۲) مصیبت اور مشکل کے بعد جلد ہی سنبھل جاتے ہیں۔ (۳) بھاگنے (شکست) کے بعد سب سے پہلے حملہ کرتے ہیں۔ (۴) مسکینوں، یتیموں اور کمزوروں کے حق میں بہتر ہیں۔ اور پانچویں خوبی ان میں یہ ہے کہ بادشاہوں کو ظلم و جبر سے روکنے والے ہیں۔

وضاحت:

- (۱) قیامت کی یہ علامت ظاہر ہو چکی ہے۔
- (۲) عیسائی اس وقت دنیا کی مردم شماری کے مطابق آبادی میں سب سے زیادہ ہیں۔
- (۳) دفاعی صلاحیت اور اقتصادی اعتبار سے بھی عیسائی اس وقت سپر پاور ہیں۔

(xiii) یہودیوں اور عیسائیوں کی تقلید:

(الف) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ  
 قَالَ: لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَأْخُذَ أُمَّتِي بِأَخْدِ الْقُرُونِ قَبْلَهَا  
 شُبْرًا بِشِيرٍ وَدِرَاعًا بِدِرَاعٍ: فَقِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ  
 كَفَارِسٍ وَالرُّومِ فَقَالَ: وَمَنِ النَّاسِ إِلَّا أَوْلِيكَ.

(بخاری، کتاب الاعتصام بالكتاب والسنة باب قول النبي ﷺ لتبعن سنن من كان قبلكم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

”نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت قائم نہیں ہوگی، جب تک میری امت پہلی امتوں کے طور طریقے اختیار نہ کر لے، اگر وہ ایک بالشت چلیں گے تو تم بھی ایک بالشت چلو گے اور اگر وہ ایک ہاتھ چلیں گے تو تم بھی ایک ہاتھ کے برابر چلو گے۔ صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ گزشتہ امتوں سے مراد کون لوگ ہیں، آتش پرست اور نصرانی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ نہیں تو اور کون۔

(ب) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

”حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم لوگ اپنے سے پہلی امتوں کے نقش قدم پر چلو گے (یہاں تک کہ) اگر وہ دو ہاتھ چلیں گے تو تم بھی دو ہاتھ چلو گے وہ ایک ہاتھ چلیں گے تو تم بھی ایک ہاتھ چلو گے، وہ ایک بالشت چلیں گے تو تم بھی ایک بالشت چلو گے، حتیٰ کہ اگر وہ گوہ (چوہے کی طرح جانور ہے) کے سوراخ میں ہوں گے تو تم بھی اس میں داخل ہو گے۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا ”یا رسول ﷺ! پہلی امتوں سے آپ کی مراد یہود و نصاریٰ ہیں؟“ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ”تو اور کون؟“

(ابن ماجہ، کتاب الفتن، باب افتراق الامم)

وضاحت:

- (۱) یہودیوں اور عیسائیوں کی تقلید کی علامت بھرپور طریقے سے پوری ہو چکی ہے۔
- (۲) جنگ عظیم اول کے بعد تقریباً تمام مسلم ممالک یورپ کے ہاتھوں مفتوح ہو چکے تھے، لیکن جنگ عظیم دوم کے بعد مسلم ممالک آزاد ہونا شروع اور ۱۹۶۰ء تک تقریباً تمام مسلمان آزادی حاصل کر چکے تھے۔ تاہم ذہنی اور فکری اعتبار سے امت مسلمہ یہود و نصاریٰ (اہل مغرب) کی ہی غلام رہی، یہ ذہنی اور فکری غلامی جسمانی غلامی سے بھی بدتر ہے۔ انہیں اپنے اجداد کی کوئی چیز اور طریقہ پسند نہیں۔ انگریزی لباس، انگریزی زبان،

انگریزی قانون، یورپ کا نظام تعلیم، سیاست، سماجی، اقتصادی الغرض ہر شعبہ ہائے زندگی میں مغرب کی تقلید کی جا رہی ہے۔

قارئین کرام! حقیقت تو یہ ہے جتنے فتنوں کی نشاندہی مخبر صادق حضور نبی کریم ﷺ نے فرمائی تھی، وہ تمام فتنے بیسویں صدی کے آخر تک یورپ (عیسائیوں) کی تقلید اور پیروی کی وجہ سے مسلمانوں میں رونما ہو چکے اور تمام علامات صغریٰ پوری ہو چکی ہیں۔ مزید غور کریں تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ ہم اکیسویں صدی میں نہیں بلکہ علامات کبریٰ کے دور میں داخل ہو رہے ہیں۔

علامات قیامت کے سلسلے میں (ترمذی شریف) فیصلہ کن حدیث۔

(xiv) معاشرتی خرابیوں کی انتہا اور سرخ آندھی کا چلنا اور زلزلے آنا:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:  
 إِذَا اتَّخَذَ الْفِيءُ دُولًا وَالْأَمَانَةُ مَغْنَمًا وَالزَّكَاةُ مَغْرَمًا وَتُكَلِّمَ  
 لِغَيْرِ الدِّينِ وَأَطَاعَ الرَّجُلُهُ وَامْرَأَتُهُ وَعَقَّ أُمَّهُ وَأَدْنَى صَدِيقَهُ  
 وَأَقْصَى أَبَاهُ وَظَهَرَتِ الْأَصْوَاتُ فِي الْمَسَاجِدِ وَسَادَ الْقَبِيلَةَ  
 فَاسِقُهُمْ وَكَانَ زَعِيمُ الْقَوْمِ أَرْذَلَهُمْ وَأَكْرَمَ الرَّجُلُ مَغَافَةَ  
 شَرِّهِ وَظَهَرَتِ الْقَيْنَاتُ وَالْمَعَارِزُ وَشَرِبَتِ الْخُمُورُ وَلَعَنَ  
 آخِرُ هَذِهِ الْأُمَّةِ أَوْلَهَا فَلْيُرْتَقِبُوا عِنْدَ ذَلِكَ رِيحًا حَمْرَاءَ  
 وَزَلْزَلَةً وَخُسْفًا وَمَسْخًا وَقَذْفًا وَإِيَاتٍ تَتَابَعُ كِنِظَامِ بَالٍ  
 قُطِعَ سَبْلُكُمْ فَتَتَابَعُ.

(ترمذی، کتاب الفتن، باب ماجاء فی اَشْرَاطِ السَّاعَةِ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

”حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب ٹھہرایا جائے مال غنیمت دولت اور امانت کو غنیمت جانا جائے اور زکوٰۃ چٹی سمجھی جائے، غیر دین کا علم سیکھا جائے، مرد بیوی کی فرمانبرداری کرے اور ماں کی نافرمانی کرے، باپ سے بھاگے اور دوستوں کو اچھا جانے، مسجدوں سے آوازیں آئیں، قبیلہ کا سردار فاسق ہو اور قوم کے رذیل (کمینے) ان کے چودھری ہوں اور کسی شخص کی عزت و تکریم اس کے شر اور خوف سے کی جاوے اور جب گانے بجانے والیاں اور باجے (گلوکارائیں، اداکارائیں اور موسیقی) عام ہوں، شراب پی جائے اور آخرامت پہلوں (اپنے پہلوں پر) لعنت کرے، پس پھر انتظار کرو اس وقت سرخ ہواؤں (آندھیوں) کے چلنے کا، زلزلے آنے کا، زمین کے پھٹ جانے کا، مسخ (شکلین بگڑنے) کا اور آسمان سے پتھر برسنے کا۔ گویا یہ علامات پے درپے ظاہر ہوں گی، جیسے کسی کڑی (تسیج) کا پرانا دھاگہ ٹوٹ گیا اور اس کے دانے گرنے لگیں (یعنی ایسا جلدی جلدی آثار قیامت کا ظہور ہوگا)۔“

اس حدیث سے پہلے انہی الفاظ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہی روایت ہے

دیکھئے (ترمذی شریف: کتاب النتن: باب اشراط الساعة)

(ب) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

”حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ

میں محمد ﷺ کی جان ہے، میری امت کے کچھ لوگ فخر و غرور اور لہو و لعب (عیش، تماشا) میں رات گزاریں گے، لیکن صبح کے وقت بندر اور سور بنے ہوئے ہوں گے۔ حرام کو حلال ٹھہرانے، گانے بجانے والیوں (گلوکاراؤں، طوائفوں)

کے عام ہونے، شراب پینے، سود کھانے اور ریشم پہننے کی وجہ سے۔“

(مسند احمد: اشراط الساعة)

(ج) ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

”حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میری امت میں صورتوں (شکلوں) کا بگڑنا، زمین میں دھنس جانا اور پتھروں کی بارش ہوگی۔ عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہم ہلاک ہو جائیں گے، جبکہ ہمارے درمیان نیک اور اچھے لوگ بھی موجود ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! جب خباث عام ہو جائے گی۔“

(ترمذی، کتاب الفتن، باب ماجاء فی الخسف)

وضاحت:

(۱) قیامت کی یہ نشانیاں پوری ہو رہی ہیں۔

(۲) معاشرے میں یہ تمام برائیاں جو احادیث میں بیان ہوئی ہیں۔ امت مسلمہ میں رائج ہو چکی ہیں۔ حرام و حلال کی تمیز ختم ہے۔ سود کھایا جاتا ہے، زنا عام ہے۔ شراب نوشی، فحاشی اور بد عملی کھلے بندوں، قرآن و حدیث اور اسلامی علوم کی بجائے مغرب کا علم اور زبان سیکھنے کو ترجیح دی جاتی ہے۔ ناچ گانا، تھیٹر، ڈرامہ ہال، ایک شام فلاں کے نام، فلمیں، ڈرامے، کیبل پرگندی فلمیں اور انڈین عریاں فلمیں الغرض فحاشی، عریانی، بے حیائی اور اہل مغرب کی تقلید ہی اب امت مسلمہ کا اوڑھنا بچھونا بن چکی ہے۔

(۳) کئی جگہوں پر بستیوں کی بستیاں پہاڑ گرنے اور زمین پھٹنے سے زمین میں دھنس چکی ہیں۔

زلزلہ کی اتنی کثرت ہے کہ 2000ء سے 2007ء تک (ماہرین ارضیات کے مطابق) زلزلوں کے اتنے جھٹکے آئے ہیں، جتنے گزشتہ پوری صدی میں نہیں آئے۔ دنیا کے مختلف علاقوں میں زلزلے کے شاک (جھٹکے) ہر وقت محسوس کئے جا رہے ہیں، جو کسی بہت بڑی

تباہی کا پیش خیمہ ہو سکتے ہیں۔

(۴) ظلم و بربریت کی سرخ آندھیاں (قتل و غارت) اس وقت امت مسلمہ پر چل رہی ہیں۔

### قرآن مجید سے علامات قیامت کا بیان

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے جو تا قیامت لوگوں کی رہنمائی کے لئے حضور نبی اکرم ﷺ پر نازل ہوئی ہے، اس میں پہلی امتوں پر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی، خلق خدا پر ظلم و جبر اور آئین خداوندی کی خلاف ورزی کی پاداش میں عذاب الہی کے نازل ہونے کے قصص موجود ہیں، جن سے پچھلے باب میں بحث کی جا چکی ہے، ان واقعات کے بیان کا مقصد بعثت نبوی سے قیامت تک کے انسانوں کو محض ایک بڑے دن سے ڈرانا ہے۔ موضوعات کے اعتبار سے قیامت (قرب قیامت، ڈرانا، برپا ہونے کا عمل، جزا و سزا، جنت اور دوزخ) قرآن مجید کا سب سے بڑا مضمون ہے، لیکن اس موضوع پر بہت کم کتابیں لکھی گئی ہیں۔

قیامت کب آئے گی، اس بارے میں کفار کے سوال پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہی جواب دیا گیا ہے کہ اس کا علم صرف خدا کے پاس ہے۔

ترجمہ: ”(اے نبی) آپ سے سوال کرتے ہیں کہ قیامت کب آئے

گی؟ تو آپ فرمادیں گے کہ اس کی خبر تو میرے رب کے پاس ہے۔“

(سورۃ الاعراف: ۱۸۷)

یاد رکھنا کہ:

ترجمہ: ”اور وہ کہتے ہیں کہ قیامت کب آئے گی؟ تو آپ ﷺ

فرمادیں کہ عجب نہیں کہ وہ قریب ہی آگئی ہو۔“

(سورۃ بنی اسرائیل: ۵۱)

احادیث نبوی درحقیقت تفسیر قرآن ہے، لہذا حضور نبی کریم ﷺ کی زبان مبارک

سے علامات کی وضاحت فرمادی گئی ہے، لیکن اگر قرآن مجید کی بعض آیات پر غور کیا جائے تو ان آیات کو بلاشبہ علامات قیامت کی آیات کہا جاسکتا ہے، ذیل میں اس کا بیان پیش ہے:

(۱) ”سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْأَفَاقِ وَفِي أَنْفُسِهِمْ حَتَّىٰ تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ الْحَقُّ أَوَلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ أَنَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ۝ أَلَا إِنَّهُمْ فِي مَرِيئَةٍ مِّنْ لِّقَاءِ رَبِّهِمْ ۖ أَلَا إِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيطٌ“

(سورة حم السجده: ۵۳-۵۴)

ترجمہ: ”عنقریب ہم دکھائیں گے، ان کو اپنی نشانیاں دنیا میں اور ان کے نفس میں یہاں تک کہ واضح ہو جائے گا، ان پر کہ وہی حق ہے، کیا کافی نہیں آپ کا رب کہ وہ ہر چیز پر گواہ ہے، سنو! واقعی وہ شک میں پڑے ہوئے ہیں اپنے رب کے ملنے سے سنو، بے شک وہ ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے۔“

درج بالا آیات میں علامات قیامت کی نشاندہی فرمائی گئی ہے۔

(۱) زمین و آسمان میں علامتیں: مثلاً زلزلے آنا، سمندروں کا پانی خشکی پر چڑھ آنا، آندھیوں کا چلنا، آسمان سے پتھر برسنا، زمین میں دھنس جانا، سورج کا مغرب سے نکلنا اور دیگر مظاہر قدرت کی علامتیں۔

(۲) انسان کی اپنی پیدا کردہ علامتیں: مثلاً قتل و غارت گری، شراب، فحاشی، سود، علم کا اٹھ جانا، دین سے دوری، زنا، ظلم و جبر، خوشحالی اور جنگیں وغیرہ۔

(۲) قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلَىٰ أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ أَوْ مِّنْ تَحْتِ أَرْجُلِكُمْ أَوْ يَلْبَسَكُمْ شِيعًا وَيُذِيقَ بَعْضَكُمْ بَأْسَ بَعْضٍ

(سورة انعام: ۴۴)



ترجمہ: ”اے پیغمبر ان کو بتلا دو کہ وہ اللہ اس پر قادر ہے کہ تم پر اوپر سے (یعنی آسمان سے پتھر برسائے) عذاب بھیج دے یا تمہارے پیروں کے نیچے سے (یعنی زمین کا دھنس جانا) کوئی عذاب برپا کر دے یا ایسا کرے کہ تم کو گروہوں اور پارٹیوں میں تقسیم کر کے آپس میں ٹکرا (جنگوں کی علامات) دے اور پھر ایک دوسرے کو اپنی مار کا مزا چکھا دے۔“

(۳) ءَ اَمِنْتُمْ مِّنْ فِي السَّمَاءِ اَنْ يَّخْسِفَ بِكُمْ اَلْاَرْضَ فَاِذَا هِيَ تَمُوْرٌ ۝ اَمْ اَمِنْتُمْ مِّنْ فِي السَّمَاءِ اَنْ يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا فَسَتَعْلَمُوْنَ كَيْفَ نَذِيْرٌ ۝

(سورة ملك: ۱۶: ۱۷)

ترجمہ: ”کیا تم اس بات سے بے خوف ہو گئے ہو کہ آسمان والا تمہیں زمین میں دھنسا دے اور اچانک زمین لرزنے لگے یا کیا تمہیں اس بات کا ڈر نہیں کہ آسمانوں والا تم پر پتھر برسا دے؟ پھر تمہیں معلوم ہی ہو جائے گا کہ میرا ڈرانا کیسا ہے۔“

(۴) وَاِذْ مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ مَنْ تَدْعُوْنَ اِلَّا اِيَّاهُ فَلَمَّا نَجَّكُمُ اِلَى الْبَرِّ اَعْرَضْتُمْط وَكَانَ الْاِنْسَانُ كَفُوْرًا ۝ اَفَاَمِنْتُمْ اَنْ يَّخْسِفَ بِكُمْ جَانِبَ الْبَرِّ اَوْ يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَكُمْ وَاكِيلًا ۝ اَمْ اَمِنْتُمْ اَنْ يُعِيْدَكُمْ فِيْهِ تَارَةً اٰخْرٰى فَيُرْسِلَ عَلَيْكُمْ قَاصِفًا مِّنَ الرِّيْحِ فَيُفْرِقْكُمْ بِمَا كَفَرْتُمْ ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَكُمْ عَلِيْنَا بِهٖ تَبِيْعًا ۝

(سورة بنی اسرائیل: ۶۷: ۶۹)

ترجمہ: ”اور جب آپڑتی ہے تم پر مصیبت سمندر میں تو کھوئے جاتے ہیں جن کو تم پکارا کرتے تھے، سوائے خدا کے، پھر جب ہم نجات دیتے ہیں تم کو خشکی کی طرف تو تم منہ پھیر لیتے ہو اور ہے انسان بڑا ناشکرا، پس کیا تم نڈر ہو گئے ہو کہ وہ دھنسا دے تم کو ایک طرف خشکی کے یا بھیج دے تم پر آندھی کے ذریعہ سے پتھر (برسائے) پھر تم نہ پاؤ اپنے لئے کوئی کارساز یا تم بے خوف ہو گئے ہو اس سے کہ وہ لوٹا دے تم کو دریا میں دوبارہ، پھر بھیج دے تم پر ایک سخت جھونکا ہوا کا، پھر غرق کر دے تم کو تمہارے کفر کی وجہ سے پھر تم نہ پاؤ اس بات پر ہمارا پیچھا کرنے والا۔“

بے شک درج بالا آیات کا شانِ نزول مفسرین کرام نے کچھ اور ہی بیان کیا ہو، تاہم سورۃ ملک اور سورہ بنی اسرائیل کی ان آیات میں قرب قیامت کی وہی نشانیاں موجود ہیں جو احادیث میں بھی بتائی گئی ہیں۔

(۱) نسف: سے مراد زمین میں دھنس جانا۔

(۲) قذف: سے مراد آسمان سے پتھر برسنا۔

(۳) زلزال: زلزلہ، یکا یک زمین کا لرزنا اور زمین کا زلزلہ کی شدت سے پھٹ جانا۔

(۴) قاصفاً من الريح: سخت تند و تیز ہوا (طوفان، سمندری طوفان)

(۵) مَسَّكُمْ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ: سمندر میں مصیبت پڑنا (طوفانی لہروں کا چڑھنا

جہازوں کا ڈوب جانا)

اب گزشتہ چار سال میں اس دنیا میں آنے والے شدید نقصانات (عذاب) کی طرف

توجہ کریں:-

(۱) سمندر سے مصیبت:

سونامی: سمندر میں زلزلہ آیا، جس سے سمندر کے پانی کی لہریں بلند ہوئیں اور انڈونیشیا،

سری لنکا، بھارت، بنگلہ دیش، مالدیپ اور سمندر میں کئی جزائر میں تقریباً 5 لاکھ کے قریب افراد لقمہ اجل بنے اور انہیں گھیٹ کر سمندر میں غرق کر دیا، جبکہ لاکھوں مکانات پانی میں بہہ گئے (کھربوں کا مالی نقصان ہوا)

## (۲) امریکہ میں قطرینہ:

اب آپ سورۃ بنی اسرائیل کی آیت نمبر ۶۹ میں سمندروں کی تندوتیز ہواؤں (طوفانوں) کے ذکر کا بغور جائزہ لیں اور امریکہ میں آنے والے (سمندری طوفان) ”قطرینہ“ سے اس کا موازنہ کریں۔

امریکہ میں یہ طوفان گزشتہ تین سال قبل آیا، جس میں تقریباً دو لاکھ افراد ہلاک ہوئے اور لاکھوں زخمی ہوئے، جبکہ اس عذاب سے کھربوں ڈالر کا نقصان ہوا۔

## (۳) پاکستان میں زلزلہ:

۸- اکتوبر ۲۰۰۵ء ماہ رمضان المبارک کے آغاز میں شدید زلزلہ آیا، جس میں سرکاری طور پر ڈیڑھ لاکھ جبکہ غیر سرکاری طور پر تقریباً ڈھائی لاکھ پاکستانی ہلاک ہوئے، جبکہ زخمیوں کی تعداد بھی لاکھوں میں تھی، کئی جگہوں پر زمین پھٹ گئی اور پہاڑوں کے بڑے بڑے ٹودے گرنے سے بستیاں زمین میں دھنس گئیں۔ اس زلزلہ کے تیسرے دن بعد ویسٹ انڈیز کے جزائر میں پہاڑی ٹودہ گرنے سے پورا گاؤں جس کی آبادی 2800 افراد پر مشتمل تھی، صفحہ ہستی سے غائب ہو گئی، یعنی دھنس گئی۔

درحقیقت درج بالا تینوں وارننگ (عذاب) قرب قیامت کی اہم علامات ہیں، لوگ اس کی سائنسی اور ارضی وجوہات تو پیش کرتے ہیں، لیکن مالک کائنات کی وارننگ (عذاب) کو بھول جاتے ہیں، جبکہ معاشرہ اپنے سیاہ کرتوتوں سے بھرا پڑا ہے۔ تو میں اب اپنے برے اعمال کی وجہ سے ایسے عذابوں کی مستحق ہیں اور یہ ایک بڑے دن کے آنے کی نشانیاں ہیں۔

## (۴) مسلمان حکمرانوں کو قرآن مجید کا انتباہ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ أَوْلِيَاءَ  
بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ إِنَّ  
اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ۝ فَتَرَى الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ  
مَّرَضٌ يُسَارِعُونَ فِيهِمْ يَقُولُونَ نَخْشَىٰ أَنْ تُصِيبَنَا دَائِرَةٌ ۚ  
فَعَسَىٰ اللَّهُ أَنْ يَأْتِيَ بِالْفَتْحِ أَوْ أَمْرٍ مِنْ عِنْدِهِ فَيُصْبِحُوا عَلَىٰ  
مَا أَسْرَوْا فِي أَنفُسِهِمْ، نَدِيمِينَ ۝ وَيَقُولُ الَّذِينَ آمَنُوا آهْ لَوْلَا  
الَّذِينَ أَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ إِنَّهُمْ لَمَعَكُمْ حَبِطَتْ  
أَعْمَالُهُمْ فَاصْبِرُوا خَيْرِينَ ۝

(سورہ المائدہ: ۵۱: ۵۳)

ترجمہ: ”اے ایمان والو، یہود و نصاریٰ (عیسائیوں) کو دوست نہ بناؤ، وہ  
آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں اور جو تم میں سے انہیں دوست  
بنائے گا بلا شک وہ بھی انہی میں سے ہوگا، بلاشبہ اللہ ظالموں کو راہ راست پر  
نہیں لاتا۔“

جن کے دلوں میں (مسلمانوں) مرض ہے وہ بڑھ بڑھ (دوڑ دوڑ) کر ان کے  
پاس جاتے ہیں اور کہتے ہیں، ہمیں ڈر ہے کہ کہیں ان کی طرف سے کوئی مصیبت  
ہمیں نہ گھیر لے، سو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ فتح (مسلمانوں کو) دے یا کوئی اور  
امر (حکم) بھیج دے تو پھر اس پر جو وہ چھپاتے (اپنے دل میں) اپنے جی میں  
پشیمان ہوں اور کہیں گے وہ لوگ جو مومن ہیں کیا یہی وہ لوگ ہیں جو قسمیں

کھاتے (دعویٰ کہ ہم سچے مسلمان ہیں) تھے، ان کی بڑی تاکید (بڑے شد و مد سے) کہ وہ تمہارے ساتھ ہیں۔ اکارت ہوئے ان کے عمل پھر ہو گئے وہ خسارہ اٹھانے والے۔“

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا. (اے ایمان والو) کے الفاظ قیامت تک کے مسلمانوں پر لاگو ہوتے ہیں۔ اور ”اے ایمان والو“ مخاطب کر کے جو حکم اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے، وہ قرون اولیٰ کے مسلمانوں سے قیامت تک کے مسلمانوں پر بلا تخصیص ایک جیسا نافذ العمل ہے، ان آیات میں بہت زیادہ وضاحت موجود ہے اور اس میں مزید کہنے کی گنجائش نہیں رہی۔

تاہم عرض ہے کہ موجودہ تمام مسلمان حکمران اس خلاف ورزی کے مرتکب نظر آتے ہیں اور انہیں ہر وقت عیسائیوں کا ڈر اور خوف رہتا ہے کہ کہیں ہمیں یہ پتھر کے زمانے میں نہ لوٹا دیں۔ اس سے اگلی آیت میں ایسے مسلمانوں کے جھوٹے دعوے کہ ہم بڑے پکے مسلمان ہیں کے برعکس اللہ تعالیٰ نے ان کے متبادل ایک اور جماعت پیدا کرنے کا اظہار فرمایا ہے اور ساتھ ہی ان لوگوں کے خواص بھی بتلا دیئے ہیں۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَنْ يَرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ أَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِينَ يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ ط  
ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ ط وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ۝

(سورة المائدة: ۵۴)

ترجمہ: ”اے ایمان والو! جو کوئی پھر جائے تم میں سے اپنے دین سے تو لائے گا اللہ ایک اور جماعت کو جنہیں اللہ دوست رکھے گا اور وہ بھی اسے دوست رکھیں گے، نرم دل ہوں گے، مسلمانوں کے لئے، جبکہ سخت ہوں گے

کافروں پر، جہاد کریں گے اللہ کی راہ میں اور نہ ڈریں گے، کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے یہ تو اللہ کا فضل ہے، وہ دیتا ہے جسے چاہے اور اللہ وسعت والا جاننے والا ہے۔“

آج اُمتِ مسلمہ انتہائی کمزور اور بے بس نظر آرہی ہے اور تمام مسلمان حکمران بزدلی میں ایک دوسرے پر بازی لے جا رہے ہیں۔ مسلمانوں پر کشت و خون کا بازار گرم ہے، عراق، افغانستان، فلسطین، اور کشمیر میں مسلمانوں پر عرصہ حیات تنگ ہو چکا ہے۔ عراق اور افغانستان پر اتنی بمباری اور قتل عام ہوا ہے کہ جس کی مثال نہیں ملتی۔ مسلمانوں کی بے کسی، لاچارگی، اُمتِ مسلمہ کے حکمرانوں کی بے حسی اور عیسائیوں سے ڈرنے کے سبب نیک لوگ (اللہ کے خاص بندے) اب راتوں کو مصلے پر گر گڑ گڑاتے اور روتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے ہیں:-

”باری تعالیٰ کوئی ایسا مردِ قلندر بھیج، کوئی ایسا مجاہد، کوئی ایسا حکمران پیدا فرما جو امتِ مسلمہ کو متحد کر دے، جو کافروں کے سامنے سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن جائے، جو قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں کی یاد تازہ کر دے، کیونکہ موجودہ حکمرانوں میں ایک بھی ایسا نہیں جو یہود و نصاریٰ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال سکے۔ یا رب العالمین یہ تو تیرے پیارے حبیب ﷺ کی حدیث (عبارت - کچھ حصہ) ہے:

”ان کی حیثیت پانی پر تیرتے تنکوں جیسی ہے، اسی لئے تو کفار ان پر چڑھے دوڑے آتے، جیسے لوگ کھانے پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔“

کی تصویر نظر آتے ہیں، ان کے کلیجے اور دل یہود و نصاریٰ کے خوف سے منہ کو آتے ہیں اور ان کی ٹانگیں لرزتی ہیں یا مالکِ ارض و سما! کوئی ایسا صالح مرد بھیج جو تیرے پیارے حبیب ﷺ کی اُمت کو کفار کے ظلم و جبر سے نجات دلوائے۔ آمین یا رب العالمین۔ یا ارحم الراحمین۔“

اور شاید یہی وہ دعائیں ہیں جن کے نتیجہ میں ”امام مہدی“ کا ظہور ہوگا۔

## باب ششم

## قیامت کی علامات کبریٰ

ایسی علامات جن کے ظہور کے بعد کسی بھی ذی شعور مسلمان کو قیامت کے بالکل سر پر آ جانے میں ذرہ بھر شک و شبہ نہیں رہے گا۔ مثلاً امام مہدی کے ظہور اور ان کی مدت خلافت، دجال کی آمد اور اس کی مدت، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول اور ان کی مدت اور یاجوج ماجوج کا خروج وغیرہ۔ ان علامات میں تسلسل اور وقت کا تعین بھی ملتا ہے۔

## (۱) قیامت کی دس بڑی علامات

عَنْ حُدَيْفَةَ بْنِ أَسِيدِ الْغَفَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَطَّلَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْنَا وَنَحْنُ نَذَاكُرُ فَقَالَ مَا تَذْكُرُونَ قَالُوا نَذْكُرُ السَّاعَةَ قَالَ إِنَّهَا لَنْ تَقُومَ حَتَّى تَرَوْا قَبْلَهَا عَشْرَ آيَاتٍ فَذَكَرَ الدُّخَانَ وَالدَّجَالَ وَالدَّآبَّةَ وَطُلُوعَ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا وَنُزُولَ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ وَيَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ وَثَلَاثَةَ خُسُوفٍ خَسْفٍ بِالشَّرْقِ وَخَسْفٍ بِالمَغْرِبِ وَخَسْفٍ بِجَزِيرَةِ الْعَرَبِ وَآخِرُ ذَلِكَ نَارٌ تَخْرُجُ مِنَ الْيَمَنِ تَطْرُدُ النَّاسَ إِلَى مَحْشَرِهِمْ (صحيح مسلم، كتاب الفتن وأشرط الساعة)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

”رسول اللہ برآمد (تشریف لائے) ہوئے، ہم گفتگو کر رہے تھے، آپ نے فرمایا تم کیا باتیں کرتے تھے، عرض کیا ہم قیامت کا ذکر کر رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک تم اس سے پہلے دس نشانیاں نہ دیکھ لو گے۔ پھر آپ ﷺ نے ذکر کیا:

- (۱) دھواں کا نکلنا (۲) دجال کا خروج (۳) زمین سے جانور کا نکلنا
- (۴) سورج کا مغرب سے طلوع ہونا (۵) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول
- (۶) یاجوج ماجوج کے نکلنے کا (۷) اور تین حسف ہونا (یعنی زمین کا دھنسا)
- ایک مشرق میں (۸) دوسرا مغرب میں (۹) تیسرے جزیرہ عرب میں (یعنی تین مقامات پر لوگوں کا زمین میں دھنسا) اور ان سب نشانیوں کے بعد آخر میں (۱۰) ایک آگ پیدا ہوگی جو لوگوں کو یمن سے نکالے گی اور ہانکتی ہوئی محشر کی طرف لے جائے گی (محشر شام کی زمین میں ہے)۔“

گویا قیامت کی یہ علامات ایسے تسلسل سے وقوع پذیر ہوں گی جیسے ہار میں دانے پروئے ہوں اور اگر اس ہار کا دھاگہ ٹوٹ جائے تو ایک ایک کر کے دانے تیزی سے گرنے لگیں۔ اس سلسلے میں ایک اور حدیث پیش جس میں جنگوں کا تسلسل نمایاں ہے:

حضرت معاذ بن جبل سے روایت ہے کہ:

”حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بیت المقدس کا آباد ہونا مدینہ کے ویران ہونے کا سبب ہے اور مدینہ کا ویران ہونا جنگ عظیم کا سبب ہے اور جنگ عظیم قسطنطنیہ کی فتح کا سبب ہے اور قسطنطنیہ کی فتح دجال کی آمد کا سبب ہے۔“

(سنن ابوداؤد، کتاب الملاحم)

دجال کی آمد کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام



کے دور میں ہی یا جوج ماجوج نکلنے نکلیں گے۔ اس ترتیب کے سلسلے میں متعدد احادیث موجود ہیں، جو ایک کڑی کے بعد دوسری کڑی کی وضاحت پیش کرتی ہیں۔

### امام مہدی کا ظہور

ظہور مہدی کے سلسلے میں صحاح ستہ کے علاوہ دیگر کتب احادیث میں بھی بے شمار روایات موجود ہیں۔ جن پر محدثین نے ”تواتر“ کا حکم لگایا ہے۔ امام مہدی کے ظہور پر بے شمار کتب لکھی جا چکی ہیں۔ ذیل میں صحاح ستہ سے احادیث پیش کی جا رہی ہیں۔ تاہم امام مہدی کے دور خلافت میں ہونے والی جنگوں کے سلسلے میں ایک الگ باب مختص کیا گیا ہے۔

(۱) عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :  
لَا تَذْهَبُ الدُّنْيَا حَتَّى يَمْلِكَ الْعَرَبَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي  
يُوَاطِيُ اسْمُهُ اسْمِي.

(ترمذی، کتاب الفتن: باب ما جاء في المهدي)

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

”حضور نبی کریم صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہ

ہوگی، جب تک میرے اہل بیت سے ایک آدمی عرب کا حکمران نہ بن جائے، اس کا نام میرے نام پر ہوگا (یعنی محمد)۔“

(۲) عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : قَالَ لَوْ لَمْ يَبْقَ مِنْ  
الدَّهْرِ إِلَّا يَوْمًا لَبَعَثَ اللَّهُ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ بَيْتِي يَمْلَأُهَا عَدْلًا كَمَا  
مِلْتُ جَوْرًا.

(سنن ابی داؤد، کتاب المہدی)

حضرت علی رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ:

”حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر زمانہ میں صرف ایک دن (باعتبار) آخرت باقی رہ جائے گا تو بھی اللہ میرے اہل بیت میں سے ایک آدمی کو بھیجیں گے جو زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح بھر دے گا جس طرح وہ ظلم سے پہلے بھردی گئی تھی۔“

(۳) عَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَكُونُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ خَلِيفَةٌ يَقْسِمُ الْمَالَ وَلَا يُعْذَهُ.  
(صحيح مسلم، كتاب الفتن و اشراط الساعة)

حضرت ابوسعید اور حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ:

”حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: زمانہ آخر میں ایک خلیفہ ہوگا جو مال کو بانٹے گا اور مال کی گنتی نہیں کرے گا (یعنی لپیں بھر بھر کر دے گا)۔“

(۴) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ:

”حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ مہدی مجھ سے ہوں گے، روشن پیشانی اور بلند ناک والے ہوں گے، زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے۔ جس طرح وہ ظلم و جور سے بھردی گئی تھی اور سات سال تک حکومت کریں گے پھر اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہو جائیں گے جن کی اقتداء میں حضرت امام مہدی دجال سے جنگ کریں گے۔“

(سنن ابوداؤد، ستائیسواں پارہ، کتاب المہدی)

(۵) عَنْ حَفْصَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ

قَالَ: سَيَعُوذُ بِهَذَا الْبَيْتِ يَعْنِي الْكَعْبَةَ قَوْمٌ لَيْسَتْ لَهُمْ مَنَعَةٌ

وَلَا عُدَّةٌ وَلَا عُدَّةٌ يُبْعَثُ إِلَيْهِمْ حَبِيشٌ حَتَّىٰ إِذَا كَانُوا بِبَيْدَاءِ  
مِنَ الْأَرْضِ خُسِيفَ بِهِمْ.

(صحیح مسلم، کتاب الفتن و اشراط الساعة)

ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

”حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس گھر یعنی کعبۃ اللہ میں کچھ

لوگ پناہ لیں گے جن کے پاس دشمن کو روکنے کی طاقت نہ ہوگی نہ ان کی تعداد اور

سامان جنگ زیادہ ہوگا۔ ان کی طرف (گرفتاری کے لئے) ایک لشکر بھیجا جائے

گا جب وہ (لشکر) زمین کے ایک صاف میدان میں پہنچے گا تو زمین میں دھنسا دیا

جائے گا۔“

روایتوں میں یہی ہے کہ حضرت امام مہدی کی ابتدا میں بیعت کرنے والوں کی تعداد

قلیل ہوگی (بعض نے اصحاب بدر کی تعداد ۳۱۳ کہا ہے) اور وہ کسی فوج کا مقابلہ کرنے کی

طاقت نہ رکھتے ہوں گے اور نہ ہی ان کے پاس کوئی اسلحہ وغیرہ ہوگا، اس لئے وہ کعبۃ اللہ ہی میں

پناہ گزیں ہوں گے اور جو لشکر انہیں گرفتار کرنے کے لئے آئے گا وہ زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔

اس سلسلے میں سنن ابی داؤد سے ایک طویل حدیث پیش کی جاتی ہے۔

(۶) ”حضرت ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

”حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ: ایک خلیفہ کی موت کے وقت لوگوں

میں (اگلا خلیفہ منتخب کرنے میں) اختلاف ہو جائے گا۔ اس دوران ایک آدمی

بھاگ کر مدینہ سے مکہ مکرمہ آئے گا۔ اہل مکہ اس کے پاس آئیں گے اور اسے

خلافت کے لیے نکالیں گے لیکن وہ اس (خلافت) کو ناپسند کرتا ہوگا۔ پھر لوگ

اس کے ہاتھ پر حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان بیعت کریں گے۔ شام سے

ایک لشکر اس کی طرف (گرفتاری کے لیے) بھیجا جائے گا جو ”بیدا“ کے مقام پر زمین میں دھنس جائے گا جو مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک جگہ (کانام) ہے۔ جب لوگ اس لشکر کو (جب لوگوں کو اس لشکر کے زمین میں دھنس جانے کے بارے میں معلوم ہوگا) دیکھیں گے تو اہل شام کے ابدال اور اہل عراق (کی جماعتیں) ان کے پاس آئیں گے اور ان کی بیعت کریں گے۔

پھر قریش میں سے ایک آدمی اٹھے گا، جس کے ننھیال بنی کلب سے ہوں گے وہ ان کی طرف ایک لشکر بھیجے گا تو وہ (امام مہدی) اس لشکر پر غلبہ پالیں گے اور وہ لشکر (مفتوح) بنو کلب کا ہوگا۔ ناکامی ہو اس شخص کے لیے جو بنو کلب کے اموال غنیمت کی تقسیم کے موقع پر حاضر نہ ہو۔ مہدی مال غنیمت تقسیم کریں گے اور لوگوں میں حضور نبی کریم ﷺ کی سنت کو جاری کریں گے اور اسلام اپنی گردن زمین پر ڈال دے گا پھر اس کے بعد سات سال تک زندہ رہیں گے پھر ان کا انتقال ہوگا اور مسلمان ان کی نماز جنازہ پڑھائیں گے۔

(سنن ابوداؤد، ستائیسواں پارہ، کتاب المہدی)

(۷) سنن ابوداؤد کے اسی باب کی حدیث نمبر ۸۸۶ میں حضرت علی

رضی اللہ عنہ کی یہی روایت (اضافہ ہے) کہ: (امام ~~علیہ السلام~~)  
 ”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھ کر فرمایا: میرا یہ بیٹا سردار ہوگا جیسا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اس کا نام رکھا تھا اور عنقریب اس کی نسل سے ایک ایسا شخص پیدا ہوگا جس کا نام تمہارے نبی ﷺ کے نام کے مطابق ہوگا۔ وہ اخلاق و کردار میں تمہارے نبی ﷺ کے مشابہ ہوگا لیکن صورت و خلقت میں مشابہہ نہیں ہوگا۔ پھر طویل ذکر کر کے فرمایا وہ زمین کو عدل سے بھر دے گا۔ مزید فرمایا: کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے

ہوئے سنا کہ:

”ماوراء النہر سے ایک آدمی نکلے گا جسے حارث بن حراث کہا جاتا ہوگا اس کے سامنے (ہراول دستے میں) ایک اور آدمی ہوگا جسے منصور کہا جاتا ہوگا وہ محمد ﷺ کی آل کو تسلط دے گا یا متمکن کرنے گا (زمین میں) جیسا کہ قریش نے حضور نبی کریم ﷺ کو جگہ دی تھی۔ اس کی مدد کرنا ہر مسلمان پر واجب ہوگا یا فرمایا اس کی دعوت کو قبول کرنا واجب ہوگا۔“

(۸) عَنْ عَلِيٍّ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : الْمَهْدِيُّ مِنَّا أَهْلَ الْبَيْتِ يُصْلِحُهُ اللَّهُ فِي لَيْلَةٍ.

(سنن ابن ماجہ ، کتاب الفتن ، باب خروج المهدي)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

”حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مہدی میرے خاندان (اہل بیت) سے ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ایک ہی رات میں اس کی خلافت کا انتظام فرمادے گا۔“

(۹) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ : لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِّنْ أُمَّتِي يُقَاتِلُونَ عَلَى الْحَقِّ ظَاهِرِينَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، قَالَ : فَيُنزِلُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ، فَيَقُولُ : أَمِيرُهُمْ تَعَالَى صَلِّ لَنَا، فَيَقُولُ : لَا، إِنَّ بَعْضَكُمْ عَلَى بَعْضٍ أُمَرَاءُ تَكْرِمَةَ اللَّهِ هَذِهِ الْأُمَّةَ.

(صحیح مسلم ، کتاب الایمان : باب بیان نزول عیسیٰ بن مریم)

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

”میں نے سنا حضور نبی کریم ﷺ سے آپ ﷺ فرماتے تھے: ہمیشہ ایک گروہ

میری امت کا حق کے لیے لڑتا رہے گا، وہ گروہ قیامت تک غالب رہے گا۔ جب حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام (آسمان سے) نازل ہوں گے (بوقت فجر) اور مسلمانوں کا امیر (مہدی) کہے گا تشریف لائیں اور نماز پڑھائیے، مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے نہیں تم سے ایک دوسروں پر حاکم (یعنی امیر تم ہی میں سے ہوگا) رہے یہ اس امت کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ اعزاز ہے۔“

(۱۰) حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

”ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ایک بار حضور نبی کریم ﷺ اچانک نیند سے بیدار ہوئے، ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آج آپ نے سوتے ہوئے وہ کام کیا جو آپ نے پہلے کبھی نہیں کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تعجب ہے کہ میری امت کچھ لوگ ایک قریشی آدمی (گرفٹاری) کے لئے بیت اللہ (پر چڑھائی) کریں، کیونکہ اس قریشی نے بیت اللہ میں پناہ لی ہوگی۔ جب یہ لشکر بیدا (ایک مقام کا نام) پہنچے گا تو سب زمین میں دھنسا دیئے جائیں گے۔ ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ راستے میں (مقابلہ دیکھنے کے لئے) تو سب لوگ ہی جمع ہوتے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں ان میں برے ارادے سے آنے والے، مجبوراً آنے والے اور مسافر یعنی ہر طرح کے لوگ ہوں گے، ان سب کو ہلاک کر دیا جائے گا، تاہم قیامت کے دن وہ اپنے اپنے اعمال اور نیتوں کے مطابق اٹھائے جائیں گے۔“

(صحیح مسلم، کتاب الفتن، باب الخسف بالجیش الذی یوم البیت)

(۱۱) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: كَيْفُ

أَنْتُمْ إِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيكُمْ وَأَمَامَكُمْ مِنْكُمْ -

(بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب نزول عیسیٰ بن مریم علیہما السلام)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

”حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس وقت تمہارا کیا حال ہو گا جب

حضرت عیسیٰ علیہ السلام (فجر کی نماز کے وقت) آسمان سے اتریں گے اور تمہارا

امام (امام مہدی) تمہاری قوم میں سے ہی ہو گا۔“

### وضاحت:

- ۱۔ امام مہدی کا ظہور علامات کبریٰ میں سے ہے اور یہ کہ ابھی حضرت امام مہدی کا ظہور نہیں ہوا۔
- ۲۔ حضرت امام مہدی کا نام اور والد کا نام حضور نبی کریم ﷺ کے نام اور آپ ﷺ کے والد کے نام پر ہو گا۔
- ۳۔ امام مہدی کا ظہور جس دن ہو گا وہ عام دنوں سے طویل ہو گا جب کہ بعض روایات میں ماہ رمضان میں چاند گرہن ہو گا اور نصف ماہ رمضان جمعہ کی رات ایک چیخ سنی جائے گی۔
- ۴۔ امام مہدی کے ظہور کے وقت مسلمان بے کسی اور بے چارگی میں زندگی گزار رہے ہوں گے اور ہر طرف فسق و فجور اور قتل و غارت کا بازار گرم ہو گا۔ انہیں گرفتار کرنے والا لشکر مقام بیداء پر دھنس جانے کی وجہ سے مسلمانوں کو حضرت امام مہدی کے ظہور کا یقین ہو جائے گا اور آنا فنا مسلمان گروہ درگروہ بیعت کے لیے دوڑے چلے آئیں گے اس طرح مسلمانوں کی ایک مجتمع قوت کی شکل بن جائے گی اور ایک پلیٹ فارم مہیا ہو جائے گا پھر امام مہدی کی قیادت میں مسلمان کفار سے جنگ کریں گے۔
- ۵۔ امام مہدی کی سات، آٹھ، یا نو سال خلافت قائم رہے گی۔ اس کے بعد آپ کا انتقال ہو گا اور مسلمان جنازہ پڑھائیں گے۔

### دجال

روے زمین پر حضرت آدم علیہ السلام سے قیامت تک دو قوتیں برسر پیکار ہیں، ایک

حزب اللہ اور دوسری حزب الشیطان، یعنی خیر اور شر کی قوتیں۔ ابلیس شر کی طاقت ہے جو حضرت آدم

کو سجدہ نہ کرنے کی پاداش میں بارگاہ رب العزت سے دھتکارا گیا اور زمین پر پھینک دیا گیا۔ اس وقت سے یہ طاغوتی طاقت بنی نوع انسان کی خرابی اور تباہی کا سامان کرنے میں مصروف ہے۔ شرکی دوسری بڑی طاقت قیامت کے برپا ہونے سے قبل دجال کی صورت میں نمودار ہوگی، لیکن دجال کی آمد سے قبل شیطان (ابلیس) بہتوں کو گمراہ کر کے دجال کے لئے ماحول سازگار کر چکا ہوگا، بے عملی بڑھ جائے گی، قتل و غارت عام ہوگی، بلکہ دجالی فتنے ہر گھر میں داخل ہو چکے ہوں گے۔ جب یہ فتنے پے در پے ظاہر ہوں گے تو آخر میں عظیم فتنہ یعنی دجال کا خروج ہوگا۔ الغرض اہل ایمان کے خلاف شرکی یہ دونوں طاقتیں مجتمع ہو جائیں گی۔ احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ دجال عجیب و غریب ماورائی قوت سے لیس ہوگا، اودھم مچائے گا اور زمین پر فساد برپا کرے گا، خدائی دعویٰ کرے گا، قتل کرے گا اور پھر زندہ کرے گا، جس کے باعث بہت سے لوگ اس کے مکر و فریب میں آ کر گمراہ ہو جائیں گے۔ یہودی دجال کی معاونت میں پیش پیش ہوں گے۔ فتنہ دجال اس قدر شدید اور مہلک ہوگا کہ ہر نبی نے اپنی قوم کو اس عظیم فتنہ سے خبردار کیا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے بھی دجال کے بارے میں خبردار کیا ہے، لیکن آپ نے اس سے پہلے تیس جھوٹے اور خدائی دعویٰ داروں (دجالوں) کی بھی پیش گوئی فرمائی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

”حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ تقریباً تیس

کے قریب جھوٹے دجال پیدا ہوں گے (دجال کا معنی مکار فریبی ہے) ہر ایک یہ

کہے گا میں اللہ کا رسول ہوں۔“

(صحیح مسلم، کتاب الفتن و اشراط الساعة)

(i) دجال کی پہچان:

دجال کا خروج قیامت کی دس بڑی علامات میں سے ایک بڑی اہم علامت ہے۔



ذیل میں دجال کے بارے میں احادیث پیش کی جا رہی ہیں۔

۱۔ حضرت انس مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

”حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس نے اپنی امت کو کانے اور جھوٹے دجال سے نہ ڈرایا ہو۔ خبردار وہ کانہ ہے اور تمہارا پروردگار کانہ نہیں ہے، اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان ک۔ف۔ر لکھا ہے۔“  
(صحیح مسلم، کتاب الفتن و اشراط الساعة، باب ذکر الدجال)

دجال کا مطلب بہت زیادہ جھوٹ بولنے والا، مکر و فریب اور دھوکہ کرنے والا ہے۔

ب۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
الدَّجَالُ مَمْسُوحُ الْعَيْنِ مَكْتُوبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ كَافِرٌ ثُمَّ تَهَجَّاهَا  
ك.... ف.... ر.... يقرأه كل مسلم

(صحیح مسلم، کتاب الفتن و اشراط الساعة: باب ذکر الدجال)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

”حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: دجال کی ایک آنکھ اندھی (انگور کا پھولا) ہے اور اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہے۔ پھر اس کے حجے کیے یعنی اس طرح ”ک.... ف.... ر....“ اور ہر مسلمان اس کو پڑھ لے گا۔

ج۔ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ حَدَّثَهُمْ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنِّي قَدْ حَدَّثْتُكُمْ عَنِ الدَّجَالِ حَتَّى خَشِيتُ أَنْ لَا تَعْقِلُوا أَنَّ الْمَسِيحَ الدَّجَالَ رَجُلٌ كَثِيرٌ أَفْحَجُ جَعْدًا عَوْرُ مَطْبُوسٍ الْعَيْنِ لَيْسَ بِنَاتِيَةٍ وَلَا حَجْرَاءَ فَإِنْ أَلْبَسَ عَلَيْكُمْ

فَاعْلَمُوا أَنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ بِأَعْوَرَ .

(سنن ابو داؤد ، کتاب الفتن : باب خروج الدجال)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

”حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بے شک میں دجال کے بارے میں خبر دے چکا ہوں یہاں تک کہ مجھے یہ خوف ہوا کہ کہیں تم یہ نہ سمجھ بیٹھو کہ مسیح دجال کئی لوگ ہیں۔ وہ پست قد، گھنگھریا لے بالوں والا کانا ہے جس کی ایک آنکھ مٹی (بند) ہوئی ہے نہ تو بہت اونچی ہے اور نہ بالکل اندر گھسی ہے پھر بھی اگر تمہیں اس کے پہچانے میں غلطی لگے تو یہ جان رکھو کہ تمہارا رب کانا نہیں ہے۔“

## (ii) دجال کا خروج:

۱- عَنْ أَبِي بَكْرِ الصِّدِّيقِ رضی اللہ عنہ قَالَ حَدَّثَنَا رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم:

أَنَّ الدَّجَالَ يَخْرُجُ مِنْ أَرْضِ بِالْمَشْرِقِ يُقَالُ لَهَا خِرَاسَانُ  
يَتَّبَعُهُ أَقْوَامٌ كَانُوا وَجُوهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ.

(ابن ماجہ، کتاب الفتن : باب فتنۃ الدجال و خروج عیسیٰ بن مریم)

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

”حضور نبی کریم ﷺ نے ہمیں بتایا: دجال مشرق کی سرزمین سے نکلے گا،

جس کا نام خراسان ہے۔ چمڑے کی ڈھالوں جیسے چہروں والے لوگ اس کے  
ہمراہ ہوں گے۔“

روایتوں میں ہے لوگ دجال کے خروج کے سلسلے میں بالکل غفلت کا شکار ہو چکے ہوں

گے۔ حتیٰ کہ علماء مساجد اور منبروں پر اس کا تذکرہ کرنا چھوڑ دیں گے۔

ب- عَنْ حَفْصَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِنَّ أَوَّلَ مَا يَبْعَثُهُ عَلَى النَّاسِ غَضَبٌ يَغْضِبُهُ.

(صحیح مسلم، کتاب الفتن: باب ذکر ابن صیاد)

حضرت حفصہ (ام المؤمنین) رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:

”حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اول چیز جو دجال کا لوگوں کے سامنے نکلنے

کا سبب ہوگی وہ اس کا غصہ ہوگا جو اسے غضبناک کر دے گا۔“

اس کی وضاحت یوں فرمائی:

ج- ”حضرت نافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ،

ابن صیاد سے مدینہ میں کسی راہ پر ملے تو ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کوئی بات کہہ دی

جس سے ابن صیاد کو غصہ آ گیا وہ اتنا پھولا کہ راستہ بند ہو گیا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ،

ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے، انہیں یہ خبر پہنچ چکی تھی۔

انہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم کرے تو نے ابن صیاد کو کیوں چھیڑا، تجھے

معلوم نہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: دجال جب نکلے گا تو اس کی وجہ غصہ ہوگا

(تو شاید ابن صیاد ہی دجال ہو اور تیرے غصہ دلانے کی وجہ سے نکل پڑے)۔“

(صحیح مسلم، کتاب الفتن، باب ذکر ابن صیاد)

(iii) دجال مشرق کے کسی جزیرے میں قید ہے:

اس سلسلے میں ایک طویل حدیث صحیح مسلم میں بیان ہوئی ہے۔ طوالت سے بچنے کے

لیے اس حدیث کا صرف ترجمہ پیش کیا جا رہا ہے۔

حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا (جو ضحاک بن قیس کی بہن اور ان عورتوں

میں سے ہے جنہوں نے پہلے ہجرت کی تھی) فرماتی ہیں کہ:

”حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ میں نے نماز پڑھی اور میں اس صف میں تھی جس میں عورتیں تھیں، لوگوں کے پیچھے۔ جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو منبر پر بیٹھے اور آپ ﷺ ہنس رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ہر آدمی اپنی نماز کی جگہ پر رہے پھر فرمایا: تم جانتے ہو میں نے تمہیں کیوں جمع کیا ہے؟ لوگوں نے کہا اللہ اور اس کا رسول ﷺ ہی بہتر جانتا ہے:

آپ ﷺ نے فرمایا: خدا کی قسم میں نے تم کو رغبت دلانے یا ڈرانے کے لیے جمع نہیں کیا بلکہ اس لیے جمع کیا ہے کہ تمہیں داری ایک نصرانی تھا وہ میری بیعت کر کے مسلمان ہو چکا ہے اور اس نے مجھ سے ایک حدیث بیان کی جو موافق پڑی اس حدیث کے جو میں تمہیں دجال کے بارے میں بتاتا رہا ہوں۔

اس نے کہا کہ وہ لخم اور جذام قبیلے کے تیس (۳۰) آدمیوں کے ہمراہ بحری جہاز میں سوار تھا۔ سومہینہ بھر بحری موجیں ان کی کشتی سے کھیلتی رہیں (یعنی سمندر کی لہروں کی وجہ سے جہاز بھٹکا رہا) پھر وہ لوگ مغرب کے وقت ایک جزیرے پر جا لگے، پھر ایک چھوٹی کشتی پر بیٹھ کر جزیرے میں گئے اور وہاں انہیں ایک گھنے بالوں والا جانور ملا جس کی شناخت کرنا ممکن نہ تھا۔ انہوں نے اس سے پوچھا تو کون ہے کم بخت؟ اس نے کہا میں جاسوس ہوں انہوں نے کہا کس کا جاسوس؟ اس نے کہا اس مرد (شخص) کے پاس چلو جو ”دیر“ میں ہے اور تم سے ملنے کا مشتاق ہے۔ تمہیں نے کہا جب اس جانور نے اس مرد کا نام لیا تو ہم ڈرے کہ کہیں وہ شیطان نہ ہو۔ تمہیں نے کہا پھر ہم دوڑتے ہوئے ”دیر“ (سنان جگہ) میں داخل ہوئے تو ہم نے دیکھا کہ ایک بہت بڑا قد آور انسان زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے۔ ہم نے اس سے پہلے اتنا بڑا سخت اور طاقتور انسان نہیں دیکھا تھا! اس انسان کے دونوں ہاتھ گردن کے پیچھے اور پاؤں ٹخنوں کے ساتھ مضبوط لوہے سے بندھے ہوئے تھے۔

ہم نے کہا اے کبخت تو کون ہے؟ اس نے کہا میرا حال تو تمہیں معلوم ہو ہی جائے گا، پہلے تم بتاؤ تم کون ہو۔ ہم نے کہا اہل عرب ہیں اور سمندر میں جہاز پر سفر کر رہے تھے کہ سمندر میں طغیانی آگئی اور ایک مہینے تک موجوں کا شکار رہے پھر ہمارا جہاز اس جزیرے پر آگیا۔ ہم چھوٹی کشتی میں بیٹھ کر جزیرے میں داخل ہوئے۔ پھر ہمیں ایک بھاری دم اور بہت بڑے بالوں والا جانور ملا۔ ہم نے اس سے پوچھا اے کم بخت تو کون ہے۔ اس نے کہا میں جاسوس ہوں: تم اس ”دیر“ (سنسان جگہ) میں موجود آدمی کی طرف چلو کیونکہ وہ تمہاری خبر کا مشتاق ہے۔ پھر ہم دوڑتے ہوئے تیری طرف آئے ہیں اور ہم ڈرتے آئے تھے کہ کہیں شیطان نہ ہو۔

پھر اس مرد نے کہا مجھے بیسان (شام) کے نخلستان کی خبر دو۔ ہم نے کہا اس نخلستان کی کون سی خبر: اس نے کہا کہ وہ پھلتا (یعنی پھل لاتا ہے) ہے؟ ہم نے کہا ہاں۔ اس نے کہا خبر دار رہو، عنقریب وہ پھل دار نہیں رہے گا۔ پھر اس نے کہا مجھے طبرستان کے دریا (بحیرہ طبریہ) کے بارے میں بتاؤ؟ کیا اس میں پانی ہے (یعنی پانی چلتا ہے) ہم نے کہا ہاں اس میں پانی چلتا ہے اس نے کہا عنقریب اس کا پانی خشک ہو جائے گا۔ پھر اس نے کہا مجھے زغر (شام) کے چشمے کے بارے میں بتاؤ۔ ہم نے کہا اس کا کیا حال پوچھتا ہے۔ اس نے کہا اس چشمہ میں پانی ہے اور وہاں کے لوگ اس سے کھیتی باڑی کرتے ہیں۔ ہم نے کہا ہاں اس چشمہ میں پانی ہے اور وہاں کے لوگ خوب اس سے کھیتی باڑی کرتے ہیں۔ اس نے کہا اچھا مجھے عرب کے پیغمبر کی خبر دو؟ ہم نے کہا وہ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ جا چکے ہیں۔ اس نے کہا کیا عرب کے لوگ ان سے لڑے۔ ہم نے کہا ہاں، پھر اس نے کہا لڑائی کا نتیجہ کیا ہوا۔ ہم نے کہا وہ گردو پیش کے عربوں پر غالب ہوئے اور لوگوں نے ان کی اطاعت کر لی ہے۔ اس نے کہا واقعی یہ بات ہو چکی ہے؟ ہم نے کہا ہاں، اس نے کہا لوگوں کے لیے ان کی

(پینچمبر) اطاعت ہی بہتر تھی۔

اس نے کہا اب میرا حال سنو:

میں مسیح ہوں یعنی دجال تمام زمین کا پھرنے والا اور البتہ وہ زمانہ قریب ہے جب مجھے اجازت ہوگی نکلنے (یعنی خروج کی) کی۔ سو میں نکلوں گا اور سیر کروں گا اور کسی بستی کو نہ چھوڑوں گا جہاں نہ جاؤں چالیس رات کے اندر (یعنی 40 دنوں میں پوری روئے زمین کو فتح کر لوں گا) سوائے مکہ اور طیبہ کے، وہاں جانا مجھ پر حرام ہے یعنی منع ہے۔ جب میں ان بستیوں کے اندر جانا چاہوں گا تو وہاں پر تلوار لیے ہوئے فرشتے (پہرے دار) مجھے وہاں جانے سے روک دیں گے اور البتہ ہر ایک ناکہ پر فرشتے پہرہ دے رہے ہوں گے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے اپنا عصا سے تین بار منبر کو ٹکورا اور فرمایا:

طیبہ یہی ہے طیبہ یہی ہے طیبہ یہی ہے۔ یعنی طیبہ سے مراد مدینہ منورہ ہے۔ خبردار رہو اس سے کہ وہ دجال ہے۔ کیا میں دجال کے بارے تمہیں نہیں بتایا کرتا تھا، لوگوں نے کہا کیوں نہیں۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کہ مجھے تمہیں کی بات اس لیے اچھی لگتی ہے کہ یہ میری اس خبر کے مشابہہ ہے جو کہ میں تمہیں دجال کی مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے بارے میں بتایا کرتا تھا۔

خبردار رہو کہ دجال دریائے شام یا دریائے یمن میں نہیں ہے۔ بلکہ وہ مشرق کی طرف ہے وہ مشرق کی طرف ہے، وہ مشرق کی طرف ہے اور آپ نے ہاتھ سے مشرق کی طرف اشارہ بھی کیا۔“

(صحیح مسلم، کتاب الفتن و اشراط الساعة، باب قصة الجساسة)

کم و بیش انہی الفاظ کے ساتھ اسے سنن ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور مسند احمد

میں بھی بیان کیا گیا۔

(iv) معراج میں حضور نبی کریم ﷺ کا دجال کو دیکھنا:

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَالَ رَأَيْتُ لَيْلَةَ أُسْرِي بِي مُوسَى رَجُلًا آدَمَ طَوَالًا جَعْدًا كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَنْوَاءَةٍ وَرَأَيْتُ عِيسَى رَجُلًا مَرْبُوعًا مَرْبُوعَ الْخَلْقِ إِلَى الْحُمْرَةِ وَالْبَيَاضِ سَبَطَ الرَّأْسِ وَرَأَيْتُ مَالِكًا خَازِنَ النَّارِ وَالذَّجَالَ فِي آيَاتٍ أَرَاهُنَّ اللَّهُ إِيَّاهُ فَلَا تَكُنْ فِي مَرِيَّةٍ مِنْ لِقَائِهِ.

(صحیح بخاری، باب کیف بدء الخلق: باب اذا قال أحدكم آمین)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

”حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس رات مجھے معراج ہوا میں نے موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا وہ ایک گندم گوں گھونگریا لے بالوں والے آدمی ہیں جیسے شنوواءہ (قبیلہ) کے لوگ ہوتے ہیں اور عیسیٰ علیہ السلام کو بھی دیکھا، وہ میانہ قد، میانہ بدن، سرخ و سفید سیدھے بالوں والے آدمی ہیں اور میں نے اس فرشتے کو بھی دیکھا جو دوزخ کا داروغہ ہے اور ”دجال“ کو بھی دیکھا یہ سب نشانیاں قدرت کاملہ نے مجھے دکھائیں۔“

(v) ابن صیاد کا قصہ:

۱- حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

”حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: دجال اپنے ماں باپ کے گھرتیس سال بعد (یعنی کسی گھرانے میں تیس سال اولاد نہ ہو اور پھر بچہ پیدا ہو) پیدا ہوگا جس کی ایک آنکھ خراب ہوگی، ایک دانت باہر نکلا ہوگا، وہ بالکل سست اور نکما ہوگا۔ سوتے میں اگرچہ اس کی آنکھیں بند ہوں گی لیکن اس کا دل و دماغ ہوشیار رہے گا۔“

اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے اس کے ماں باپ کے بارے میں بتایا کہ اس کا باپ بہت دراز، دبلا پتلا چونچ کی طرح اس کی ناک ہوگی۔ اس کی ماں کے دونوں پستان بڑے بڑے لٹکے ہوئے ہوں گے۔ حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے مدینہ میں ایک یہودی کے گھر اس قسم کے لڑکے کی پیدائش کا سنا۔ تو میں اور حضرت زبیر بن العوام اسے دیکھنے کے لیے گئے اس کے ماں باپ کے پاس پہنچے تو معلوم ہوا کہ وہ ویسے ہی ہیں جیسا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ان کی خصوصیات بیان فرمائی تھیں۔

ہم نے پوچھا تمہارے کوئی بچہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ تیس سال تک تو ہمارے کوئی بچہ نہیں ہوا تھا پھر اس کے بعد ایک لڑکا پیدا ہوا ہے، جس کی آنکھ خراب ہے، اس کا ایک دانت نکلا ہوا ہے، اس کی آنکھیں سوتی ہیں اور اس کا دل خبردار رہتا ہے۔ جب ہم ان کے گھر سے نکلے تو دیکھا وہ دھوپ میں موٹی چادر لپیٹے پڑا گنگنارہا تھا، اس نے اپنا سر کھول کر کہا تم کیا باتیں کر رہے تھے ہم نے کہا کیا تو نے ہماری باتیں سن لیں وہ بولا ہاں میری آنکھیں سوتی ہیں لیکن میرا دل جاگتا رہتا ہے۔“

(ترمذی، کتاب الفتن، باب ذکر ابن صیاد)

دجال کے بارے میں حضور نبی کریم ﷺ نے جو باتیں بیان فرمائیں ابن صیاد اور اس کے ماں باپ میں موجود تھیں جس کے باعث یہ معاملہ حیرت کا باعث بن گیا کیونکہ ابن صیاد میں حیرت انگیز خصوصیات تھیں وہ غصہ میں پھول کر جنات کی طرح بن جاتا اور پوری گلی کا راستہ بند کر دیتا۔ بڑے بڑے صحابہ کرام ابن صیاد کو ہی دجال سمجھتے تھے۔ لہذا صحابہ کرام کے مابین ابن صیاد کا معاملہ خاصا باعث نزاع تھا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

ب۔ ”ہم حضور نبی کریم ﷺ کے ہمراہ تھے۔ ہم بچوں کے پاس سے گزرے تو



ان میں ابن صیاد بھی تھا۔ سب لڑکے (آپ ﷺ کو دیکھ کر) بھاگ گئے اور ابن صیاد بیٹھا رہا۔ حضور نبی کریم ﷺ کو برا معلوم ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تیرے ہاتھ غبار آلود ہوں تو گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ ابن صیاد بولا نہیں، پھر ابن صیاد نے کہا کیا تم گواہی دیتے ہو کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اگر آپ اجازت دیں تو میں اس کو قتل کر دوں۔

آپ ﷺ نے فرمایا: اگر یہ وہ (یعنی دجال) ہے جس کا تجھے شک ہے تو تو اسے قتل نہ کر سکے گا اور اگر یہ کوئی اور ہے تو اسے قتل کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔“  
(صحیح مسلم، کتاب الفتن و اشراط الساعة: باب ذکر ابن صیاد)

ج- عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ لِي ابْنُ صَائِدٍ فَأَخَذْتَنِي مِنْهُ ذِمَامَةٌ هَذَا عَذَرْتُ النَّاسَ مَالِي وَلَكُمْ يَا أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ ﷺ أَلَمْ يَقُلْ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ إِنَّهُ يَهُودِيٌّ وَقَدْ أَسْلَمْتُ قَالَ وَلَا يُؤَلِّدُ لَهُ وَقَدْ وُلِدَ لِي وَقَالَ إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَيْهِ مَكَّةَ وَقَدْ حَجَّجْتُ قَالَ فَمَا زَالَ حَتَّى كَادَ أَنْ يَأْخُذَنِي قَوْلُهُ قَالَ فَقَالَ أَمَا وَاللَّهِ إِنِّي لَا أَعْلَمُ الْآنَ بِأَيِّ حَيْثُ هُوَ أَعْرَفَ أَبَاهُ وَأُمَّهُ قَالَ وَقِيلَ لَهُ أَيَسْرُكَ أَنَّكَ ذَاكَ الرَّجُلُ قَالَ فَقَالَ لَوْ عَرِضَ عَلَيَّ مَا كَرِهْتُ.

(صحیح مسلم، کتاب الفتن و اشراط الساعة: باب ذکر ابن صیاد)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ:

”ابن صائد (ابن صیاد) نے مجھ سے کچھ باتیں کیں تو مجھے شرم محسوس ہوئی (اس کو برا کہتے ہیں) وہ کہنے لگا میں نے لوگوں کے سامنے معذرت کی (میں دجال نہیں) اور کہنے لگا کہ اے اصحاب رسول ﷺ تم کو میرے ساتھ کیا گمان ہو گیا ہے۔ کیا رسول اللہ ﷺ نے نہیں فرمایا: کہ دجال یہودی ہوگا جب کہ میں تو مسلمان ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دجال کے اولاد نہ ہوگی جب کہ میری تو اولاد ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ دجال کا مکہ میں داخل ہونا حرام ہے اور میں نے توجیح کیا ہے۔“

ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ برابر ایسی گفتگو کرتا رہا کہ قریب تھا کہ میں اس کو سچا سمجھوں اور اس کی بات میرے دل میں اثر کرے لیکن ساتھ ہی۔ اس نے کہا: خدا کی قسم میں جانتا ہوں کہ دجال اس وقت کہاں ہے اور میں اس کے ماں باپ کو بھی پہچانتا ہوں۔

لوگوں نے ابن صیاد سے کہا کہ بھلا تجھے یہ اچھا لگتا ہے کہ تو دجال ہو: وہ بولا اگر مجھے دجال بنایا جائے تو میں ناپسند نہیں کروں گا۔“

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابن صیاد میں کچھ باتیں غیر معمولی تھیں اور چونکہ دجال کا فتنہ ایک عظیم فتنہ قرار دیا گیا ہے اور راویوں نے اس پر خوب بحث اور آراء دی ہیں۔ جب کہ صحابہ کرامؓ کے بھی اس سلسلے میں دو گروہ ہیں:

- ۱۔ ایسے صحابہؓ جو ابن صیاد کو دجال نہیں مانتے۔ جس طرح امام مہدی اور عیسیٰ علیہ السلام دو شخصیتیں ہیں۔ اسی طرح دجال اور ابن صیاد بھی دو الگ الگ ہیں، ایک نہیں ہو سکتے۔
- ۲۔ بعض کبار صحابہؓ مثلاً حضرت جابر بن عبد اللہ، حضرت عمرؓ، ابن عمرؓ اور ابو ذرؓ کے نزدیک صیاد ہی دجال اکبر ہے۔

تاہم جمہور نے اول الذکر رائے کو ہی اپنایا ہے کہ دجال اور ابن صیاد دو الگ الگ

شخصیتیں ہیں۔ روایتوں میں آتا ہے کہ ابن صیاد کا ہن اور غیر معمولی صلاحیتوں کا مالک تھا کیونکہ ایک دفعہ:

”حضور نبی کریم ﷺ نے ابن صیاد سے پوچھا جنت کی مٹی کیسی ہے۔ اس نے کہا: ابو القاسم ﷺ (نبی کی کنیت) جنت کی مٹی باریک سفید مشک کی طرح خوشبودار ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تو سچ کہتا ہے۔“

(مسلم، کتاب الفتن، باب ذکر ابن صیاد)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

”حرہ (یہ مدینے کے قریب ایک مقام ہے جہاں صحابہ کرامؓ کے مابین جنگ ہوئی تھی) کے موقع پر ابن صیاد غائب ہو گیا تھا۔“

(ابوداؤد، کتاب الفتن: ۲۳۲۴)

### (vi) دجال کا فتنہ اور شعبدہ بازی:

۱- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم: أَلَا أُخْبِرُكُمْ عَنِ الدَّجَالِ حَدِيثًا مَا حَدَّثَهُ نَبِيٌّ قَوْمَهُ إِنَّهُ أَعْوَرٌ وَإِنَّهُ يَعْبَىٰ مَعَهُ مِثْلَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ فَالَّتِي يَقُولُ إِنَّهَا الْجَنَّةُ هِيَ النَّارُ.

(صحیح مسلم، کتاب الفتن و اشراط الساعة: باب ذکر الدجال)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

”حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا تمہیں دجال کے بارے میں ایسی بات نہ

بتاؤں جو اس سے قبل کسی نبی نے اپنی امت کو نہ بتلائی ہو وہ یہ ہے کہ دجال کا نا ہو

گا اور وہ اپنے ساتھ جنت اور جہنم جیسی چیزیں لے کر آئے گا جسے وہ جنت کہے گا۔

درحقیقت جہنم ہوگی اور جسے وہ جہنم کہے گا وہ جنت ہوگی۔“

ب- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

”حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: دجال نکلے گا اس کے ساتھ پانی ہوگا اور آگ ہوگی تو جس کو لوگ پانی کہیں گے وہ آگ ہوگی جلانے والی اور جس کو لوگ آگ سمجھیں گے وہ پانی ہوگا سرد اور شیریں پھر جو کوئی تم میں سے موقع پاوے اور اس کو چاہیے کہ جو آگ معلوم ہو اس میں گر پڑے اس لیے کہ وہ بیٹھا اور پا کیزہ پانی ہوگا۔“

(صحیح مسلم، کتاب الفتن واثراط الساعة، باب ذکر الدجال)

ج- حضرت نو اس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

”ایک روز حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: دجال شام اور عراق کے راستے سے نکلے گا۔ دائیں بائیں فساد مچاتا آئے گا۔ اے خدا کے بندو تم ایمان پر قائم رہنا۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ دجال زمین پر کتنی مدت ٹھہرے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: چالیس دن تک جس کا ایک دن ایک سال کے برابر ہوگا اور دوسرا دن ایک مہینے کے برابر ہوگا اور تیسرا دن ایک ہفتے کے برابر ہوگا، جب کہ باقی دن عام دنوں جیسے ہوں گے (تو ہمارے دنوں کے حساب سے دجال ایک سال دو مہینے اور چودہ دن تک رہے گا)، صحابہ کرامؓ نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ جو دن سال بھر کے برابر ہوگا کیا اس دن ایک دن کی نمازیں (پانچ) کفایت کریں گی؟ آپ نے فرمایا نہیں تم اندازہ کر لینا اس دن میں بقدر اس کے یعنی جتنی دیر کے بعد ان دنوں میں نماز پڑھتے ہو۔

صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اس کی چال کیسی ہوگی۔

آپ ﷺ نے فرمایا: اس بارش کی طرح جسے ہوا پیچھے کودھکیلتی ہے۔ پھر وہ ایک

قوم کے پاس جائے گا اور انہیں کفر کی طرف بلائے گا اور وہ اس پر ایمان لے

آئیں گے اور اس کی بات مانیں گے تو وہ آسمان کو حکم کرے گا وہ پانی برسا دے گا اور زمین کو حکم کرے گا وہ گھاس اگا دے گی۔ شام کو چراگا ہوں سے جانور لوٹ کر آئیں گے تو پہلے سے زیادہ ان کے کوہان (اونٹ کی) لمبے ہوں گے، دودھ دینے والے جانوروں کے تھن بڑھے ہوں گے اور جانوروں کی کوکھیں خوب تنی ہوں گی۔ پھر دجال ایک دوسری قوم کے پاس آئے گا اور ان کو بھی کفر کی طرف بلائے گا لیکن وہ قوم دجال کی بات نہ مانیں گی، تو وہ ان کے پاس سے چلا جائے گا۔ ان پر قحط سالی اور خشکی چھا جائے گی۔ ان کا مال و اسباب ختم ہو جائیگا۔ دجال ویران اور بنجر زمین کو کہے گا کہ تو اپنے خزانے نکال تو وہاں سے خزانے نکل کر اس کے پاس جمع ہو جائیں گے جیسے شہد کی مکھیاں بڑی مکھی کے گرد جمع ہو جاتی ہیں۔ پھر دجال ایک جوان مرد کو بلائے گا اور اس کو تلوار سے قتل کر دے گا اور دو ٹکڑے کر دے گا۔ پھر اس کو زندہ کر کے پکارے گا اور وہ جوان ہنستا مسکراتا ہوا اس کے پاس آئے گا۔

اچانک اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھیجے گا۔ آپ سفید مینار کے پاس زرد کپڑوں میں ملبوس نازل ہوں گے۔“

(صحیح مسلم، کتاب الفتن و اشراط الساعة، باب ذکر الدجال)

(vii) دجال سے بچنے کے لیے لوگ پہاڑوں پر چلے جائیں گے:

عَنْ أُمِّ شَرِيكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا سَمِعَتْ النَّبِيَّ ﷺ

يَعُولُ: لَيَفِرَنَّ النَّاسُ مِنَ الدَّجَالِ فِي الْجِبَالِ، قَالَتْ: أُمُّ شَرِيكٍ:

يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَأَيْنَ الْعَرَبُ يَوْمَئِذٍ؟ قَالَ هُمْ قَلِيلٌ.

(صحیح مسلم، کتاب الفتن و اشراط الساعة)

حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

”حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: لوگ دجال سے بھاگیں گے، پہاڑوں میں پناہ لیں گے۔ ام شریک رضی اللہ عنہا نے کہا یا رسول اللہ ﷺ: عرب کے لوگ اس دن کہاں ہوں گے (یعنی وہ دجال سے مقابلہ کیوں نہیں کریں گے)۔ آپ ﷺ نے فرمایا عرب ان دنوں تھوڑے ہوں گے۔“

(viii) دجال یہودیوں کا امیر ہوگا:

(۱) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَتَّبِعُ الدَّجَالَ مِنْ يَهُودٍ اصْبَهَانَ سَبْعُونَ أَلْفًا عَلَيْهِمُ الطِّيَالِسَةُ۔

(صحیح مسلم، کتاب الفتن و اشراط الساعة)

حضرت ابن انس مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

”حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: دجال کے ساتھ اصفہان کے ستر ہزار یہودی سیاہ چادریں اوڑھے ہوئے ہوں گے۔“

ب۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

”حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: دجال مشرق کی سرزمین سے ظاہر ہوگا جسے خراسان کہا جاتا ہے۔ بہت سی قومیں اس کے ہمراہ ہوں گی۔ جن کے چہرے چمڑے کی ڈھالوں کی طرح (موٹے اور چوڑے چوڑے) ہوں گے۔“

(ترمذی، کتاب الفتن، باب خروج الدجال)

(ix) دجال مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں داخل نہ ہو پائے گا:

(۱) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَأْتِي

الْمَسِيحُ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ هَمَّةُ الْمَدِينَةِ حَتَّى يَنْزِلَ دُبْرَ أَحَدٍ  
ثُمَّ تَصْرِفُ الْمَلَائِكَةُ وَجْهَهُ قِبَلَ الشَّامِ وَهُنَاكَ يَهْلِكُ.

(صحیح مسلم، کتاب الحج: باب صیانة المدينة من دخول الطاعون والدجال إليها)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

”حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کانا دجال مشرق کی طرف سے مدینہ میں

داخل ہونے کا ارادہ کرے گا یہاں تک کہ احد پہاڑ کے پیچھے تک آئے گا لیکن

فرشتے اس کا منہ شام کی طرف پھیر دیں گے۔“

(ب) حضرت فاطمہ بنت قیس (والی لمبی حدیث میں نبی کریم ﷺ) سے روایت ہے کہ:

”دجال کہتا ہے کہ میں ۴۰ دنوں میں ساری دنیا میں پھر جاؤں گا لیکن

دو بستیوں یعنی مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ دونوں مجھ پر حرام ہیں۔ جب میں

ان میں داخلے کا قصد کروں گا تو تلوار لہراتا ہوا فرشتہ مجھے داخل ہونے

سے روکے گا۔ ان دونوں (شہروں) کے راستے پر فرشتے چوکیداری کر

رہے ہوں گے۔“

(صحیح مسلم، کتاب الفتن و اشراط الساعة، باب قصة الجساسة)

(X) دجال کا خدائی دعویٰ اور اس کا فتنہ:

۱- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

”حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب دجال نکلے گا تو مسلمانوں میں سے

ایک شخص اس کی طرف چلے گا، راستے میں اس کو دجال کے ہتھیار بند لوگ ملیں

گے وہ اس سے پوچھیں گے تو کہاں جاتا ہے وہ بولے گا میں اس شخص کے پاس

جاتا ہوں جو نکلا ہے، وہ کہیں گے تو ہمارے مالک پر ایمان نہیں لایا۔ وہ کہے گا،

ہمارا مالک چھپا ہوا نہیں ہے۔ دجال کے لوگ کہیں گے اس کو مار ڈالو، پھر آپس میں کہیں گے ہمارے مالک نے تو منع کیا ہے، کسی کو مارنے سے جب تک اس کے سامنے نہ لے جائیں پھر اس کو وہ مسلح لوگ دجال کے پاس لے جائیں گے۔ جب وہ شخص دجال کو دیکھے گا تو کہے گا اے لوگو! یہ تو دجال ہے، جس کی خبر حضور نبی کریم ﷺ نے دی تھی۔ چنانچہ دجال اپنے لوگوں کو حکم دے کہ اس شخص کا سر پھوڑ دیا جائے، پھر اس کا سر پھوڑ دیا جائے گا اور اس کے پیٹ اور پیٹھ پر بھی مار پڑے گی، پھر دجال اس سے پوچھے گا تو میرے اوپر یقین نہیں کرتا (یعنی میرے خدائی دعوے پر) وہ شخص کہے گا تو جھوٹا مسیح ہے۔ پھر دجال حکم دے گا کہ اسے آرے سے چیرا جائے، چنانچہ اسے سر سے پاؤں تک آرے سے چیر دیا جائے گا، یہاں تک کہ دو ٹکڑے ہو جائے گا۔ پھر دجال ان دونوں ٹکڑوں کے درمیان جائے گا اور کہے کہ اٹھ کھڑا ہو وہ شخص زندہ ہو کر سیدھا اٹھ کھڑا ہوگا۔ پھر دجال اس شخص سے پوچھے گا کہ اب تو میرے اوپر ایمان لایا، وہ کہے مجھے تو اور زیادہ یقین ہو گیا ہے کہ تو ہی دجال ہے۔“

(صحیح مسلم، کتاب الفتن و اشراط الساعة، باب ذکر الدجال)

ب۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

”دجال کے بارے میں جتنا میں نے حضور کریم ﷺ سے پوچھا اتنا کسی نے نہیں پوچھا۔ میں اکثر دجال کا حال آپ ﷺ سے پوچھا کرتا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تجھ کو دجال سے کچھ ڈر نہیں ہونا چاہیے (کیونکہ میں ابھی تمہارے درمیان موجود ہوں)۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ لوگ کہتے ہیں اس کے ساتھ روٹیوں کا ایک پہاڑ ہوگا اور پانی کی ندی ہوگی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: پھر اس سے کیا ہوتا ہے اگر یہ بات بھی ہو تو پھر بھی اللہ کے نزدیک وہ کچھ مال نہیں



(یعنی دجال کی اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں کوئی حیثیت نہیں ہے)۔

(صحیح بخاری، کتاب الفتن، باب ذکر الدجال)

(xi) دجال کی بے بسی اور مومن کا استقلال:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

”حضور نبی کریم ﷺ نے ایک دن دجال کا لمباقصہ بیان فرمایا: اس میں یہ بھی تھا کہ دجال کا مدینہ کے اندر جانا حرام کر دیا گیا۔ وہ مدینہ کے باہر ایک کھاری زمین پر اترے گا۔ جو مدینہ منورہ کے قریب ہوگی۔ اس وقت مدینہ والوں میں سے ایک آدمی جو سب سے اچھا ہوگا وہ دجال کے پاس جائے گا اور کہے گا میں گواہی دیتا ہوں تو وہی دجال ہے جس کا ذکر آنحضرت ﷺ ہم سے فرماتے تھے۔ دجال اپنے ساتھیوں سے کہے گا دیکھو اگر میں اس شخص کو مار ڈالوں پھر جلا دوں تب تم کو میرے بازے میں (رب ہونے کا شبہ) نہیں رہے گا وہ لوگ کہیں گے نہیں (ہمیں کوئی شک نہیں رہے گا) تب دجال اس شخص کو مار ڈالے گا پھر جلائے گا (پھر زندہ کرے گا) تب وہ شخص کہے گا کہ اب تو مجھے یقین ہو گیا ہے کہ تو ہی کم بخت دجال ہے پھر دجال اس کو مار ڈالنا چاہے گا تو نہ مار سکے گا۔“

(صحیح بخاری، کتاب الفتن، باب لا یدخل الدجال المدینہ)

(xii) دجال کے فتنے سے پناہ مانگنی چاہیے:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ: يَسْتَعِيدُ

فِي صَلَاتِهِ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَالِ.

(صحیح بخاری، کتاب الفتن، باب ذکر الدجال)

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:

”میں نے حضور نبی ﷺ سے سنا آپ ﷺ نماز میں دجال سے پناہ مانگتے تھے۔“

(xiii) دجال سے محفوظ رہنے کا طریقہ اور سورہ کہف:

۱- حضرت نو اس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

”ایک دن صبح کو حضور نبی کریم ﷺ نے دجال کا تذکرہ فرمایا..... وہ گھنگریا لے بالوں والا نوجوان آدمی ہے، میں اسے عبدالعزی بن قطن (زمانہ جاہلیت کا کافر جو قبل از اسلام مر گیا تھا) سے مشابہت دے سکتا ہوں اور جو شخص تم میں سے اس کا سامنا کرے وہ سورہ کہف کی ابتدائی آیات تلاوت کرے۔“

(صحیح مسلم، کتاب الفتن و اشراط الساعة، باب ذکر الدجال)

۲- حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

”حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے سورہ کہف کی ابتدائی آیات حفظ کر لیں تو وہ فتنہ دجال سے محفوظ رہے گا۔ امام ابوداؤد فرماتے ہیں: کہا اسی طرح ہشام الدستوائی نے قتادہ سے روایت کیا ہے: لیکن انہوں نے کہا کہ جس نے سورہ کہف کی آخری (دس آیات) آیات یاد کیں جب کہ شعبہ نے اپنی روایت میں سورہ کہف کے آخر کا ذکر کیا ہے۔“

(یعنی سورہ کہف کی پہلی دس اور آخری دس آیات یاد کرنا چاہیے)۔

(سنن ابوداؤد، کتاب الفتن، باب ذکر الدجال)

(xiv) دجال کتنے دن زندہ رہے گا:

حضرت نو اس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

(حضرت نو اس بن سمعان کی روایت کردہ طویل حدیث کا حصہ)

”ایک دن حضور نبی کریم ﷺ نے دجال کا ذکر کیا..... ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ دجال کتنا عرصہ زندہ رہے گا؟ آپ نے فرمایا۔ چالیس دن، جس کا پہلا دن ایک سال کے برابر ہوگا، دوسرا دن ایک ماہ کے، تیسرا دن ایک ہفتہ کے اور باقی دن عام دنوں کے برابر ہوں گے۔ (ایک سال، ۲ مہینے، ۱۴ دن زندہ رہے گا)۔ ہم نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! جو دن سال کے برابر ہوگا کیا اس کے لئے ہمیں پانچ نمازیں کافی ہوں گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں (پانچ نہیں) بلکہ اس دن کا (سال کے برابر) اندازہ کر لینا اور سال بھر کی نمازیں اندازے سے ادا کرتے رہنا۔“

(صحیح مسلم، کتاب الفتن و اشراط الساعة، باب ذکر الدجال)

#### (xv) دجال کے لشکر سے مسلمانوں کی جنگ:

عَنْ نَافِعِ بْنِ عْتَبَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم: تَغْزُونَ جَزِيرَةَ الْعَرَبِ فَيَفْتَحُهَا اللَّهُ، ثُمَّ فَارِسَ فَيَفْتَحُهَا اللَّهُ ثُمَّ تَغْزُونَ الرُّومَ فَيَفْتَحُهَا اللَّهُ ثُمَّ تَغْرُونَ الدَّجَالَ فَيَفْتَحُهَا اللَّهُ، قَالَ نَافِعٌ: يَا جَابِرُ! لَا نَرَى الدَّجَالَ يَخْرُجُ حَتَّى يُفْتَحَ الرُّومُ.

(صحیح مسلم، کتاب الفتن و اشراط الساعة)

حضرت نافع بن عتبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

”حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم (مسلمان) پہلے تو جزیرہ عرب میں (کافروں سے) جہاد کرو گے اللہ فتح دے گا پھر فارس سے جہاد کرو گے اللہ تعالیٰ اس کو بھی فتح کر دے گا پھر روم والوں سے جنگ کرو گے اور اللہ تعالیٰ تمہیں فتح دلوا دے گا پھر دجال سے جنگ کرو۔ اللہ تعالیٰ اس سے بھی تمہیں فتح دلوائے گا۔“

حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو مقام لد پر قتل کریں گے:

حضرت نواس بن سمرعان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

”حضور نبی کریم ﷺ نے دجال کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: اگر دجال نکلا اور تم میں موجود ہوا تو میں اس کا حجت کرنے والا ہوں گا (یعنی دجال سے خود ہی نمٹ لیں گے) اگر میرے بعد نکلا تو ہر شخص خود ہی اس کا حجت کرنے والا ہوگا اور اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کے اوپر خلیفہ ہیں۔ پس تم میں سے جو اسے پائے تو اس کے اوپر سورہ کہف کی ابتدائی آیات پڑھے۔ اس لیے کہ وہ آیات دجال کے فتنہ سے تمہاری پناہ گاہ ہیں۔“

ہم نے عرض کیا کہ وہ کب تک زمین میں رہے گا۔ فرمایا: چالیس دن تک۔ جس کا ایک دن سال کے برابر، دوسرا دن ایک ماہ، تیسرا دن ایک ہفتہ اور باقی تمام ایام تمہارے دنوں کی طرح ہوں گے۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ جو ایک سال کا دن ہوگا اس میں ہمارے لیے ایک ہی دن کی نمازیں کافی ہوں گی۔ فرمایا نہیں بلکہ دن کے اعتبار سے اندازہ کر لینا۔

پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے۔ جامع مسجد دمشق کے مشرقی سفید منارہ

پر اور وہ اسے (دجال) کو ”باب لد“ کے قریب پائیں گے اور اسے قتل کر دیں گے۔“

(سنن ابوداؤد، کتاب الفتن، باب خروج الدجال)

### وضاحت:

- ۱۔ دجال کا خروج قیامت کی علامات کبریٰ میں سے ایک علامت ہے۔
- ۲۔ دجال پستہ قد، مضبوط جسم، گھنگریالے بال اور ایک آنکھ سے کانا (آنکھ میں انگور کی طرح پھولا) ہوگا جب کہ اس کی پیشانی پر کافر (ک.....ف.....ر) لکھا ہوگا، جسے مسلمان پڑھ لیں گے۔

۳۔ دجال اچانک غصے میں خراسان سے خروج کرے گا پھر شام اور عراق کے درمیان میں سے آئے گا۔ اصفہان کے ستر (۷۰) ہزار یہودی اس کے ہمراہ ہوں گے۔

۴۔ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت آدم علیہ السلام سے قیامت تک دجال کو اس روئے زمین کا سب سے بڑا فتنہ فرمایا ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک ہر نبی علیہ السلام نے اپنی اپنی امت کو فتنہ دجال سے خبردار کیا ہے۔

۵۔ دجال جھوٹ اور مکر و فریب سے لوگوں کو اپنے ساتھ ملائے گا۔ پہلے نبوت اور پھر بعد میں اپنی شعبدہ بازیوں کے ذریعے خدائی دعویٰ کرے گا۔ دجال کے ساتھ آگ، پانی (جنت۔ دوزخ) اور روٹیوں کا پہاڑ ہوگا۔ آسمان کو کہے گا بارش برسا تو بارش ہوگی۔ جب کہ ویران زمین کو کہے گا تو وہ اپنے خزانے اگل دے گی۔ لوگوں کو قتل کرے گا پھر زندہ کرے گا اور لوگوں کو کہے گا مجھے خدا مانو۔

۶۔ دجال کی شعبدہ بازیوں سے عورتیں سب سے زیادہ متاثر ہوں گی حتیٰ کہ ایک شخص اپنی بیوی، بہن اور گھر کی دوسری عورتوں کو رسیوں سے باندھے گا تا کہ دجال کے پاس جا کر اس کے بہکاوے میں نہ آجائیں۔ کئی قومیں اس کے مکر و فریب میں آ کر اپنا ایمان کھو دیں گی۔

۷۔ دجال مدینہ منورہ، مکہ معظمہ اور بیت المقدس میں داخل نہ ہوا سکے گا۔ کیونکہ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کی حفاظت فرشتے کر رہے ہوں گے جو اسے ان دونوں شہروں میں داخل نہ ہونے دیں گے۔ مدینہ منورہ میں اسی دوران زلزلے کے جھٹکے لگیں گے جس سے منافق اور بے دین گھبرا کر دجال کے پاس چلے جائیں گے۔

۸۔ دجال ایک سال دو ماہ اور ۱۴ دن تک زمین پر اودھم مچائے گا اور بہت سے اس کے فتنے سے بچ نہ سکیں گے۔

۹۔ حضور نبی کریم ﷺ مخر صادق نے اپنی امت کو دجال کی پہچان اور اس سے بچاؤ سے آگاہ کر دیا ہے۔ آپ ﷺ نے دجال کے فتنے سے بچنے کے لیے سورہ کہف کی پہلی دس یا آخری دس آیات یاد کرنے اور پڑھنے کی تلقین فرمائی ہے۔

۱۰۔

مسلمان دجال کو ماننے سے انکار کر دیں گے۔ دجال اپنی فوج کے ساتھ بیت المقدس کے قریب مسلمانوں کی فوج کا محاصرہ کرے گا۔ مسلمانوں کی فوج محصور ہوگی کہ اچانک ایک دن فجر کی نماز کے وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرشتوں کے پروں پر ہاتھ رکھے۔ دمشق کے مشرقی حصہ میں سفید مینار کے پاس زرد رنگ کا لباس پہنے ہوئے اتریں گے۔ اس وقت نماز فجر کا وقت ہوگا۔ حضرت امام مہدی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو امامت کرنے کی دعوت دیں گے جب کہ اقامت ہو چکی ہوگی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے کہ اقامت آپ کے لیے کہی گئی ہے، چنانچہ عیسیٰ علیہ السلام حضرت امام مہدی کی اقتداء میں نماز ادا کریں گے۔ نماز کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام مسجد کا دروازہ کھلوائیں گے۔ آپ کے پاس ایک چھوٹا سا نیزہ ہوگا۔ آپ کی سانس (تا حد نظر) سے کفار ہلاک ہوں گے۔ دجال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھ کر اس طرح گھلے گا جیسے پانی میں نمک گھول دیا جاتا ہے۔ آپ کو دیکھ دجال بھاگے گا لیکن آپ دجال کو جالیں گے اور ”باب لد“ کے مقام پر اپنے نیزے سے دجال کو قتل کر دیں گے اور نیزے پر لگا ہوا دجال کا خون مسلمانوں کو دکھائیں گے۔

۱۱۔ دجال کے خاتمے کے بعد مسلمان دجال کے لشکر کو تہ تیغ کریں گے۔ یہودی جس درخت یا پتھر کی اوٹ میں پناہ لیے ہوگا، وہ درخت اور پتھر پکاراٹھے گا کہ ”اللہ کے بندے“ میرے پیچھے یہودی چھپا ہوا ہے اسے قتل کر دے، چنانچہ مسلمان چن چن کر یہودیوں کا خاتمہ کریں گے۔

### حضرت عیسیٰ علیہ السلام

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ پیغمبر ہیں جن پر کتاب الہی (انجیل)

نازل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھالیا تھا۔

اسلام اور مسیح کے پیروکاروں کا یہ عقیدہ ہے کہ قیامت کے قریب اللہ تعالیٰ آپ کو آسمان سے نازل فرمائیں گے۔ دجال جس نے روئے زمین پر قتل و غارت اور فسق و فجور کا اودھم مچایا ہوگا اور امت مسلمہ دجال کے ہاتھوں رنجیدہ اور پریشان ہوگی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام، دجال کے خلاف جہاد کریں گے اور دجال کا خاتمہ کے بعد زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے۔

### ۱۔ نزول عیسیٰ علیہ السلام قرآن کی روشنی میں

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قیامت کے قریب نزول قیامت کی اہم علامت ہے۔ اس سلسلے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

۱۔ اِنْ هُوَ اِلَّا عَبْدٌ اَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنَاهُ مَثَلًا لِّبَنِي  
اسْرَائِيْلَ ۝ وَلَوْ نَشَاءُ لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ مَلَائِكَةً فِي الْاَرْضِ  
يَخْلُقُوْنَ ۝ وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُوْنَ ط هٰذَا  
صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ۝

(سورة الزخرف: ۵۹-۶۱)

ترجمہ: ”وہ (عیسیٰ علیہ السلام) تو ہمارے مقبول بندے ہیں جن پر ہم نے (نبوت عطا کر کے) احسان کیا اور بنی اسرائیل کے لیے قدرت کا ایک نشان بنا دیا۔ ہمیں قدرت ہے اگر ہم چاہتے تو تمہاری جگہ فرشتوں کو زمین پر جانشین بنا دیتے۔ یقیناً وہ (عیسیٰ علیہ السلام) قیامت کی نشانی ہیں پس تم ہرگز نہ شک کرو اس کے آنے میں اور میری پیروی کرو یہی سیدھا راستہ ہے۔“

ب۔ وَقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ  
اللّٰهِ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلْبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اٰخْتَلَفُوْا  
فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ ط مَا لَهُمْ بِهٖ مِنَ الْعِلْمِ اِلَّا اَتْبَاعُ الظَّنِّ ج

وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا ۝ بَل رَفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ ۖ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا  
حَكِيمًا ۝ وَإِنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لِيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ ۚ  
وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِدًا ۝

(سورة النساء: ۱۵۷-۱۵۹)

ترجمہ: ”اور یوں کہا کہ ہم نے مسیح ابن مریم کو قتل کر ڈالا ہے۔ حالانکہ نہ انہوں نے اسے قتل کیا نہ سولی چڑھایا لیکن انہیں ان ہی کی شکل جیسا ایک اور آدمی قتل کر دینے کا اشتباہ ہو گیا اور جو لوگ ان کے بارے میں جھگڑتے ہیں وہ وہم میں پڑے ہوئے ہیں۔ ان کو اس کے متعلق کچھ بھی علم نہیں یہ اپنے ظن کی بنیاد پر شک کر رہے ہیں اور یقیناً انہوں نے اسے قتل نہیں کیا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی طرف اٹھالیا ہے اور اللہ بڑا زبردست حکمت والا ہے (قرب قیامت میں آسمان سے نزول کے بعد) عیسیٰ علیہ السلام کی طبعی موت سے پہلے ہر ایک اہل کتاب اسلام کے مطابق صحیح ایمان لائے گا اور قیامت کے دن آپ ان پر گواہ ہوں گے۔“

(۲) نزول عیسیٰ علیہ السلام احادیث کی روشنی میں

(i) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم  
وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَيُوشِكَنَّ أَنْ يَنْزَلَ فِيكُمْ ابْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ  
الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ حَكْمًا مُقْسَطًا فَيَكْسِرُ الصَّلِيبَ وَيَقْتُلُ  
الْخِنْزِيرَ وَيَضَعُ الْجِزْيَةَ وَيُفِيضُ الْمَالَ حَتَّى لَا يَقْبَلَهُ أَحَدٌ.

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان نزول عیسیٰ ابن مریم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:



”حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے البتہ قریب ہے جب اتریں گے عیسیٰؑ مریم کے بیٹے تم لوگوں میں، اور حکم کریں گے موافق شریعت کے اور انصاف کریں گے اور توڑ ڈالیں گے سولی کو (جو نصاریٰ نے بنا رکھی ہے اور اس کی پرستش کرتے ہیں) اور مار ڈالیں گے خنزیر کو اور موقوف کر دیں گے جزیہ اور بہت دیں گے مال (لوگوں) کو یہاں تک کہ کوئی نہ لے گا اس کو۔“

(ب) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

”حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تمہارے نصیب کیسے اچھے ہوں گے۔ جب تمہارے درمیان عیسیٰ بن مریم نازل ہوں گے اور تمہارا امام اس وقت خود تم میں سے ہوگا (یعنی حضرت امام مہدی)۔“

(بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب نزول عیسیٰ بن مریم)

## (ii) نزول عیسیٰ علیہ السلام کے وقت مسلمانوں کی حالت:

حضرت جابر عن عبداللہ رضی عنہ سے مروی ہے:

”میں نے سنا حضور نبی کریم ﷺ سے آپ ﷺ فرماتے تھے: ہمیشہ ایک گروہ میری امت کا لڑتا رہے گا (کافروں اور مخالفوں سے) حق پر قیامت کے دن تک وہ غالب رہے گا۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اتریں گے اور اس گروہ کا امام کہے گا آئیں نماز پڑھائیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہیں گے نہیں تم میں سے ایک تم پر امیر رہے گا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے امت مسلمہ پر یہ نوازش عنایت ہے۔“

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب نزول عیسیٰ بن مریم)

## (iii) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دجال کے خلاف فیصلہ کن معرکہ:

(۱) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: فَيَنْزِلُ

عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَاَمَّهُمْ فَاِذَا رَاَهُ عَدُوُّ اللّٰهِ  
ذَابَ كَمَا يَذُوبُ الْمِلْحُ فِي الْمَاءِ فَلَوْ تَرَكَهُ لَا نَذَابَ حَتّٰى  
يَهْلِكَ وَلٰكِنْ يَقْتُلُهُ اللّٰهُ بِيَدِهِ فَيُرِيهِمْ دَمَهُ فِي حَرْبَتِهِ.

(صحیح مسلم، کتاب الفتن و اشراط الساعة)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

”حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل  
ہوں گے اور مسلمانوں کی قیادت فرمائیں گے پھر اللہ کا دشمن دجال حضرت عیسیٰ  
علیہ السلام کو دیکھے گا تو یوں گھلنے لگے گا جس طرح نمک پانی میں حل ہو جاتا ہے۔  
اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسے چھوڑ دیتے پھر بھی دجال ان کے خوف سے گھل  
گھل کر مر جاتا لیکن اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں دجال کو قتل  
کرائے گا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے نیزے پر دجال کا خون لوگوں کو  
دکھائیں گے۔“

حضرت نواس بن سمان رضی اللہ عنہ سے روایت کردہ (حدیث) میں دجال  
کی جائے قتل مقام ”لد“ ہے۔

(ب) حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے (جو نبی کریم ﷺ کے غلام تھے) روایت ہے کہ:

”حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میری امت میں دو گروہ ایسے ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ ان کو دوزخ کی آگ سے بچائے گا۔ ان میں سے ایک ہندوستان میں  
جہاد کرے گا اور دوسرا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ۔“

(سنن نسائی، کتاب الجہاد، باب غزوہ ہند)

(iv) دین اسلام کا غلبہ، امن اور خوشحالی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

”حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: خدا کی قسم کہ مریم کے بیٹے (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) اتریں گے (آسمان سے) اور وہ حاکم ہوں، عدل کریں گے، صلیب کو توڑ ڈالیں گے، خنزیر کو مار ڈالیں گے۔ جزیہ ختم کر دیں گے، جو ان اونٹ کو چھوڑ دیں گے پھر کوئی اس پر محنت نہ کرے گا۔ لوگوں کے دلوں میں کینہ عداوت اور دشمنی جاتی رہے گی۔ وہ لوگوں کو مال دینے کے لیے بلائیں گے لیکن کوئی بھی مال قبول نہ کرے گا۔ (مال بکثرت ہوگا)۔“

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب نزول عیسیٰ بن مریم)

(v) حضرت عیسیٰ علیہ السلام حج اور عمرہ ادا کریں گے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لِيَهْلَنَ ابْنُ مَرْيَمَ بِفَجِّ الرَّوْحَاءِ حَاجًّا أَوْ مُعْتَمِرًا أَوْ لِيُثْنِيَهُمَا.

(صحیح مسلم، کتاب الحج، باب إهلال النبی و ہدیہ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

”حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میری جان ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام روحا کی گھاٹی سے حج یا عمرہ یا حج کے لیے لےکے کہیں گے۔“

(vi) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بعد یہودیوں کا خاتمہ:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: لَا تَقُومُ

السَّاعَةُ حَتَّى تَقَاتِلُوا الْيَهُودَ حَتَّى يَقُولَ الْحَجَرُ وَرَاءَهُ  
الْيَهُودِي يَا مُسْلِمُ هَذَا يَهُودِيٌّ وَرَائِي فَاقْتُلْهُ.

(صحیح بخاری، کتاب الجهاد، باب قتال اليهود)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

”حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ تم یہودیوں سے جہاد نہ کرو گے۔ جس پتھر کے پیچھے یہود چھپا ہو گا وہ پتھر بھی پکاراٹھے گا۔“ اے مسلمان! میرے پیچھے یہودی چھپا ہوا ہے اسے قتل کر دے۔“

(vii) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حکومت اور قیام:

— حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

”حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میرے اور عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان کوئی نبی نہیں آئے گا۔ بے شک وہ اتریں گے پس جب تم انہیں دیکھو تو انہیں پہچان لو وہ سرخ و سفید رنگ کے درمیانی رنگ کے مرد ہیں، درمیانے قد و قامت کے ہیں۔ گویا کہ ان کا سر ٹپک (پانی) رہا ہوگا۔ پانی سے اگرچہ وہ تر نہیں ہوگا۔ پس وہ اسلام کے لیے کفار سے جنگ و قتال کریں گے۔ صلیب توڑ دیں گے، خنزیر کو ہلاک کر دیں گے اور جزیہ موقوف (ختم) کر دیں گے۔ ان (کافروں) کے پاس دو ہی صورتیں ہوں گی یا اسلام قبول کریں یا قتل ہوں جائیں سوائے اسلام (یعنی مسلمانوں) کے، وہ دجال کو بھی ہلاک کر دیں گے۔ پھر دنیا میں چالیس برس تک رہیں گے پھر انتقال کر جائیں گے اور مسلمان ان پر نماز جنازہ پڑھیں گے۔“

(سنن ابوداؤد، کتاب الفتن، باب خروج الدجال)

ب۔ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم: فَيَبْعَثُ اللَّهُ عَيْسَى بْنَ مَرْيَمَ كَأَنَّهُ عُرْوَةُ بْنُ مَسْعُودٍ فَيَطْلُبُهُ فَيُهْلِكُهُ ثُمَّ يَمُكِّتُ النَّاسُ سَبْعَ سِنِينَ لَيْسَ بَيْنَ اثْنَيْنِ عَدَاوَةٌ ثُمَّ يُرْسِلُ اللَّهُ رِيحًا بَارِدَةً مِنْ قِبَلِ الشَّامِ فَلَا يَبْقَى عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ أَحَدٌ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ خَيْرٍ أَوْ إِيمَانٍ إِلَّا قَبَضَتْهُ حَتَّى لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ دَخَلَ فِي كَبِدِ جَبَلٍ لَدَخَلَتْهُ عَلَيْهِ حَتَّى تَقْبِضَهُ -

(صحیح مسلم، کتاب الفتن و اشراط الساعة، باب ذکر الدجال)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

”حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھیجے گا ان کی شکل عروہ بن مسعود (صحابی) کی سی ہے وہ دجال کو ڈھونڈ نکالیں گے اور اس کو قتل کر دیں گے، پھر سات برس تک لوگ ایسے رہیں گے کہ دو شخصوں کے درمیان کوئی دشمنی نہ ہوگی، پھر اللہ تعالیٰ ٹھنڈی ہوا چلائیں گے شام کی طرف سے تو زمین پر کوئی ایسا نہ رہے گا جس کے دل میں رتی بھر ایمان یا بھلائی ہوگی (یعنی تمام مسلمانوں کو اس ٹھنڈی ہوا سے موت آ جائے گی) یہاں تک کہ اگر کوئی تم سے پہاڑ کی کھوہ میں بھی گھس جائے تو وہاں بھی پہنچ کر یہ ہوا اس کی جان نکال لے گی۔“

وضاحت:

۱۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ رسول ہیں انہیں آسمان پر اٹھایا گیا تھا،

قیامت کے قریب ان کا دوبارہ نزول قیامت کی اہم نشانی ہے۔

۲- حضرت عیسیٰ علیہ السلام زرد رنگ کی چادروں میں ملبوس فرشتوں کے سہارے دمشق کے مشرقی حصہ کی مسجد کے سفید مینار کے پاس اتریں گے۔ آپؑ کے بالوں سے قطرے ٹپک رہے ہوں گے۔ آپ درمیانے قد اور سرخ و سفید رنگ کے ہوں گے۔

۳- آپؑ کا نزول اس وقت ہوگا جب امام مہدی کی قیادت میں لڑنے والے مسلمانوں کے لشکر کا دجال اور اس کی سپاہ نے محاصرہ کیا ہوگا۔

۳- نماز فجر کے وقت آپؑ کا نزول ہوگا اور آپؑ حضرت امام مہدی کی اقتداء میں نماز ادا کریں گے۔ نماز کے بعد آپؑ مسجد کا دروازہ کھلوائیں گے جہاں تک آپؑ کی سانس جائے گی (تا حدنگاہ) کفار ہلاک ہوں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو قتل کر دیں گے اور اس کے بعد دجال کی فوج بھی تہ تیغ کر دی جائے گی۔

۴- آپؑ کی قیادت میں لڑنے والا مسلمانوں کا لشکر یہودیوں کو چین چین کر قتل کر دے گا۔

۵- حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسلام کے لیے جہاد کریں گے ہر طرف انصاف، بھلائی اور امن و امان ہوگا۔ جزیہ موقوف کر دیا جائے گا، خنزیر کو قتل کر دیا جائے گا۔ شیر، اور دوسرے موذی جانور بھینٹ، بکریوں اور دوسرے جانوروں کے ساتھ مل کر اکٹھے ایک گھاٹ سے پانی پیئیں گے حتیٰ کہ سانپ اور بچے اکٹھا کھیلیں گے اور سانپ نقصان نہیں پہنچائے گا۔ الغرض کوئی موذی جانور یا زہریلے حشرات الارض کسی کو نقصان نہیں پہنچا سکیں گے۔

۶- حضرت عیسیٰ علیہ السلام حج اور عمرے کی بھی سعادت حاصل کریں گے۔

۷- بعض روایات میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زمین پر قیام ۴۰ سال جب کہ بعض کے

مطابق ۷۰ سال ہے۔ سلف نے اس تعارض کے بارے میں یوں وضاحت فرمائی ہے:

”حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدائش سے موت تک کل ۴۰ سال زمین پر رہیں گے۔ جن میں (۳۳) تینتیس سال وہ زمین پر گزار کر آسمان پر اٹھالیے گئے، باقی سات سال وہ قیامت

کے قریب زمین پر گزار کر انتقال فرمائیں گے۔“

(حوالہ: النہلیۃ فی الفتن والملاحم، ۱/۹۹)

۸۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے انتقال پر مسلمان آپؐ کی نماز جنازہ پڑھائیں گے اور ترمذی کی روایت کے مطابق حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ (قبر کے ساتھ) دفن کیا جائے گا۔

### یاجوج ماجوج کا خروج

یاجوج ماجوج اپنے ابتدائی دور میں بھی اردگرد کے علاقوں میں لوٹ مار اور فساد برپا کرتے رہتے تھے اور یاجوج ماجوج کے علاقے سے متصل آبادیوں میں ان کے فتنہ فساد سے عاجز تھیں جب ذوالقرنین نے یہ علاقے فتح کیے تو ان قوموں کی درخواست پر ایک بہت بڑی دیوار تعمیر کر کے ان کے نکلنے کا راستہ بند کر دیا۔

۱۔ یاجوج ماجوج قرآن کا خروج قرآن کی روشنی میں:

(۱) ثُمَّ اتَّبَعَ سَبَّأَهُ حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ بَيْنَ السَّدَّيْنِ وَجَدَ مِنْ دُونِهِمَا قَوْمًا لَّا يَكَادُونَ يَفْقَهُونَ قَوْلًا ۝ قَالُوا يَا نَذَا الْقُرْنَيْنِ إِنَّ يَا جُوجَ وَمَا جُوجَ مُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ فَهَلْ نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا عَلَىٰ أَنْ تَجْعَلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ سَدًّا ۝ قَالَ مَا مَكَّنِّي فِيهِ رَبِّي خَيْرٌ فَأَعِينُونِي بِقُوَّةٍ أَجْعَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ رَدْمًا ۝ أَتُونِي زُبَرَ الْحَدِيدِ ۙ حَتَّىٰ إِذَا سَاوَىٰ بَيْنَ الصَّدَفَيْنِ قَالَ انفُخُوا ۙ حَتَّىٰ إِذَا جَعَلَهُ نَارًا قَالَ أَتُونِي أُفْرِغْ عَلَيْهِ قِطْرًا ۝ فَمَا اسْطَاعُوا أَنْ يَظْهَرُوهُ وَمَا اسْتَطَاعُوا لَهُ نَقْبًا ۝ قَالَ هَذَا رَحْمَةٌ مِّنْ رَبِّي ۚ فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ رَبِّي جَعَلَهُ دَكَّاءَ

وَكَانَ وَعْدُ رَبِّي حَقًّا ۝ وَتَرَكَنَا بَعْضُهُمْ يَوْمَئِذٍ يَمُوجُ فِي  
بَعْضٍ وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَجَمَعْنَهُمْ جَمْعًا ۝

(سورۃ کھف: ۹۲-۹۹)

ترجمہ: ”پھر (ذوالقرنین) نے سفر کی تیاری کر کے دوسری طرف کا رخ کیا۔ جب سفر کر کے دو پہاڑوں کے درمیانی درے کے پاس پہنچا تو وہاں ایک ایسی قوم ملی جو ان کی بولی نہ جانتے تھے۔ اس قوم نے (ترجمان کے ذریعے) کہا! اے ذوالقرنین! یا جوج ماجوج اس درہ میں سے ہمارے ملک میں گھس کر فساد مچاتے ہیں۔ اگر آپ ہمارے اور ان کے درمیان بند باندھ دیں تو ہم آپ کو خراج ادا کر دیا کریں گے۔ ذوالقرنین نے کہا مجھے تمہارے مال اور خراج کی ضرورت نہیں۔ مجھے جو اللہ تعالیٰ نے طاقت دے رکھی ہے وہی میرے لیے کافی ہے۔ البتہ تم لوگ بدنی (محنت مزدوری) قوت مہیا کر دو تو ہم تمہارے اور ان کے درمیان ایک دیوار کھینچ دیں گے۔ تم مجھے لوہے کے تختے (چادریں) لا دو (چنانچہ وہ لے آئے کام شروع ہو گیا) یہاں تک کہ دونوں پہاڑوں کے درمیان پاٹ (درہ) برابر کر دیا گیا تو پھر انہیں آگ جھونکنے کا حکم دیا یہاں تک کہ وہ دیوار لال انکارے کی طرح ہو گئی پھر اس دیوار میں تانبا پگھلا کر انڈیل دیا گیا (جو درزوں اور سوراخوں میں جم گیا) پس اب تو یا جوج ماجوج اس پر چڑھ سکتے تھے اور نہ اس میں کوئی سوراخ ہی کر سکتے تھے۔ ذوالقرنین نے کہا یہ میرے اللہ کا فضل ہے کہ مجھ سے اتنا بڑا کام ہو گیا۔ لیکن قیامت کے قریب اللہ تعالیٰ کے وعدہ کے مطابق یا جوج ماجوج اس دیوار کو توڑ دیں گے۔ یہ وعدہ اللہ تعالیٰ کا سچا ہے اور ہو کر رہے گا اور یا جوج ماجوج کثیر



تعداد میں نکل کر لوگوں میں گڈڈ ہو کر اودھم مچائیں گے اور پھر صور پھونک دیا جائے گا پھر ہم جمع کریں گے ان سب کو۔“

(۲) حَتَّىٰ إِذَا فُتِحَتْ يَأْجُوجُ وَمَأْجُوجُ وَهُمْ مِمَّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُونَ ۝ وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ فَإِذَا هِيَ شَاخِصَةٌ أَبْصَارُ الَّذِينَ كَفَرُوا يَوِيلْنَا قَدْ كُنَّا فِي غَفْلَةٍ مِّنْ هَذَا بَلْ كُنَّا ظَالِمِينَ ۝

(سورة الانبياء: ۹۶-۹۷)

ترجمہ: ”یہاں تک کہ یاجوج ماجوج کھول دیئے جائیں (وہ دیوار ذوالقرنین توڑ کر باہر نکل آئیں گے) تو وہ ہر بلندی سے دوڑتے ہوئے آئیں گے۔ نزدیک آ پہنچا وعدہ (قیامت) سچا تو کافروں کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی وہ کہہ رہے ہوں گے ہائے افسوس ہم تو اس دن سے غافل ہی رہے اور بڑا ہی ظلم کیا ہم نے۔“

## ۲- یاجوج ماجوج احادیث کی روشنی میں

(i) ۱- عَنْ زَيْنَبِ بِنْتِ جَحْشٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهَا يَوْمًا فَرِغَا يَقُولُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَيَلُّ لِلْعَرَبِ مِنْ شَرِّ قَدًا قُتِرَبَ فُتِحَ الْيَوْمَ مِنْ رَدْمٍ يَأْجُوجُ وَمَأْجُوجُ مِثْلُ هَذِهِ وَخَلَقَ بِأَصْبَعِيهِ: الْأَيْهَامَ وَالَّتِي تَلِيهَا قَالَتْ زَيْنَبُ بِنْتُ جَحْشٍ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفَنَهْلِكُ وَفِينَا

الصَّالِحُونَ؟ قَالَ: نَعَمْ إِذَا كَثُرَ الْخُبْتُ.

(صحیح البخاری، کتاب الفتن، باب یاجوج ماجوج)

ام المؤمنین حضرت زینب بن جحش رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

”حضور نبی کریم ﷺ ایک روز گھبرائے ہوئے تشریف لائے۔ آپ ﷺ

فرما رہے تھے کہ لا الہ الا اللہ عرب کی خرابی ایک آفت سے جو قریب آ پہنچی

ہے۔ یاجوج ماجوج کی دیوار اتنی کھل گئی ہے کہ آپ ﷺ نے انگوٹھے اور کلمہ کی

انگلی سے حلقہ بنایا۔ یہ سن کر ام المؤمنین حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا

رسول اللہ ﷺ: کیا نیک بخت اچھے لوگ زندہ رہنے پر بھی ہم تباہ اور برباد ہو

جائیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جب بدکاری حد سے زیادہ پھیل جائے گی۔“

(ب) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے دیوار ذوالقرنین کے باب میں مروی ہے کہ:

”حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کہ یاجوج ماجوج اسے روز کھودتے ہیں

یہاں تک کہ قریب پھٹنے کے ہو جاتی ہے۔ پھر کہتا ہے جو ان پر حاکم ہے کہ چلو پھر

کل اس کو گرا دیں گے۔ فرمایا آپ ﷺ نے کہ اللہ تعالیٰ اسے پھر اول روز سے

زیادہ مضبوط کر دیتا ہے۔ یہاں تک جب ان کا وقت آ جائے گا اور اللہ کا ارادہ ہو

گا یا جوج ماجوج کو لوگوں پر نکالنے کا تو حاکم کہے گا ان کو چلو پھر کل توڑ لیں گے اگر

چاہے گا اللہ تعالیٰ اور ان شاء اللہ کہے گا۔ فرمایا آپ ﷺ نے پھر دوسرے روز

لوٹ کر آئیں گے تو اس کو ویسا ہی پائیں گے جتنا گزشتہ روز توڑ کر چھوڑ گئے تھے۔

پس وہ اس میں سوراخ کر ڈالیں گے اور نکل پڑیں گے لوگوں پر اور سب دریاؤں

کا پانی پی ڈالیں گے اور لوگ ان سے بھاگیں گے۔ پھر وہ آسمان کی طرف تیر

پھینکیں گے اور ان پر خون میں ڈوبا ہوا تیر گرے گا پھر وہ بولیں گے کہ دبا لیا ہم

نے زمین والوں کو اور لڑائی کی آسمان والے یعنی اللہ تعالیٰ سے بھی وہ سب غرور اور تکبر سے بولیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ ان کے لیے ایک کیڑا پیدا کرے گا ان کی گردنوں میں اور وہ سب اس سے ہلاک ہو جائیں گے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس پروردگار کی کہ جان محمد ﷺ کی اس کے ہاتھ میں ہے کہ زمین کے جانور ان کا گوشت کھا کر خوب موٹے تازے ہو جائیں گے اور منگتے پھریں گے اور شکر کریں گے بخوبی۔“

(ترمذی، کتاب تفسیر القرآن، باب سورۃ کہف)

## (ii) یاجوج ماجوج کا فتنہ:

حضرت نو اس بن سمان رضی اللہ عنہ سے روایت طویل حدیث کا حصہ:

حضرت نو اس بن سمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

”حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا..... پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام

دجال کو تلاش کر کے باب لد (شام کے ایک پہاڑ کا نام ہے) کے مقام پر قتل

کریں گے پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان لوگوں کے پاس جائیں گے جن کو اللہ

تعالیٰ نے دجال سے بچالیا..... پھر اسی حال میں ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ وحی

بھیجیں گے کہ اب میں ایسے بندے نکالنے والا ہوں کہ کسی کو ان سے لڑنے کی

طاقت نہیں ہے۔ آپؐ میرے بندوں کو کوہ طور پر لے جائیں گے اور اللہ تعالیٰ

یاجوج ماجوج کو بھیجے گا جو بلندی سے اترتے چلے آئیں گے۔ یہ اتنی کثیر تعداد میں

ہوں گے کہ:

ان کے پہلے لوگ طبرستان کے دریا پر گزریں گے اور جتنا پانی اس میں ہوگا

سب پی جائیں گے پھر ان کے پچھلے لوگ جب وہاں پہنچیں گے تو کہیں گے کبھی

اس دریا میں پانی تھا پھر وہ اس پہاڑ پر پہنچیں گے جہاں درختوں کی کثرت ہے پھر وہ کہیں گے کہ البتہ ہم زمین والوں کو تو قتل کر چکے ہیں آؤ اب آسمان والوں کو بھی قتل کریں، پھر وہ اپنے تیر آسمان کی طرف چلائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کے تیروں کو خون آلود کر کے لوٹائے گا وہ سمجھیں گے کہ آسمان والے بھی مارے گئے ہیں۔“  
(صحیح مسلم، کتاب الفتن واثراط الساعة، باب ذکر الدجال)

### (iii) یاجوج ماجوج کی ہلاکت اور بعد کے حالات:

حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:  
”..... حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی مسلمان (طور پہاڑ پر) محصور ہوں گے (خورد و نوش ختم ہو جائے گا) ایک بیل کا سر سودینار سے بہتر ہوگا پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کے ساتھی اللہ تعالیٰ سے دعا کریں گے، اللہ تعالیٰ یاجوج ماجوج پر عذاب بھیجے گا، ان کی گردنوں میں کیڑا پیدا ہوگا جس سے یہ سب صبح تک ہلاک ہو جائیں گے جیسے ایک آدمی مرتا ہے۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی زمین پر اتریں گے تو زمین کی ایک بالشت برابر جگہ ان کی سرانڈ اور گندگی سے خالی نہ ہوگی (ہر طرف ان کی لاشیں پڑی ہوں گی)۔  
پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی اللہ تعالیٰ سے دعا کریں گے۔ اللہ تعالیٰ پرندوں کو بھیجے گا۔ بڑے اونٹوں کے برابر (ان کی گردنیں) ہوں گے وہ پرندے لاشیں اٹھا کر لے جائیں گے اور جہاں اللہ کا حکم ہوگا وہاں پر پھینک دیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ ایسی بارش برسائے گا جو ہر مٹی اور بالوں کے گھر پہنچے گی اور زمین کو (بدبو سے) پاک صاف کر دے گی۔“  
(صحیح مسلم، کتاب الفتن واثراط الساعة، باب ذکر الدجال)

وضاحت:

- ۱۔ یاجوج ماجوج کا خروج قیامت کی آخری علامات میں شمار ہوتی ہے۔
- ۲۔ یاجوج حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد سے ہیں یہ لوگ روز اول سے ہی فساد مچاتے رہے ہیں۔ ذوالقرنین بادشاہ نے ایک مفتوح قوم کی درخواست پر دو پہاڑوں کے درمیان ایک دیوار تعمیر کر دی ہے تاکہ یاجوج ماجوج باہر نہ نکل سکیں۔
- ۳۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال اور اس کی فوج کے خاتمہ کریں گے تو اس کے بعد یہ خروج کریں گے اور یہ اتنی کثیر تعداد میں ہوں گے کہ دریاؤں کا پانی پی کر خشک کر دیں ان کی تعداد کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ یہ ۹۹ فیصد ہیں اور مسلمان ایک فیصد ہیں۔
- ۴۔ یاجوج ماجوج مسلسل دیوار توڑ رہے ہیں جب یہ دیوار گرنے کے قریب پہنچ جاتی ہے تو ان کا سردار کہتا ہے باقی کام کل کر لینا۔ دوسرے دن جب پھر دیوار توڑنے کے لیے آتے ہیں تو دیوار پھر پہلے دن جیسی مضبوط ہو جاتی ہے، بالآخر ایک دن کام ختم کرتے وقت ان کا سردار کہے گا، ان شاء اللہ باقی کام کل مکمل کریں گے۔ اگلے دن جب آئیں گے تو دیوار کو کل والی حالت (یعنی جتنی توڑ لی تھی) میں پائیں گے۔ لہذا دیوار توڑ کر باہر نکل آئیں گے۔ بلندیوں سے اترتے ہوئے روئے زمین پر پھیل جائیں گے اور تباہی پھیلائیں گے پھر آسمان کی طرف تیر چلائیں۔ تیر خون میں ڈوبا ہوا واپس آئے گا تو کہیں گے کہ ہم نے آسمان والوں پر بھی غلبہ پالیا۔
- ۵۔ یاجوج ماجوج کہاں رہتے ہیں اس کا کھوج تو نہیں لگایا جاسکا البتہ کچھ کا خیال ہے کہ ان کی شکل و صورت ترکوں جیسی ہے چھوٹی آنکھیں، موٹے چوڑے تہہ دار چہرے، سرخی مائل بھورے بال تاہم کسی خاص قوم کو یا جوج ماجوج قرار نہیں دیا جاسکتا ہے۔
- ۶۔ لوگ ان سے بچنے کے لیے قلعہ بند ہو جائیں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام مسلمانوں کو

لے کر کوہ طور پر چلے جائیں گے۔

۷۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور مسلمانوں کے دعا سے ان کی گردنوں میں ایک کیڑا پیدا ہوگا۔ جس سے یہ سب ہلاک ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ خاص قسم کے پرندے بھیجے گا جو ان کی لاشیں اٹھا کر لے جائیں گے پھر اللہ تعالیٰ بارش برسائیں گے جس سے زمین ان کی بدبو اور تعفن سے بالکل پاک ہو جائے گی۔

### ٹھنڈی ہوا کا چلنا اور ہر مومن کی وفات

جنگوں کے خاتمے اور یا جوج ماجوج کی ہلاکت کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا سے کرہ ارض کی برکتیں لوٹ آئیں گی، ہر طرف خوشحال ہوگی حتیٰ کہ دودھ دینے والے جانور کے دودھ میں اتنی برکت ہوگی کہ پورا قبیلہ ایک پالتو جانور کے دودھ پر کفالت کرے گا۔ اسی طرح اور پھلوں، فصلوں میں بھی بہت زیادہ برکت ہوگی، موذی جانور انسانوں اور پالتو جانوروں کے ساتھ مل کر رہیں گے اور کسی کو نقصان نہیں پہنچائیں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد ایک ٹھنڈی ہوا چلے گی، جس سے تمام اہل ایمان بلکہ جس کے دل میں رتی بھر بھی ایمان ہوگا پر ایک طرح کی غنودگی طاری ہوگی اور اسی میں اس کی روح قبض کر لی جائے گی۔ حتیٰ کہ اگر کوئی مسلمان کسی پہاڑ کی کھوہ یا غار میں بھی ہوگا تو وہ ٹھنڈی ہوا وہاں پہنچ کر اس کی جان نکال لے گی، صرف برے اور بد بخت لوگ باقی رہ جائیں گی اور انہی پر قیامت آئے گی۔

۱۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ایک طویل حدیث میں مذکور ہے:

”حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: پھر اللہ تعالیٰ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو بھیجے گا

ان کی شکل عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی سی ہے۔ وہ دجال کو ڈھونڈیں اور اس کو

مار دیں گے پھر سات برس تک لوگ ایسے ہی زندہ رہیں گے کہ دو شخصوں کے

درمیان عداوت نہ ہو ہوگی۔ پھر اللہ تعالیٰ ایک ٹھنڈی ہوا بھیجیں گے جو شام کی

طرف سے آئے گی۔ زمین پر ایسا کوئی زندہ نہ رہے گا جس کے دل میں رتی بھر بھی ایمان ہوگا (مومن کی روح قبض کر لی جائے گی)، یہاں تک کہ اگر تم میں سے کوئی پہاڑ کی کھوہ میں گھسے گا تو ہوا وہاں بھی پہنچ کر مومن کی جان نکال لے گی۔“

(صحیح مسلم، کتاب الفتن و اشراط الساعة، باب ذکر الدجال)

ب۔ اسی طرح حضرت نواس بن سمان رضی اللہ عنہ سے مروی ایک طویل روایت میں مذکور ہے:

”حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: (یا جوج ماجوج کے خاتمہ کے بعد) زمین کو

حکم ہوگا کہ نباتات اگائے اور اپنی برکت پھیر دے (پھر ایسے پھل پیدا ہوں گے) کہ ایک انار کو کچھ لوگ کھائیں اور اس کے چھلکے سے بنگلہ (محل) سا بنا کر اس کے سائے میں بیٹھیں گے۔ دودھ میں برکت ہوگی اور ایک اونٹنی کا دودھ پوری جماعت کے لیے کافی ہوگا۔ ایک گائے کا دودھ ایک قبیلے (برادری) کے لیے کافی ہوگا جب کہ ایک دودھ دینے والی بکری پورے خاندان کے لیے کافی ہوگی۔ سواسی حالت میں لوگ ہوں گے کہ حق تعالیٰ ایک پاک اور ٹھنڈی ہوا بھیجیں گے جو ان کی بغلوں کے نیچے لگے گی اور اثر کر جائے گی اور ہر مومن اور مسلم کی روح قبض کر لے گی اور برے بذات لوگ باقی رہ جائیں گے جو گدھوں کی طرح زندگی گزاریں گے قیامت انہی لوگوں پر قائم ہوگی۔“

(صحیح مسلم، کتاب الفتن و اشراط الساعة، باب ذکر الدجال)

تین بڑے خسوف (زمین کا پھٹنا)

عَنْ أَبِي حُدَيْفَةَ بْنِ أَسِيدٍ قَالَ إِطَّلَعَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَيْنَا وَنَحْنُ نَتَذَكَّرُ فَقَالَ مَا تَذَكَّرُونَ قَالُوا نَذْكُرُ السَّاعَةَ قَالَ :

إِنَّهَا لَنْ تَقُومَ حَتَّى تَرَوْا قَبْلَهَا عَشْرَ آيَاتٍ فَذَكَرَ الدُّخَانَ  
وَالدَّجَالَ وَالذَّابَّةَ وَطُلُوعَ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا وَنُزُولَ  
عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ وَيَا جُوجَ وَمَا جُوجَ  
وَتَلَاثَةَ خُسُوفٍ خَسْفٌ بِالْمَشْرِقِ وَخَسْفٌ بِالْمَغْرِبِ  
وَخَسْفٌ بِجَزِيرَةِ الْعَرَبِ وَآخِرُ ذَلِكَ نَارٌ تَخْرُجُ مِنَ الْيَمَنِ  
تَطْرُدُ النَّاسَ إِلَى مَحْشَرِهِمْ.

(صحیح مسلم، کتاب الفتن و اشراط الساعة)

حضرت حذیفہ بن اسید غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

”حضور نبی کریم ﷺ برآمد ہوئے ہم پر اور ہم قیامت کے بارے میں باتیں  
کر رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم کیا باتیں کر رہے تھے ہم نے کہا قیامت  
کا ذکر کر رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: قیامت اس سے پہلے قائم نہ ہوگی  
جب تک دس نشانیاں اس سے پہلے نہ دیکھ لو گے۔“

پھر ذکر کیا: (۱) دھوئیں کا (۲) دجال کا (۳) زمین سے جانور نکلنے کا  
(۴) سورج کا مشرق سے نکلنے کا (۵) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا  
(۶) یاجوج ماجوج کے خروج کا اور تین جسف ہوں گے (زمین میں دھنسا)  
(۷) ایک مشرق میں (۸) دوسرا مغرب میں (۹) تیسرا جزیرۃ العرب میں  
(۱۰) سب سے آخر میں یمن میں آگ نکلے گی جو لوگوں کو محشر کی طرف لے  
جائے گی (یعنی محشر شام کی زمین ہے)۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:



”میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے سنا: آپ فرماتے تھے کہ ایک آدمی بیت میں پناہ لے گا، جس کی طرف (گرفتاری کے لئے) ایک لشکر پیش قدمی کرے گا، جب وہ لشکر مدینے کے قریب بیدا (ایک جگہ کا نام) کے مقام پر پہنچے گا تو زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! اس بندے کے بارے میں کیا حکم ہے جو اس (خروج) کو ناپسند کرتا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اسے بھی لشکر کے ساتھ ہی دھنسا دیا جائے گا، لیکن قیامت کے روز وہ اپنی نیت کے مطابق اٹھایا جائے گا۔“

(صحیح مسلم، کتاب الفتن واثراط الساعة، باب الخسف بالحیث الذی یوم البیت)

### وضاحت:

- ۱۔ زمین میں دھنسنے کے تین واقعات ہوں گے ایک مشرق میں ایک مغرب میں اور ایک جزیرۃ العرب میں۔ جزیرۃ العرب کا نصف مدینہ منورہ کے قریب مقام بیداء میں ہوگا جب ایک لشکر امام مہدی کی گرفتاری کے لیے آئے گا اور مقام بیداء پر دھنسا دیا جائے گا۔
- ۲۔ زمین میں دھنسنے کے جزوی واقعات گزشتہ صدیوں میں بھی رونما ہو چکے ہیں۔

### سورج کا مغرب سے طلوع ہونا

۱۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا فَإِذَا رَأَاهَا النَّاسُ آمَنَ مَنْ عَلَيْهَا فَذَاكَ حِينٌ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ.

(صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب لا ینفع نفسا ایمانها)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

”حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک سورج مغرب سے نہ نکلے گا۔ جب لوگ یہ نشانی دیکھیں گے تو سارے زمین والے ایمان لے آئیں گے مگر اس وقت ان کا ایمان لانا ان کو کچھ فائدہ نہ دے گا۔ جیسے آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی (لا ینفع نفساً ایمانها لم تکن امنّت من قبل) یعنی اس وقت ایمان لانا کسی کو نفع نہ دے گا جو اس سے پہلے ایمان نہ لایا ہوگا۔“

ب۔ حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

”سورج کے غروب ہونے پر حضور نبی کریم ﷺ نے مجھ سے پوچھا کہ تمہیں معلوم ہے کہ یہ سورج کہاں جاتا ہے۔ میں نے عرض کیا! اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ عرش کے نیچے پہنچ کر سجدہ کرتا ہے اور پھر دوبارہ طلوع ہونے کی اجازت مانگتا ہے، اس اجازت دے دی جاتی ہے۔ پھر وہ دن بھی قریب ہے جب سورج سجدہ کرے گا تو اس کا سجدہ قبول نہ ہوگا اور اجازت مانگے گا تو اجازت نہ دی جائے گی بلکہ اسے کہا جائے گا کہ جہاں سے ہے، وہیں واپس لوٹ جا، چنانچہ اس دن سورج مغرب سے ہی طلوع ہوگا۔ اس آیت

وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَهَا میں اسی طرف اشارہ ہے۔

(صحیح بخاری، کتاب بدء الخلق، باب صفة الشمس والقمر)

زمین سے جانور کا خروج

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ أَخْرَجْنَا لَهُمْ دَابَّةً مِّنَ الْأَرْضِ  
تُكَلِّمُهُمْ أَنَّ النَّاسَ كَانُوا بِآيَاتِنَا لَا يُوقِنُونَ ۝

(سورة النمل: ۸۲)

ترجمہ: ”اور جب ہماری بات پوری ہونے کا وقت آ جائے گا تو ہم زمین سے ان کے لیے ایک جانور نکالیں گے جو ان سے باتیں کرے گا اور کہے گا کہ لوگ ہماری آیتوں پر یقین نہیں کرتے تھے۔“

احادیث نبوی ﷺ:

۱- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ حَفِظْتُ مِنْ رَسُولِ  
اللَّهِ ﷺ حَدِيثًا لَمْ أَنْسَهُ بَعْدَ مَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ  
يَقُولُ إِنَّ أَوَّلَ الْآيَاتِ خُرُوجًا طُلُوعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا  
وَخُرُوجُ الدَّابَّةِ عَلَى النَّاسِ ضُحَى وَآيُهُمَا كَانَتْ قَبْلَ  
صَاحِبَتِهَا فَأَلَا خُرَى عَلَى إِثْرِهَا قَرِيبٌ.

(صحیح مسلم، کتاب الفتن و اشراط الساعة)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

”میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے ایک حدیث یاد کر رکھی ہے جس کو میں کبھی نہیں بھولا۔ آپ ﷺ فرماتے تھے: قیامت کی نشانیوں میں سب سے پہلے سورج کا مغرب سے نکلنا ہے اور چاشت کے وقت زمین سے جانور کا نکلنا لوگوں پر ہے۔ ان دونوں نشانیوں میں سے جو پہلے ہوگی دوسری نشانی بھی اس کے فوراً بعد ظاہر ہو جائے گی۔“

ایک طویل حدیث کا حصہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

”حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: چھ چیزوں کے ظہور ہونے سے قبل نیک اعمال کرنے میں جلدی کر لو (جن میں ایک): جانور نکلنے سے قبل ہے۔“  
(صحیح مسلم، کتاب الفتن و اشراط الساعة)

خروج الدخان (دھواں کا نکلنا)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُّبِينٍ ۝ يَغْشى النَّاسَ  
هَذَا عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝

(سورة الدخان: ۱۱-۱۲)

ترجمہ: ”آپ اس دن کا انتظار کریں جب آسمان دھواں ظاہر کرے گا اور وہ لوگوں پر چھا جائے گا، یہ دردناک عذاب ہے۔“

حدیث (طویل حدیث کا حصہ)

۱- عَنْ حُدَيْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِنَّهَا لَنْ تَقُومَ  
حَتَّى تَرُونَ قَبْلَهَا عَشْرَ آيَاتٍ فَذَكَرَ الدُّخَانَ.

(صحیح مسلم، کتاب الفتن و اشراط الساعة)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

”حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت ہرگز قائم نہ ہوگی جب تک کہ تم قیامت کی دس علامات نہ دیکھ لو پھر ان کا ذکر کیا (جن میں سے) ایک دھواں کا ظاہر ہونا ہے۔“

ب۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

”حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اپنے اعمال نیک کرنے میں جلدی کر لو چھ نشانیوں کے ظہور سے ہونے قتل۔ (ان میں سے ایک) علامت دھواں نکلنے سے پہلے ہے۔“ باقی پانچ (دجال، زمین سے جانور نکلنا، سورج کا مغرب سے نکلنا، موت)۔  
(صحیح مسلم، کتاب الفتن و اشراط الساعة)

### بیت اللہ کی پامالی

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَالَ يُخَرَّبُ  
الْكَعْبَةَ ذُو السُّوَيْقَتَيْنِ مِنَ الْحَبَشَةِ.

(صحیح البخاری، کتاب المناسک، باب قول اللہ تعالیٰ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ میں مروی ہے کہ:

”حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت کے قریب ایک چھوٹی پنڈلیوں والا (حقیر) حبشی کعبے کو ویران کر دے گا۔“

(ب) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

”حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: گویا میں بیت اللہ کو گرانے والے کو دیکھ رہا ہوں کہ ایک کالا حبشی (چھوٹی ٹانگوں والا) اس کا ایک ایک پتھر اکھیڑ رہا ہے۔“  
(صحیح البخاری، کتاب المناسک، باب قول اللہ تعالیٰ)

(ج) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

”حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یاجوج ماجوج کے بعد بھی خانہ کعبہ کا حج اور عمرہ ہوتا رہے گا۔“

(صحیح البخاری، کتاب المناسک، باب قول اللہ تعالیٰ)

وضاحت: بیت اللہ کی پامالی قیامت کی آخری نشانیوں میں سے ہے۔

یا جوج ماجوج کے بعد بھی حج بیت اللہ اور عمرہ ہوتا رہے گا اور جب ٹھنڈی ہوا سے مسلمان وفات پا جائیں گے تو پھر اس کے بعد حبشی چھوٹی ٹانگوں والا خانہ کعبہ کو ڈھا دے گا بعض روایتوں میں ہے کہ خانہ کعبہ کے تمام خزانے لوٹ لے گا حتیٰ کہ خانہ کعبہ کا غلاف بھی اتار لے گا۔

### مدینہ منورہ ویران ہو جائے گا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

”حضور نبی کریم ﷺ کو میں نے فرماتے ہوئے سنا: تم لوگ مدینہ منورہ کو خیر اور بھلائی میں چھوڑ جاؤ گے پھر (آخری وقت میں) وحشی جانور اور درندے وہاں بسنے لگیں گے۔ قبیلہ مزینہ کے دو چرواہے (قیامت کے قریب) مدینہ منورہ سے اپنی بکریاں لینے آئیں گے تو وہاں سب کے سب وحشی جانور ہی ملیں گے (واپس پلٹ کر) جب ثنیۃ گھاٹی میں جائیں گے تو (قیامت قائم ہونے یا خوف کے باعث) منہ کے بل گریں گے۔“

(صحیح البخاری، فضائل المدینۃ المنورہ، باب من رغب عن المدینۃ)

### قیامت بدترین لوگوں پر قائم ہوگی

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے انتقال کے بعد ایک ٹھنڈی ہوا کے چلنے سے اہل ایمان کو موت آ جائے گی، صرف برے اور بدذات لوگ باقی رہ جائیں گے۔ مردوں کی اکثریت جنگوں میں ہلاک ہو چکی ہوگی اور ایک مرد پچاس پچاس عورتوں کی خبر گیری کرے گا۔ اس زمانے میں مرد عورتوں کے لئے نایاب چیز ہوگا، جسے وہ سنبھال کر رکھیں گی تاکہ ان سے تسکین اور راحت میسر رہے۔ شیطان لوگوں کو آ کر بتوں کی پوجا کی تلقین کرے گا۔ روایتوں میں ہے بدکاری بہت بڑھ

جائے گی اور سر راہ جانوروں کی طرح زنا کریں گے۔ فضول اور بے کار لوگ رہ جائیں گے اور اللہ تعالیٰ کو ایسے لوگوں کی کوئی پروا نہ ہوگی۔

(۱) عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى لَا يُقَالَ فِي الْأَرْضِ "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" -

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب ذهاب الایمان فی آخر الزمان)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

”رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ

زمین پر ایک بھی ”لا الہ الا اللہ“ کہنے والا باقی نہ رہے گا۔“

ب۔ حضرت مرداس اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

”حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت کے قریب نیک لوگ

ایک ایک کر کے اٹھ جائیں گے باقی کچرے اور بھوسے کی طرح ردی لوگ رہ جائیں گے جن کی اللہ تعالیٰ کو کوئی پروا نہ ہوگی۔“

(صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب ذهاب الصالحین)

ج۔ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

”حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اسلام اسی طرح پرانا ہو جائے گا جس طرح

کپڑے پر نقش و نگار پرانے ہو جاتے ہیں۔ روزہ، نماز، صدقہ، قربانی جاننے والا

کوئی نہ ہوگا اور کتاب اللہ ایک ہی رات میں غائب ہو جائے گی۔ اس کی ایک بھی

آیت باقی نہ رہے گی۔ (یعنی حرف اٹھا لیے جائیں گے اور سفید کاغذ رہ جائے گا)

بس کچھ لوگوں کے گروہ ایسے رہ جائیں گے جن کے بڑے بوڑھے مرد اور بوڑھی

عورتیں کہیں گی ہم نے اپنے باپ دادا کو لا الہ الا اللہ کہتے سنا تھا لہذا ہم بھی اس لیے کہہ

رہے ہیں۔“

(ابن ماجہ، کتاب الفتن، باب ذہاب القرآن والعلم)

## آگ کا نکلنا

قیامت کی یہ آخری علامت ہے:

(۱) عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: سَتَخْرُجُ نَارٌ مِنْ حَضْرَمَوْتَ أَوْ مِنْ نَحْوِ بَحْرِ حَضْرَمَوْتَ قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ تَحْشُرُ النَّاسَ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَمَا تَأْمُرُنَا؟ فَقَالَ: عَلَيْكُمْ بِالشَّامِ.

(ترمذی، کتاب الفتن، باب لا تقوم الساعة حتى تخرج نار من قبل الحجاز)

حضرت سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ: ”حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت سے پہلے ایک آگ حصر موت یا بحر حصر موت سے نکلے گی جو لوگوں کو جمع کرے گی۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: پھر آپ اس بارے میں کیا حکم فرماتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا: تم لوگ شام میں سکونت اختیار کر لینا۔“

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ يُحْشَرُ النَّاسُ عَلَى ثَلَاثِ طَرَائِقَ رَاغِبِينَ وَائْتِنَانَ عَلَى بَعِيرٍ وَثَلَاثَةَ بَعِيرٍ وَأَرْبَعَةَ عَلَى بَعِيرٍ وَعَشْرَةَ عَلَى بَعِيرٍ وَيُحْشَرُ بِقِيَّتِهِمُ النَّارُ تَقِيلُ مَعَهُمْ حَيْثُ قَالُوا وَتَبِيتُ مَعَهُمْ حَيْثُ بَاتُوا وَتُصْبِحُ مَعَهُمْ حَيْثُ أَصْبَحُوا وَتُمْسِي مَعَهُمْ حَيْثُ أُمَسُوا

(صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب کیف الحشر)



حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

”حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: حشر کے لیے لوگوں کے تین فرقے ہوں گے۔ ایک فرقہ تو رغبت کے ساتھ انجام سے ڈرتا ہوگا۔ دوسرا فرقہ، ایک اونٹ پر دو دو، تین تین، چار چار، بلکہ دس دس آدمی بیٹھ کر نکلیں گے اور تیسرے فرقے کو آگ جمع کر کے نکلے گی۔ وہ آگ (عجیب ہوگی) جہاں پر یہ لوگ دوپہر کو آرام کریں گے آگ بھی ٹھہر جائے گی، اور جہاں رات کریں گے وہاں آگ بھی ٹھہر جائے گی، صبح کو بھی آگ ان کے ساتھ ہی ہوگی (حتیٰ کہ ان کو محشر میں پہنچا کر چھوڑے گی)۔“





## اُمت مسلمہ کا بحران

اسلامی تاریخ سے واقفیت رکھنے والے اس امر سے آگاہ ہیں کہ ظہورِ اسلام کے وقت دُنیا میں دو ادیان الہی (یہودیت، عیسائیت) کے پیروکاروں کے باوجود انسانیت جہالت، غلامی اور ظلم و استبداد کی چکی میں پس رہی تھی۔ حضور نبی اکرم ﷺ خاتم النبیین مبعوث ہوئے اور آپ ﷺ پر آخری کتاب الہی (قرآن مجید) نازل ہوئی۔ چنانچہ آپ ﷺ کی حیات طیبہ میں اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات کے طور پر دنیا کے سامنے آیا اور لوگوں نے اسلام میں داخل ہو کر اپنی زندگیاں سنوار لیں۔

خلفائے راشدین کے دور میں اس وقت کی دو سپر پاورز ایران اور روم جزیرۃ العرب سے اٹھنے والے اس عظیم انقلاب کی تاب نہ لاتے ہوئے عرب کے بادیہ نشینوں کے ہاتھوں نیست و نابود ہو گئیں۔ ملوکیت، ظلم و جبر اور غلامی کی زنجیروں میں جکڑی ہوئی انسانیت کو نجات ملی اور لوگوں نے انسانیت کی بھلائی اور روحانی بالیدگی کا درس کلیساؤں میں بیٹھے راہبوں کے بجائے عرب کے حدی خوانوں سے لینا شروع کر دیا۔

خلفائے راشدین اور شورائی نظام کے تحت مسلمانوں کا نظام سلطنت احسن اور درست راستے پر گامزن رہا، لیکن ۶۱ھ میں اسلامی مملکت میں بھی ملوکیت داخل ہوئی۔ بنو امیہ ۱۳۲ھ تک برسر اقتدار رہنے کے بعد باہمی جدال و قتال اور بغاوتوں کے باعث بنو عباس کے ہاتھوں قصہ پارینہ ہو گئے۔ بنو عباس کے ابتدائی حکمران اچھے ثابت ہوئے اور مسلمانوں نے عسکری دینی

اور دنیوی علوم میں پیش بہا ترقی کی۔ آگے چل کر صلیبی جنگوں، باہمی آویزشوں، عیش پرستی اور تاتاریوں کی یلغار نے بنو عباس کا اقتدار انتہائی کمزور کر دیا۔

بنو عباس کی کمزور خلافت کے دوران ہی ترکوں نے طاقت پکڑ لی۔ جذبہ جہاد سے سرشار ترکوں نے سلطان محمد فاتح کی زیر قیادت قسطنطنیہ فتح کر لیا۔ بنو عباس کے کمزور خلیفہ نے ۹۳۳ھ میں خلافت کا بار مع امتیاز و اختیارات آل عثمان (ترکوں) کو سونپ دیا۔ آل عثمان کے ابتدائی حکمران بھی انتہائی زیرک تھے اور انہوں نے مشرقی یورپ کی چھوٹی چھوٹی ریاستوں کو زیر نگین کر کے مملکت اسلامیہ میں شامل کر لیا۔

سولہویں اور سترہویں صدی عیسوی میں یورپ میں ترقی نے انگریزی لی، جبکہ اسی دوران میں مسلمان تنزل کا شکار ہوئے۔ اہل مغرب نے اقتصادی تعلیمی اور عسکری میدانوں میں مسلمانوں کو مات دے دی۔ چنانچہ ۸۹۷ھ میں اندلس میں مسلمانوں کے آٹھ سو سالہ دور اقتدار کا سورج ہمیشہ کے لئے غروب ہو گیا۔ پرتگیزیوں، فرانسیسیوں اور انگریزوں نے اٹھارویں اور انیسویں صدی عیسوی میں اپنی بحری طاقت کے بل بوتے پر مسلم ریاستوں کو یکے بعد دیگرے اپنی کالونیاں بنا لیا۔ ۱۸۵۷ء میں ایسٹ انڈیا کمپنی نے مغلوں کے اقتدار کا خاتمہ کر کے برصغیر کو بھی مملکت برطانیہ میں شامل کر لیا۔ ملوکیت کی جملہ خرابیوں اور اہل مغرب کی تیز رفتار ترقی کے باعث اسلامی خلافت کی حالت مرد بیمار کی سی ہو گئی۔ عیسائیوں کی شاندار ترقی کو خلیفۃ الاسلام اور دیگر مسلم ریاستوں کے حکمرانوں اور علمائے دین نے اپنی آنکھوں سے دیکھنے کے باوجود عبرت حاصل نہ کی اور محض تنگ نظری اور قدامت پسندی کی بنیاد پر مغربی طرز حکومت، نظام عدل اور نظام تعلیم کے متبادل کوئی نظام پیش کرنے سے قاصر رہے۔

### بیسویں صدی کا آغاز اور طوقِ غلامی

اسلام کی ۱۳۰۰ سالہ تاریخ میں کئی بار مسلمانوں کو نازک سے نازک حالات سے گزرنا

پڑا۔ فتنہ ارتداد، صلیبی جنگوں اور تاتاریوں کے طوفانِ بلاخیز نے اُمتِ مسلمہ کی بنیادیں ہلا کر رکھ دیں۔ لاکھوں مسلمان شہید کر دیئے گئے، لیکن ابھی مسلمانوں میں ذہنی اور فکری لحاظ سے دم خم تھا، جبکہ بعض ایسے جری مسلمان سپہ سالار بھی پیدا ہوتے رہے جنہوں نے اپنی ذہانت اور انفرادی مہارت و بہادری کے بل بوتے پر اُمتِ مسلمہ کی ناؤ کو ڈوبنے نہ دیا اور امتِ مسلمہ مزید پانچ سو سال نکال گئی۔

اگرچہ اُمتِ مسلمہ کے زوال کے اسباب تو بہت ہیں، تاہم خلفائے راشدین کے شورائی نظام کی بجائے ملوکیت، باہمی جدال و قتال، بغاوتیں، علمائے سوء کی حکمرانوں کے لئے خوشنودی، مطلق العنانی، علمائے حق کی گوشہ نشینی، شخصیت اور اسلاف پرستی، ماضی کے اکابرین اور مسلمان سپہ سالاروں کے کارناموں پر خوش ہونا اور خود مسلمانوں کا حال اور مستقبل کی فکر نہ کرنا، جہاد و اجتہاد کا فقدان، اسلام اور عیسائیت میں تصادم، تاتاریوں کی یورشیں، سرکاری سطح پر جدید تعلیم کی عدم سرپرستی، امر بالمعروف و نہی عن المنکر سے بے رغبتی، علمائے حق کی حوصلہ شکنی، عیسائیوں کی صنعتی، تعلیمی اور عسکری میدان میں ترقی، مغربی طرز سیاست اور اشتراکیت کے مقابلے میں مسلم حکمرانوں اور علمائے حق کا متبادل نظام پیش کرنے سے قاصر رہنا اور عیش پرست حکمرانوں کی رقص و سرود میں دلچسپی قابل ذکر ہیں۔

### اور خلافت ٹوٹ گئی

یورپ کی صنعتی اور عسکری میدان میں شاندار کامیابیوں اور مسلمان حکمرانوں کے باہمی نفاق کے باعث اسلامی مملکتیں بتدریج برطانیہ، فرانس اور روس کے ہاتھوں مفتوح ہوتی چلی گئیں۔ انگریزوں نے عربوں کو ترکوں کے خلاف اُکسایا کہ خلافت محض عربوں (قریش) کا حق ہے جو غصب کیا گیا ہے، لہذا عربوں کی بغاوت اور خانہ جنگیوں نے رہی سہی کسر نکال دی۔ جنگِ عظیم اول میں ترکی نے جرمنی کا ساتھ دیا، اتحادیوں کی فتح اور جنگِ عظیم کے خاتمے پر عیسائیوں نے

ترکی کے حصے بخرے کر دیئے۔

اسی دوران میں مصطفیٰ کمال پاشا نے بغاوت کردی جو کامیاب رہی اور ۱۹۲۲ء میں اس نے حکومت پر قبضہ کر لیا اور ۱۹۲۳ء میں باقاعدہ طور پر اسلامی خلافت کا خاتمہ کر دیا گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ کے تبرکات مقدسہ استنبول کے عجائب گھر کی زینت بن گئے۔ خلافت ٹوٹنے سے آج تک خلیفۃ الاسلام کا نام لئے بغیر جمعہ کا خطبہ پڑھا جا رہا ہے اور مسلمان ہنوز اس پر رنجیدہ اور غم ناک ہیں۔

خیر و شر کا وہ توازن جو ازل سے قائم رہا، خلافت ٹوٹنے اور اسلامی ممالک عیسائیوں کے قبضے میں آنے کے باعث غیر متوازن ہو گیا۔ بیسویں صدی کے آغاز میں ہی وہ وقت بھی آیا کہ تقریباً تمام اسلامی ریاستیں اور مملکتیں مکمل طور پر عیسائیوں کے قبضہ میں چلی گئیں۔ مسلمان کثیر آبادی اور تعداد میں ہونے کے باوجود بے وقعت ہو گئے۔ عیسائیوں اور دوسری غیر مسلم اقوام کے مقابلے میں ان کی حیثیت پانی پر تیرتے ہوئے تنکوں سے زیادہ نہ رہی۔ مسلمانوں کی یہ حالت علامات قیامت کی طرف دلالت کرتی ہے، جس طرح حضور نبی اکرم ﷺ نے ۱۴۰۰ سال پہلے اپنی امت کو اس سے باخبر کیا تھا۔

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

”حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قریب ہے کہ تم پر دنیا کی اقوام چڑھ دوڑیں گی (تمہیں ختم کرنے کے لئے) جس طرح بھوکے کھانے کے برتن پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔ صحابہ کرامؓ نے دریافت کیا، کیا ہم اس وقت تعداد میں کم ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں بلکہ تم اُس زمانہ میں بہت کثرت میں ہو گے، لیکن تمہاری حیثیت سیلاب کے پانی کے اوپر چھائے ہوئے جھاگ (کوڑے تنکے جو سیلاب کے پانی پر کثیر تعداد میں ہوتے ہیں) کی طرح ہوگی اور اللہ تعالیٰ تمہارے دشمنوں کے سینوں (دلوں) سے تمہاری ہیبت اور دبدبہ

نکال دے گا اور اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں میں وہن ڈال دے گا۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ وہن کیا چیز ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا، ”دُنیا سے محبت اور موت سے نفرت۔“

(سنن ابوداؤد، کتاب الملاحم)

## اُمت مسلمہ کی بیداری

بیسویں صدی کی ابتدائی دہائیوں تک تقریباً پوری اُمت مسلمہ غلامی کی زنجیروں میں جکڑی جا چکی تھی۔ برطانیہ کی سلطنت میں سورج غروب نہ ہوتا تھا۔ فرانس براعظم افریقہ پر چھایا ہوا تھا، جبکہ روس نے سنٹرل ایشیا کی تمام اسلامی ریاستوں میں اپنے نیچے گاڑ دیئے تھے۔ مسلمانوں کی اس غلامی اور ذلت و رسوائی کے دور میں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب محمد ﷺ کی اُمت پر رحم فرمایا اور دو ایسی نابغہ روزگار ہستیاں پیدا فرمائیں، جنہوں نے مسلمانوں کی بیداری کا بیڑہ اٹھایا۔ بلاشبہ انہیں دورِ جدید کے مجددین کہا جاسکتا ہے۔

جمال الدینؒ افغانی نے اُمت مسلمہ کو غفلت کی نیند سے بیدار کرنے کے لئے مصر، افغانستان، برصغیر، ترکی، عرب اور افریقہ کی مسلم ریاستوں کے دورے کئے۔ مسلمانوں کو تنگ نظری اور قدامت پسندی چھوڑنے اور مغربی طرزِ سیاست کو سمجھنے کی طرف مائل کیا۔ انہوں نے ملوکیت کو جملہ خرابیوں کی جڑ قرار دیتے ہوئے اسے چھوڑنے اور دورِ جدید کے تقاضوں کو سامنے رکھتے ہوئے قرآن و سنت کی روشنی میں عیسائیوں اور مغربی اقوام کے مقابلے میں متبادل شورائی نظام اپنانے پر زور دیا۔

اس دور کے علماء نے جمال الدینؒ افغانیؒ کو مغرب سے متاثر و مرعوب شخص قرار دیتے ہوئے ان کی مخالفت کی، تاہم مسلمانوں کی نوجوان نسل ان سے بے حد متاثر ہوئی۔ آگے چل کر مسلم ریاستوں میں جتنی بھی آزادی کی تحریکیں اُٹھیں ان کی بنیاد جمال الدینؒ افغانی کے افکار و نظریات ہی تھے۔

امت مسلمہ کے دوسرے رہنما ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ ہیں، جنہیں مفکر اسلام اور شاعر مشرق جیسے ناموں سے یاد کیا جاتا ہے۔ علامہ اقبالؒ نے مسلمانوں کو ان کا شاندار ماضی یاد دلاتے ہوئے خوابِ غفلت سے جھنجھوڑا۔ عہد حاضر کے تمام نظاموں (قومیت، آمریت، مزدکیت، فسطائیت اور اشتراکیت) کو رد کرتے ہوئے نوجوان نسل کو کتاب و سنت کی طرح رجوع کرنے کی تلقین کی۔

علامہ اقبالؒ نے مسلمانوں کو اپنی تقدیر خود بنانے اور سنوارنے کی تعلیم دی، کیونکہ:

إِنَّ اللَّهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

آپ نے مسلمانانِ عالم اور بالخصوص برصغیر کے مسلمانوں میں بیداری کی روح پھونک دی، جس کے نتیجے میں بلادِ اسلامیہ میں تحریکیں زور پکڑ گئیں۔ بالآخر یورپی اقوام کو مسلم ریاستوں کو یکے بعد دیگرے آزادی دینا پڑی۔

### خیر اور شر کی دونی ریاستوں کا قیام

ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ کی مساعی اور برصغیر کے مسلمانوں کو قائد اعظم محمد علی جناح کی صورت میں ایک عظیم رہنما میسر آنے کے سبب ۱۴- اگست ۱۹۴۷ء کو دنیا میں ایک عظیم اسلامی مملکت پاکستان کا قیام عمل میں آیا جس کی بنیاد لا اِلهَ اِلَّا اللهُ پر رکھی گئی۔ قیام پاکستان سے ایک سال قبل ۱۹۴۶ء میں مصر میں منعقد ہونے والی مسلم رہنماؤں کی کانفرنس میں قائد اعظم نے کہا تھا:

”ہم ایسی اسلامی ریاست (پاکستان) قائم کرنا چاہتے ہیں جو اسلام کا قلعہ ثابت ہو، چنانچہ آنے والے حالات نے ثابت کیا کہ پاکستان واقعی اسلام کا قلعہ ہے۔ صنعتی اور عسکری میدان میں مسلم دنیا میں کوئی بھی اسلامی ملک پاکستان کے ہم پلہ نہیں، جبکہ تمام اسلامی ریاستوں کے لئے پاکستان کے عوام اور حکمرانوں کی اخلاقی، خارجہ پالیسی اور عسکری میدان میں مدد اور تعاون کی خدمات شاندار ہیں۔“



قرآن مجید اور علوم اسلامیہ سے واقفیت رکھنے والے اس سے بخوبی آگاہ ہیں کہ یہودی (بنی اسرائیل) نافرمانیوں، انبیاء کرام سے بدسلوکی اور قتل کے باعث اللہ تعالیٰ کی دھتکاری ہوئی قوم ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے بھی امت مسلمہ کو یہودیوں کی سازشوں سے خبردار کیا ہے۔ یہ بدترین قوم ہمیشہ تخریب کارانہ ذہن اور فساد فی الارض میں مصروف رہی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

(الف) وَإِذْ تَأَذَّنَ رَبُّكَ لِيُبْعَثَنَّ عَلَيْهِمْ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ مَنْ

يَسُوُّهُمْ سُوءَ الْعَذَابِ ۗ إِنَّ رَبَّكَ لَسَرِيعُ الْعِقَابِ ۗ

(سورة الاعراف: ۱۶۷)

ترجمہ: ”اور یاد کرو جبکہ اعلان کیا تمہارے رب نے کہ وہ ضرور بھیجتا رہے گا برابر ایسے لوگ ان (بنی اسرائیل) پر جو کہ ان کو بدترین عذاب دیں گے۔ بے شک اللہ تعالیٰ سزا دینے میں بڑا تیز دست ہے۔“

(ب) ضَرَبْتُ عَلَيْهِمُ الدِّلَّةَ أَيْنَ مَا تَفْتَوُوا إِلَّا بَحْبَلٍ مِّنَ اللَّهِ

وَ حَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ وَ بَاءٌ وَ ابْغَضِبُ مِّنَ اللَّهِ وَ ضَرَبْتُ عَلَيْهِمُ

الْمَسْكَنَةَ ۗ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَانُوا يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ

وَيَقْتُلُونَ الْأَنْبِيَاءَ بِغَيْرِ حَقِّ ۗ ذَٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَ كَانُوا

يَهْتَدُونَ ۝

(سورة آل عمران: ۱۱۲)

ترجمہ: ”یہ (بنی اسرائیل) جہاں کہیں بھی پائے گئے ان پر ذلت کی مار پڑی، کہیں اللہ تعالیٰ اور کہیں انسانوں کے ذمہ میں انہیں پناہ مل گئی تو یہ اور بات

ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے غضب میں گھر چکے ہیں اور ان پر محتاجی ڈال دی گئی ہے۔ یہ اس لئے کہ وہ انکار کیا کرتے تھے اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا اور قتل کر دیتے تھے ناحق انبیاء کرام کو۔ یہ اس وجہ سے کہ انہوں نے نافرمانی کی اللہ تعالیٰ کی اور حد سے نکل گئے تھے۔“

اللہ تعالیٰ کی عتاب زدہ یہ قوم کبھی بھی اپنی ریاست قائم نہ کر سکی۔ عیسائیوں کے ظلم و جبر کی وجہ سے کبھی یہودیوں نے مسلمانوں کے ہاں پناہ لی اور کبھی یہ کسی عیسائی حکمران کی بدولت بچتے رہے۔ جنگ عظیم اول کے خاتمے پر عیسائیوں (بالخصوص امریکہ اور برطانیہ) نے باقاعدہ سازش کے ذریعے امریکہ اور یورپ سے یہودیوں کو نکال کر ارض فلسطین میں آباد کرنے کا منصوبہ بنایا۔ اس سلسلے میں یہودی تنظیموں نے بھی بلاشبہ فعال کردار ادا کیا۔

تاریخ میں یہودیوں کی آزاد ریاست کے قیام کے سلسلے میں ”اعلان بالفور“ (Balfour Declaration) اہم قدم قرار دیا جاتا ہے۔ یہودیوں کی فلسطین میں آباد کاری کا عمل شروع ہو گیا جو بالآخر ۱۹۴۸ء میں شرکی نئی ریاست ”اسرائیل“ کے قیام پر منتج ہوا۔ عیسائیوں کا مقصد یہودیوں کی اس ریاست کو عسکری اعتبار سے طاقتور بنا کر عربوں پر مسلط کرنا تھا۔

لیکن اللہ تعالیٰ نے شرکی اس طاقت سے نپٹنے کا سامان قیام پاکستان کی صورت میں ایک سال پہلے ہی یعنی ۱۹۴۷ء میں کر دیا۔ ان شاء اللہ جب تک دُنیا کے خطے پر پاکستان کا وجود قائم ہے، اسرائیل اپنی قومی اسمبلی کی عمارت کے ماتھے پر سجائے گئے خاکے (وہ نقشہ جس میں خیبر اور مدینہ منورہ کو یہودی ریاست کا حصہ قرار دیا گیا ہے) میں رنگ نہیں بھر سکتا۔

### دُنیا کی نئی سپر پاور اور امت مسلمہ

برا عظیم امریکہ، یورپ کے جہاز رانوں نے دریافت کیا تھا۔ یورپ کے لوگ وہاں جا بسے اور مقامی آبادی کو غلام بنا لیا۔ ان میں سے ایک خطہ (امریکہ) حکومت برطانیہ کی کالونی بنا

جو بعد میں آزاد ریاست کی حیثیت اختیار کر گیا۔ جنگ عظیم اول نے یورپی ممالک کو اقتصادی لحاظ سے کمزور کر دیا، اسی دوران امریکہ اقتصادی اور عسکری لحاظ سے ایک مضبوط ملک کے طور پر ابھرا۔ جنگ عظیم دوم میں امریکہ نے اتحادیوں کا ساتھ دیا۔ ایٹم بم کی ایجاد کے بعد امریکہ نے اپنے توسیع پسندانہ عزائم کی بنیاد پر ۱۹۴۵ء میں جاپان کے دو شہروں ہیروشیما اور ناگاساکی پر ایٹم بم گرا دیئے جس سے لاکھوں افراد لقمہ اجل بنے۔ جرمنی اور جاپان کو شکست ہو گئی اور اتحادی فتح سے ہمکنار ہوئے۔

جنگ عظیم دوم اقتصادی اور معاشی لحاظ سے غلبہ حاصل کرنے کے لئے لڑی گئی تھی۔ اس مہیب اور خوفناک جنگ کے نتیجے میں برطانیہ، فرانس روس اور دیگر اتحادی ممالک اقتصادی لحاظ سے کمزور ہوئے، جبکہ امریکہ نے اس جنگ کے نتائج سے بھرپور فائدہ اٹھایا۔

۱۹۵۰ء کے عشرے میں دنیا کی سپر پاور کاتاج یورپ سے امریکہ منتقل ہو گیا اسی دوران روس نے بھی اقتصادی اور عسکری میدان میں کامیابیاں حاصل کر لیں اور امریکہ کے ہم پلہ ہو گیا۔ ان دونوں ممالک میں برتری حاصل کرنے کی دوڑ اور دنیا کے دیگر ممالک پر اپنا اثر و رسوخ قائم کرنے کے سلسلے میں باہم سرد جنگ کا آغاز ہو گیا۔ پوری دنیا دو بلاکوں میں تقسیم ہو گئی۔ کپٹلسٹ بلاک اور کیمونسٹ بلاک۔ کئی مزید اتحاد اور تنظیمیں وجود میں آئیں، لیکن امریکہ اور اس کے اتحادیوں کو روس پر واضح برتری حاصل رہی۔

اگرچہ دو عظیم عالمی جنگوں میں لاکھوں، کروڑوں ہلاکتوں کے باعث دنیا میں قیام امن کے لئے اقوام متحدہ (U.N.O) کا قیام عمل میں آیا، لیکن ویٹو پاور پر مخصوص ممالک کی اجارہ داری نے یو این او کو قیام امن کے سلسلے میں عملاً اپاہج بنا کر رکھ دیا۔

۱۹۷۹ء میں روس، افغانستان میں داخل ہو گیا۔ امریکہ اور یورپی ممالک نے پاکستان کی وساطت سے روس کے مقابلے میں افغانوں کو کھڑا کیا۔ اسلحہ کی ترسیل اور مالی مدد سے اس ۱۰ سالہ جنگ میں روس کو شکست ہوئی اور اقتصادی ابتری کے باعث روس ٹوٹ گیا۔ افغان تو

۱۰ اس سالہ جہاد کے ثمرات سے بہرہ ورنہ ہو سکے، تاہم امریکہ کو روس ٹوٹنے سے یہ فائدہ ہوا کہ وہ عسکری اعتبار سے طاقتور ہونے کے باعث دنیا کا بے تاج بادشاہ بن گیا اور پوری دنیا اس کے رحم و کرم پر آگئی۔ ہر ملک بالخصوص تمام مسلم ممالک پر اس نے پالیسیاں زبردستی ٹھونسنی شروع کر دیں، اپنی پالیسیوں پر عمل درآمد کرانا شروع کر دیا، اس طرح ”نیورلڈ“ کا ایجنڈا امت مسلمہ کے لئے تباہی کا سامان لایا۔

عیسائیت میں دو مذہبی فرقے، کیتھولک اور پروٹسٹنٹ اہم ہیں۔ کیتھولک اپنی اعتدال پسندی کے باعث مسلمانوں کے بارے میں اتنے سخت نہیں ہے، جبکہ پروٹسٹنٹ انتہا پسند اور مسلمانوں کے بدترین مخالف اور اپنے افکار اور مذہبی تعلیمات کے باعث یہودیوں کے قریب ہیں۔ یہودیوں اور پروٹسٹنٹوں کا امریکی حکومت اور اس کی خارجہ پالیسیوں پر بہت زیادہ اثر و رسوخ ہے۔ چنانچہ جہاں عیسائی ممالک کی خارجہ پالیسیاں مسلمانوں کو دبانے اور ختم کرنے کے لئے بنائی جا رہی ہیں، وہاں اسرائیل کو بھی مضبوط کیا جا رہا ہے۔ دراصل عیسائی حکمران بھی مذہبی رہنماؤں اور یہودی تنظیموں کے زیر اثر ہیں اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ سرخ خطرہ (روس کا ٹوٹنا) ختم ہونے کے بعد سبز خطرہ (اسلام) نمودار ہو رہا ہے، لہذا وہ اپنی پالیسیاں اسی نقطہ نظر کو سامنے رکھ کر استوار کرتے ہیں۔

### مغربی تہذیب و ثقافت کی یلغار

۱۹۶۰ء کے عشرے تک بیشتر اسلامی ممالک آزاد ہو چکے تھے تاہم ذہنی، فکری اور سماجی لحاظ سے ان نوزائیدہ مسلم ممالک کے حکمرانوں اور عوام نے مغرب کی غلامی میں ہی رہنا پسند کیا۔ یہ غلامی، سیاسی غلامی سے بھی بدتر ہے۔ دیگر مفتوح اقوام کی طرح امت مسلمہ بھی مغربی اقوام کی تہذیب کے سحر سے آزاد نہ ہو سکی اور نہ ہی آزادی کے بعد قرآن و سنت کا نظام ان ممالک میں پورے طور سے نافذ ہو سکا ہے۔

ایک وقت تھا جب مسلمان محلات میں رہتے، حماموں میں نہاتے اور مطالعہ کے لیے لائبریریاں استعمال کرتے تھے۔ صحت مند معاشرہ، شفا خانے، سرائیں، رصد گاہیں، دارالامان، عدل و انصاف الغرض مسلم معاشرہ ہر اعتبار سے بہترین زندگی گزار رہا تھا۔ جب کہ یورپ کے لوگ اس وقت تنگ و تاریک گلیوں میں بسیرا کرتے تھے۔ نہانا گناہ سمجھا جاتا اور کتابیں گرجا گھروں میں زنجیروں سے بندھی ہوتی تھیں۔ بیت المقدس اور قسطنطنیہ پر مسلمانوں کے قبضہ نے عیسائیوں میں مسلمانوں کے خلاف جذبہ انتقام پیدا کر دیا۔ پھر اندلس کے تعلیمی اداروں سے فارغ التحصیل عیسائی نوجوانوں کی بدولت مغرب میں تحریک احیائے علوم چلی اور گویا علم اور تعلیم (Flood of Knowledge) نے پورے یورپ کو نئی زندگی سے روشناس کرایا۔

یورپ ترقی کی راہ پر گامزن ہو گیا جب کہ اسی دور میں مسلمان کا زوال شروع ہو گیا۔ یورپ، جہاں مذہب کے خلاف بات نہ کی جاسکتی تھی وہاں تحریک رومانویت اور تحریک جدیدیت نے عیسائیوں میں مذہب کو ہر شخص کا انفرادی مسئلہ قرار دے کر پس پشت ڈال دیا۔ مذہب کی جگہ سیکولرازم اور ہیومنزم نے لے لی۔ اس طرح یورپ میں مادر پدر آزاد معاشرہ پروان چڑھا۔

یورپ نے عسکری اور جدید ٹیکنالوجی کے میدان میں محیر العقول ترقی کے بل بوتے پر انیسویں صدی اور بیسویں صدی کے آغاز اور جنگ عظیم کے خاتمے تک تقریباً پوری دنیا کو فتح کر ڈالا۔ مغربی اقوام نے جس ملک کو بھی فتح کیا وہاں پر مغربی ثقافت اور کلچر کو بھی فروغ دیا۔

بار بار صلیبی جنگوں میں شکست کھانے، سابقہ سپر پاور اور پرانے حریف ہونے کی وجہ سے مسلمانوں کے خلاف اہل مغرب کا رویہ ہمیشہ سے انتقامی رہا ہے۔ جب کہ مغرب کی جدید طرز سیاست و حکومت اور جدید طرز تعلیم نے مسلمانوں کی طاقت کے کس بل نکال دیئے۔ رہی سہی کسر مغربی معاشرے کی چکا چوندا اور یورپ کی حسیناؤں کی تابنا کیوں نے پوری کر دی۔ عوام الناس تو کیا بڑے بڑے شرفاء اور دینی گھرانے مغربی ثقافت اور کلچر میں رنگے گئے۔

اب نظام حکومت سے عام رہن سہن تک تمام شعبہ ہائے زندگی میں مسلمان

یہود و نصاریٰ کی تقلید کر رہے ہیں۔ مسلم معاشرہ فحاشی، عریانی، سود، شراب، زنا اور دیگر اخلاقی، سیاسی اور اقتصادی برائیوں میں مبتلا ہو چکا ہے۔ مغرب کی ان خباثتوں کو اپنا کر مسلمان قرآن اور سنت سے دور ہو چکے ہیں۔ ذیل میں مغربی تہذیب و ثقافت کے ان عناصر کا مختصر تذکرہ پیش ہے، جو بڑے ٹھنڈے دل و دماغ سے باقاعدہ منصوبہ بندی کر کے پوری امت مسلمہ میں داخل کیے گئے ہیں اور تا حال یہ سلسلہ جاری ہے۔

### قانون اور نظام حکومت

قانون: اسلام میں قانون (کتاب و سنت) تو پہلے سے موجود ہے جو ۱۴۰۰ سال قبل حضور نبی کریم ﷺ نے متعارف فرمایا تھا۔ اس قانون میں تو رد و بدل تا قیامت نہیں ہو سکتا۔ خلاف راشدہ کے بعد ملوکیت کے باوجود قانون (کتاب و سنت) ہی رہا۔ ہر اسلامی حکومت اپنی شخصی کمزوریوں کے باوجود اسی کے مطابق حکومتی امور چلاتی رہی۔ جب سلطنت کے پھیلاؤ اور زمانی اعتبار سے نئے نئے مسائل پیدا ہوئے تو امت مسلمہ کو ایسے امام (امام مالک، امام ابوحنیفہ، امام شافعی، امام احمد بن حنبل) میسر آئے جنہوں نے قرآن و سنت کی روشنی میں نئے جنم لینے والے مسائل کے حل کے لیے اجتہاد کیا اور آج بھی امت مسلمہ ان کے بنائے ہوئے قوانین پر عمل پیرا ہے۔

بعد میں آنے والے ادوار میں قانون کا نفاذ کرنے والے کمزور ثابت ہوئے ان میں اخلاص کی بجائے مفاد پیش نظر رہا۔ گویا کمزوری قانون میں نہیں، حکومتی امور چلانے والوں میں رہی۔

رفتہ رفتہ نوبت یہاں تک آن پہنچی کہ امت مسلمہ کے حکمرانوں نے اپنی خامیاں دور کرنے کی بجائے قانون ہی بدل ڈالا اور مغربی طرزِ جمہوریت کو پسند کیا۔ جس میں اسمبلی قانون سازی کرتی ہے اور اسی کے مطابق حکومتی امور چلائے جاتے ہیں۔ مغربی فکر و تہذیب سے آراستہ

لوگ اسمبلیوں میں منتخب ہو کر آتے ہیں جو قرآن و حدیث اور اسلامی فقہ سے ناواقف ہوتے ہیں اور سچی بات تو یہ ہے کہ یہ لوگ کردار و معیار کے لحاظ سے بھی مثالی نہیں ہوتے۔

اسی طرح اسلامی نظام عدل کی بجائے مغربی طرز کی عدالتیں قائم کی گئی ہیں۔ مغرب کے قانون میں وکالت کا سسٹم موجود ہے۔ مقدمے کی پیروی وکلاء کے ذریعے ہوتی ہے ہر جائز و ناجائز ذرائع استعمال ہوتے ہیں۔ پورا مسلم معاشرہ انصاف کے لیے وکلاء کا رہن منت ہے اور رہا انصاف تو وہ دور سے دور ہوتا چلا گیا ہے۔

یہی حال مغربی طرز پر چلنے والے دیگر حکومتی اداروں کا ہے۔ مسلم معاشرہ کی شرح خواندگی زیادہ نہ ہونے کے باوجود دفتری امور انگریزی زبان میں انجام دیئے جاتے ہیں۔ ان پڑھ اور انگریزی سے نابلد سائل، دھکے کھاتے پھرتے اور ایجنٹوں کے ہاتھوں ذلیل و خوار ہوتے ہیں۔ ہر جائز و ناجائز ذریعہ استعمال ہوتا ہے اور رشوت کا بازار گرم ہے۔ گویا آقاؤں نے ایک ڈگر پر چلا دیا پھر ایک کے بعد دوسری خرابی خود بخود جنم لیتی چلی جا رہی ہے۔

مسلم حکمران عوام کے خادم ہوتے ہیں جب کہ اقتدار اعلیٰ اللہ رب العزت کے پاس ہے اور یہ اس کے امین ہیں۔ لیکن مسلم حکمران اپنے اقتدار کو طول دینے کے لئے ہر حربہ بروئے کار لاتے ہیں اور اپنی عوام پر ڈنڈے کے زور پر حکومت کرتے ہیں۔ ان کے دل اور دماغ ایمان اور جذبہ رحم عاری ہیں۔ جیسا کہ حدیث نبوی میں ہے کہ آخری زمانے میں مسلمان حکمران معاشرے کو لاشیوں اور کوڑوں سے ہانکیں گے۔

حضرت ابویرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

”حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: دو قسم کے لوگ جہنمی ہیں۔ جنہیں ابھی میں

نے دیکھا ہے۔ ایک تو وہ قوم جن کے پاس بیلوں کی دموں جیسی لاشیاں ہوں

گی اور ان کے ساتھ وہ لوگوں کو ماریں گے۔“ (صحیح مسلم)

## نظام تعلیم

(۱) مسلمانوں کی تعلیم کا سفر دار ارقم سے شروع ہوا۔ جیسے جیسے اسلامی سلطنت وسیع ہوتی گئی یہ نیٹ ورک بھی وسیع سے وسیع ہوتا چلا گیا۔ امت مسلمہ میں تعلیم کے لیے مدرسہ اور تربیت کے لیے خانقاہیں اور سلف کی مجالس ہی کردار سازی میں نمایاں رہیں۔ مسلمانوں میں درس و تدریس کا پیشہ محض خدمت تھا، کاروبار یا تجارتی مقاصد سے اس کا کوئی تعلق نہ تھا۔

(۲) بیسویں صدی میں غلامی سے آزادی حاصل کرنے والے تمام اسلامی ممالک کے کارپردازان کو ترقی کاراز محض مغربی طرزِ تعلیم میں نظر آیا، لہذا بلا کسی تردد کے اسے اپنا لیا گیا۔ دوسری طرف یہود و نصاریٰ نے اسلامی ممالک میں تعلیم کے شعبے میں خاصی منصوبہ بندی سے درس و تدریس اور نصاب سازی میں بنیادی تبدیلیاں کرائیں جس سے مسلمانوں کی نوجوان نسل کی نظریاتی اور فکری سوچ تبدیل ہو گئی ہے۔

(۳) طلباء و طالبات کے لباس، نشست و برخاست اور انگریزی طرزِ تعلیم نے نئی نسل کے اذہان کو یکسر تبدیل کر دیا ہے جب کہ مخلوط ذریعہ تعلیم نے بہت سی خرابیوں کو جنم دیا ہے اور یہ ایسی دلدل ہے جس میں پھنس کر ایک کے بعد دوسری برائی خود بخود جنم لیتی چلی جا رہی ہے۔ والدین تین چار سال کی عمر میں ہی اپنے بچے، بچی کو مخلوط تعلیم کے حوالے کر دیتے ہیں جو اس غیر اسلامی اور غیر اخلاقی ماحول میں تعلیم اور تربیت حاصل کر کے جوان ہو رہے ہیں۔

(۴) آبادی کے لحاظ سے عیسائیوں کے بعد مسلمان دوسرے نمبر پر ہیں، جن کی بنیادی زبان (قرآن و حدیث کی زبان) عربی ہے۔ حتیٰ کہ اقوام متحدہ کی چھ زبانوں میں سے ایک زبان عربی بھی ہے۔ لیکن عرب ممالک کے علاوہ دیگر اسلامی ممالک میں عربی زبان محض ایک آپشنل مضمون کی حیثیت رکھتی ہے۔ اسی طرح اسلامیات محض



خانہ پری کے لیے شامل ہے۔

سرکاری تعلیمی اداروں کے علاوہ پرائیویٹ سکول، کالج اور یونیورسٹیاں دھڑا دھڑا کھل رہی ہیں، جہاں پر انگریزی میں مضامین پڑھائے جاتے ہیں۔ ماحول خالصتاً یورپین اور امریکی طرز پر ہوتا ہے۔ اس سلسلے میں این جی اوز اور دولت مند طبقہ تعلیم کو ایک منافع بخش کاروبار کا درجہ دے کر مسلمانوں کی معصوم نسل کو یہودیوں اور عیسائیوں کی سازشوں کا آلہ کار بنا رہا ہے۔ اب ہر ایک کا اوڑھنا بچھونا انگریزی ہے جو انگریزی نہیں جانتا اسے ناخواندہ اور جاہل سمجھا جاتا ہے۔ اور نوبت یہاں تک آ پہنچی ہے کہ مسجد اور مدرسہ قدامت پسندی اور مذہب کو محض چند رسومات کا درجہ دیا جاتا ہے۔

مسلمانوں کے ایمان اور عقائد کو متزلزل کر کے ان کی سوچ میں تبدیلی پیدا کی جا چکی ہے۔ جب عیسائی ممالک کے سربراہان یا دیگر ارباب اختیار اسلامی ممالک کا دورہ کرتے ہیں تو مسلمان حکمران ان کے سامنے سیکولر اور لبرل ہونے کی صفائیاں پیش کرتے ہیں۔ یہی وہ اہداف ہیں جو یہود و نصاریٰ نے مقرر کیے تھے اور وہ انہیں حاصل کر چکے ہیں۔

### مغربی طرز معاشرت

مسلم معاشرہ اپنے ایمان اور عقائد میں شرم و حیا اور عفت و عصمت کی اساس رکھتا تھا۔ لیکن یورپ کی جدید طرز سیاست و جمہوریت اور جدید نظام تعلیم کی طرح مغربی طرز معاشرت کے اس گندے تحفے کو بھی مسلم معاشرہ نے قبول کر لیا ہے۔ یہود و نصاریٰ کی تقلید میں مسلمانوں کا طرز زندگی بدل چکا ہے اور بے شمار معاشرتی خرابیاں پیدا ہو چکی ہیں جن کی تفصیل کا یہ محل نہیں، محض نام لکھ کر نشاندہی کی جا رہی ہے۔

مسلم معاشرہ میں عورت کے لیے پردہ لازم ہے لیکن مغرب کی تقلید میں برقعہ سے چادر، چادر سے دوپٹہ، پھر دوپٹہ بھی سر سے سینے پر آیا اور غائب ہو گیا۔ سینے کا ابھار غیر محرموں پر عیاں،

میک اپ، بیوٹی پارلر، ہاتھوں میں ہاتھ، نسوانی اعضاء کی نمائش، آستین غائب، کمر کو مٹکانا، پنڈلیاں تنگیں، جینز کی پینٹ شرٹ، سینہ کھلا اور ابھار نمایاں یہ تمام فتنے مغرب سے در آمدہ ہیں۔

مردوں کی داڑھی غائب، پینٹ شرٹ، نکٹائی، سرنگا، کھیلوں کے میدان کی بجائے گھروں اور بازاروں میں نیکر پہنے گھومنا، شراب و کباب، جواء، منشیات کا استعمال، آوازے کسنا، زنا، اغواء، قتل، آبرویزی، رشوت، دھوکہ دہی، ڈانس، بالوں کی تراش خراش اور عورتوں کی طرح مٹک کر چلنا مسلمان نوجوانوں کا شعار بن چکا ہے۔

مجموعی خرافات میں شادی بیاہ کی مخلوط پارٹیاں، ہوٹلوں میں لہج، ڈنر، عورتوں کا بن ٹھن کر نکلنا، ماؤں کا حسن میں بیٹیوں سے مقابلہ کرنا، آنٹی کلچر، بیگمات کا سوشل تقریبات میں حصہ لینا، مخلوط تعلیم، پاپ میوزک، مستی ہی مستی، لومیرج، ویلنٹائن ڈے، بسنت، پک نک ہنی مون، تھیٹر، ڈرامے، کیفے، کلب، اعضاء کی نمائش، سلمنگ سنٹرز، فلم، سی ڈیز، ویڈیو، ڈش کیبل، اخلاق باختہ فلمیں، موبائل پر (Dating) اور انٹرنیٹ الغرض کس کس کا ذکر کریں یہاں تو خانہ ہمہ خراب است کی مثال نظر آتی ہے۔

### میڈیا اور ثقافت

دور جدید میں اسلامی معاشرے کی تباہی و بربادی کا سب سے موثر ہتھیار میڈیا ہے۔ اخبارات رسائل، ٹی وی، انٹرنیٹ اور کیبل کے ذریعے اخلاق باختہ لٹریچر اور عریانیت سے بھرپور پروگراموں نے مسلمانوں کی نئی نسل کو تباہ کر دیا ہے۔ اس سلسلے میں بھارتی ثقافت اور کلچر بھی موثر کردار ادا کر رہا ہے۔ ہنود و یہود کے گٹھ جوڑ اور سازشوں نے مسلمانوں اور بالخصوص اسلام کے قلعے پاکستان کو ثقافتی حوالے سے شدید نقصان پہنچایا ہے۔

اہل مغرب کی امداد پر چلنے والی این۔ جی۔ اوز اور ثقافتی طائفے بھی جلتی پرتیل ڈالنے کا کردار ادا کر رہے ہیں۔ تحریر و تقریر، شخصی آزادی اور سیکولرزم کی آڑ میں دین مسیح کی ترویج و اشاعت کی جا رہی ہے۔ عرب ممالک میں بحرین، کویت، متحدہ عرب امارات اور

بالخصوص اردن اور یمن میں عیسائی مشنریاں بڑی تیزی سے عیسائیت کا پرچار کر رہی ہیں۔ نیز مسلمان ممالک کو اقتصادی لحاظ سے بھی یہودیوں کے سودی کاروبار کرنے والے مالیاتی اداروں میں گھسیٹ لیا گیا ہے۔ غریب مسلم ممالک آئی۔ ایم۔ ایف اور ورلڈ بینک سے سود پر قرضے لے کر اپنی معیشت کو بہتر کرنے میں مصروف ہیں۔ بینک، انشورنس کمپنیاں، ٹریڈ مارکیٹیں، فری مارکیٹ اکانومی، ڈالر اور یورو میں لین دین، تجارت، انڈسٹری، ٹیکنالوجی کے میدان میں بھی یہودی سرمایہ دار چھانے ہوئے ہیں جن کا تمام تر کاروبار سودی نظام پر مبنی ہے۔ قوموں کی تاریخ میں عروج و زوال تو آتے ہی رہے ہیں لیکن بیسویں صدی میں امت مسلمہ عجیب و غریب کیفیات، فتنوں اور حوادث سے گزری ہے۔ بیسویں صدی کے آغاز میں ہی امت مسلمہ بے وقعت ہو کر اپنی حیثیت و مقام کھو بیٹھی، پھر محکومی سے آزادی کی طرف سفر شروع کیا۔ لیکن مکار یہودی ذہن کی سازشوں کی بدولت عیسائیوں نے منصوبہ بندی سے مسلمانوں پر سیاسی، سماجی، ثقافتی اور اقتصادی یلغار کر دی۔

یہود و نصاریٰ کی پیروی سے ملنے والے گندے تحائف کی نشاندہی حدیث مبارک میں اس طرح بیان ہوئی ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: قَالَ لَا تَقُومُ  
السَّاعَةُ حَتَّى تَأْخُذَ أُمَّتِي بِأَخْدِ الْقُرُونِ قَبْلَهَا شِبْرًا بِشِبْرٍ  
وَ ذِرَاعًا بِذِرَاعٍ، فَقِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ! كَفَارِسٍ وَالرُّومِ،  
فَقَالَ: وَمَنْ النَّاسُ إِلَّا أَوْلِيكَ.

(صحیح البخاری، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة، باب قول النبی ﷺ لتبعن سنن من کان قبلکم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

”حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی، جب تک میری امت پہلی امتوں کے طور طریقے اختیار نہ کرے، اگر وہ ایک بالشت

چلیں گے تو تم بھی ایک بالشت چلو گے اور وہ اگر وہ ایک ہاتھ چلیں گے تو بھی (ان کی پیروی میں) ایک ہاتھ چلو گے۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ کیا، اگلی اُمتوں سے مراد آتش پرست اور عیسائی ہیں؟ آپ ﷺ فرمایا: تو اور کون؟“

جب کہ ابن ماجہ میں اس میں یہ اضافہ بیان ہوا ہے:

”حتیٰ کہ اگر وہ گویہ (چوہے کی طرح کا جانور) کے سوراخ میں داخل ہوں گے تو تم بھی اس (سوراخ) میں داخل ہو گے (بعض روایات میں اضافہ ہے کہ: اگر ان میں سے کوئی اپنی ماں سے زنا کرے گا تو تم بھی اپنی ماں سے زنا کرو گے)۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا! یا رسول اللہ ﷺ! پہلی اُمتوں سے آپ کی مراد یہود و نصاریٰ ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تو اور کون؟“

(ابن ماجہ، کتاب الفتن، باب افتراق الامم)

یعنی قیامت سے پہلے مسلمان عقیدے، طرز معاشرت، لباس، وضع قطع، عادات تراش خراش، چال ڈھال، خورد و نوش الغرض ہر معاملے میں یہود و نصاریٰ کی پیروی اور تقلید کرنے لگیں گے۔

یہی وہ اہم اور غور طلب نقطہ ہے کہ اسلام کی مدت حیات ۱۴۰۰ سال پورے ہونے سے قبل ہی قرب قیامت کی تمام اقتصادی، معاشرتی اور مذہبی فتنوں کی علامات (علامات صغریٰ) محض عیسائیوں کی پیروی اور تقلید کے باعث پوری ہو چکی ہیں۔

### مسلمانوں کے دوبارہ عروج کا آغاز

حضور نبی کریم ﷺ کی پیدائش مبارک ۴۔ اپریل ۱۹۷۱ء کو ٹھیک ۱۴۰۰ سال مکمل ہو چکے ہیں۔ قدرت کاملہ کا خفیہ ہاتھ مسلمانوں کو بتدریج قرآن و سنت کی طرف لے جا رہا ہے۔ جس طرح کہ روایتوں میں ہے کہ امت مسلمہ کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر رہے گا اور حق پر رہتے

ہوئے جدال و قتال کرنے کا۔ لہذا یہود و نصاریٰ کی سیاسی، سماجی اور اقتصادی لحاظ سے مسلمانوں کو کمزور کرنے کی ہزار ہا کوششوں کے باوجود کچھ لوگ اب بھی ایمان کی رسی کو مضبوطی سے تھامے ہوئے ہیں، جن کی بدولت مسلمانوں میں ذہنی اور فکری تبدیلیاں رونما ہونے لگی ہیں۔ مسلمان پندرہویں سو لہویں صدی تک سپر پاور رہے، پھر سپر پاور کا تاج عیسائیوں نے پہنا اور ہنوز سپر پاور ہیں۔ لیکن ذلت اور پسپائی کے باوجود ۱۹۷۱ء کے بعد طاقت کے توازن میں معمولی سا فرق آنا شروع ہو گیا، جو بتدریج بڑھ رہا ہے۔ عیسائیوں اور مسلمانوں کے درمیان آخری ٹکراؤ (جنگ عظیم) کی تیاریوں کے آثار نمودار ہونے لگے ہیں۔

یہودی انتہائی چالاک اور تخریب کارانہ ذہن رکھنے والی قوم ہے۔ اس نے مسلمانوں میں جذبہ بیداری کو بھانپتے ہوئے ہندوؤں کی مکاری کو جلادی اور دنیائے اسلام کے ایک طاقتور ملک (پاکستان) کو سازش کے تحت دو لخت کر دیا گیا، جس سے امت مسلمہ کو شدید دھچکا لگا۔ اسی طرح یہود نصاریٰ نے نہایت منصوبہ سے تیل کی دولت سے مالا مال دو مسلم ممالک ایران اور عراق کو جنگ کی بھٹی میں دھکیل دیا۔

۱۹۷۹ء میں روس افغانستان میں داخل ہوا، اس کے ساتھ ہی افغانستان کے غیور عوام روس کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے، گویا دور جدید میں مسلمانوں میں جہاد کا دوبارہ آغاز ہو گیا، یہ جہاد دس سال جاری رہا، بالآخر روس کو ذلت آمیز پسپائی اختیار کرنا پڑی۔ اشتراکیت کا غرور افغانستان کی پہاڑیوں میں دم توڑ گیا، روس کا اقتصادی لحاظ سے دیوالیہ نکل گیا اور مجبوراً اسے وسطی ایشیا کی مسلم ریاستوں کو آزادی دینا پڑی۔

روسی فوجوں کی مشرقی یورپ سے واپسی کے بعد وہاں پر کیمونسٹ حکومتوں کو زوال آنا شروع ہو گیا۔ یوگوسلاویہ ٹوٹ گیا اور مسلمانوں اور عیسائیوں میں اپنی الگ الگ ریاستوں کے حصول کے لئے جنگ شروع ہو گئی، جس کے نتیجے میں کروشیا، سلووینیا، بوسنیا، مقدونیا، سربیا اور مونٹی نیگرو کے نام سے نئی چھوٹی ریاستیں وجود میں آ گئیں۔ اگرچہ ان جنگوں میں مسلمانوں

پر ظلم کے پہاڑ توڑے گئے، لیکن اس جنگ نے بھی مسلمانوں میں جذبہ جہاد کو جاگر کیا۔  
۱۹۹۱ء میں ایران عراق جنگ کے خاتمہ پر عراق نے کویت پر چڑھائی کر دی اور امریکہ اور اس کے اتحادیوں کو خلیج فارس میں داخل ہونے کا جواز مل گیا۔ چند ہفتوں کی جنگ میں عراق کو شکست اور کویت سے پسپا ہونا پڑا۔ عراق پر اقتصادی پابندی لگ گئی۔ جنگ بڑھنے کے بعد بھی امریکہ اور یورپی ممالک کے بیڑے بحیرہ عرب میں ہی موجود رہے۔

یہودیوں اور عیسائیوں کی تمام تر سازشوں کے باوجود ”خیر“ کی قوت میں اضافہ کا گراف بلند ہونا شروع ہو گیا، اسی دوران میں مسلمان ممالک آلات جنگ کے حصول اور اس کی تیاریوں میں مصروف عمل نظر آنے لگے۔ نامساعد حالات کے باوجود ۲۸ مئی ۱۹۹۸ء کو پاکستان نے ایٹمی دھماکہ کر دیا۔ دنیائے اسلام کی یہ بہت بڑی کامیابی تھی۔ یہودی اور عیسائی اسے ”اسلامی بم“ قرار دیتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی خیر و شر کی دو طاقتوں کے خدو خال نمایاں ہونے لگے۔ گویا یہ کسی عظیم ٹکراؤ کا پیش خیمہ ہے۔

اہل مغرب بلکہ پوری دنیا میں جتنی ترقی بیسویں صدی میں ہوئی، حضرت آدم علیہ السلام سے بیسویں صدی کے آغاز تک اتنی ترقی نہیں ہوئی۔ نیزہ، تلوار اور بندوق سے تبدیلی اور ترقی ہوتے ہوتے بات میزائل، ایٹم بم اور کیمیائی ہتھیاروں کی ایجاد تک جا پہنچی، انسان نے چاند پر قدم جا رکھے۔ بات تقریر، ڈاک اخبار سے شروع ہو کر وائرلیس، ٹیلی فون، کمپیوٹر، انٹرنیٹ اور فیکس تک جا پہنچی، موبائل اور مواصلاتی سیاروں نے پوری دنیا کو ایک دوسرے کے سامنے کر دیا، جیسے آمنے سامنے بیٹھے ہوں۔

مخبر صادق حضرت محمد ﷺ نے تیزی سے پیدا ہونے والے ہر فتنے کے بعد دوسرے فتنے، پھر تیسرے، پھر چوتھے، پھر..... کے بارے میں آج سے ۱۴۰۰ سال پہلے آگاہ کر دیا تھا۔ مسلمان ان سب فتنوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں اور یہ اتنی تیزی سے رونما ہو رہے ہیں کہ ان سے بچنا امت مسلمہ کے لئے محال ہو رہا ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے آثار قیامت کے سلسلے میں جن علامات صغریٰ کی خبر امت مسلمہ کو دی ہے، بلاشبہ وہ بیسویں صدی کے اختتام تک پوری ہو چکی ہیں۔ اس کی مثال ایسے ہی ہے کہ کسی شخص کے میڈیکل ٹیسٹوں میں کسی بیماری کے تمام جراثیم اور علامتیں موجود ہوں تو اس شخص کا بیماری میں مبتلا ہونا قرار واقعی ٹھہرتا ہے۔

## امت مسلمہ شکنجے میں

عیسائیوں اور مسلمانوں کے مابین متوقع تصادم کے سلسلے میں کش مکش اور مسلمانوں میں بیداری کا آغاز اپریل ۱۹۷۱ء میں ہو گیا تھا، پھر بتدریج دونوں طرف سے شدت آتی چلی گئی۔ امریکہ، اسرائیل اور اہل مغرب اپنے مقاصد کی تکمیل کے لئے قدم بہ قدم آگے بڑھ رہے ہیں اور ۲۰۰۰ء کے اختتام تک دنیا کا منظر نامہ کافی حد تک تبدیل ہو چکا ہے۔ ۱۱ ستمبر ۲۰۰۱ء امریکہ میں ٹریڈ سنٹر کی تباہی اور پینٹا گان کی عمارت کے جزوی نقصان پر امریکہ بھڑک اٹھا۔ امریکہ کے صدر بش کی زبان سے کروسیڈ وار (صلیبی جنگوں) کا لفظ پھسل گیا، اس کے بعد سے مسلم دنیا کے ساتھ اب تک جو کچھ ہوا ہے اور جو ہونے جا رہا ہے اس سے امت مسلمہ کی اکثریت آگاہ ہے اور جسے نہیں معلوم، وہ خاطر جمع رکھے اسے آنے والے چند سالوں میں پتہ چل جائے گا۔

روز بروز امت مسلمہ کے گرد گھیرا تنگ ہو رہا ہے، مسلم ممالک شدید دباؤ کا شکار ہیں۔ حکمرانوں کو بار بار عیسائی ممالک کے حکمرانوں کے سامنے وضاحتیں کرنا پڑ رہی ہیں، جبکہ او آئی سی کی حیثیت ایک کمزور تنظیم سے زیادہ کچھ نہیں، جس کے باعث اس کا کردار محض مذمت سے آگے نہیں بڑھ سکا۔ بلاد عرب اور دیگر مسلم ممالک کے حکمران دورا ہے پر کھڑے ہیں۔ ایک طرف عوام اور دوسری طرف امریکہ اور اہل مغرب کے اہداف کی تکمیل کرنے والے کھڑے نظر آتے ہیں۔ ۹/۱۱ کے واقعہ کے بعد جو ممالک امریکہ اور اہل مغرب کی یلغار سے متاثر ہوئے ہیں، ذیل میں ان کا مختصر تذکرہ پیش ہے۔

## افغانستان

افغانستان کے حکمرانوں کی دعوت پر ۱۹۷۹ء میں روس، افغانستان میں داخل ہوا۔ امریکہ نے اہل یورپ سے مل کر پاکستان کی وساطت سے افغان عوام کو اسلحہ اور دیگر مالی امداد بہم پہنچائی۔ یہ جہاد دس سال جاری رہا، بالآخر روس ذلت کے ساتھ پسپائی پر مجبور ہوا اور اقتصادی بد حالی کے باعث وسطی ایشیا کی مسلم ریاستوں کو اسے آزادی دینا پڑی۔ افغانستان کے عوام جہاد کی کامیابی سے فائدہ نہ اٹھا سکے اور نہ ہی افغانستان میں نمائندہ حکومت قائم ہو سکی۔

عیسائیوں نے اپنے اہداف بڑی کامیابی سے حاصل کر لئے۔ روس ٹوٹنے کے بعد امریکہ دنیا کی واحد سپر پاور بن گیا اور اس نے دنیا پر اپنا تسلط قائم کرنے کے لئے مسلمانوں پر نیو ورلڈ آرڈر مسلط کر دیا۔

افغانستان میں کچھ سالوں کی بد امنی کے بعد طالبان برسر اقتدار آ گئے، جبکہ شمالی افغانستان کا کچھ علاقہ احمد شاہ مسعود اور جنرل رشید دوستم کے قبضہ میں رہا۔ نا تجربہ کاری اور رجعت پسندانہ رویے کے باعث جلد ہی امریکہ اور یورپی ممالک طالبان کے خلاف ہو گئے۔ روس کے ساتھ جہاد میں شریک عرب مجاہد اسامہ بن لادن افغانستان میں ہی مقیم رہا، اسی طرح عرب ممالک سے آئے دیگر عرب مجاہدین کی بھی طالبان کو تائید و حمایت حاصل تھی۔

۱۱ ستمبر ۲۰۰۱ء کے واقعہ اور ٹریڈ سنٹر کی تباہی کا الزام اسامہ بن لادن پر عائد کیا گیا اور امریکہ نے اپنے اتحادیوں کی مدد سے افغانستان پر حملہ کر دیا۔ شدید لڑائی اور بمباری سے افغانستان میں لاکھوں مسلمان شہید کر دیئے گئے۔ وقتی طور پر طالبان نے پسپائی اختیار کر لی اور افغانستان میں عارضی حکومت قائم کر دی گئی۔

کچھ عرصہ بعد طالبان نے لڑائی کا دوبارہ آغاز کر دیا، جو اب تک جاری ہے۔ ایک محتاط انداز کے مطابق افغانستان میں ۲۰۰۲ء، ۲۰۰۱ء میں پورے افغانستان پر بمباری اور توڑا بورا کی پہاڑیوں تک کو اڑانے سے لے کر ۲۰۰۷ء تک تقریباً ۱۰ لاکھ افغان مرد و خواتین اور بچے شہید



ہو چکے ہیں۔ امریکہ اور نیٹو ممالک کی افواج بدستور افغانستان میں موجود ہیں اور افغان عوام اور طالبان پر بمباری کا سلسلہ بھی بدستور جاری ہے۔

## عراق

عراق کے صدر صدام حسین نے ۱۹۹۱ء میں کویت پر چڑھائی کر دی، جس سے امریکہ اور یورپی افواج کو عرب ممالک میں مداخلت کا جواز مل گیا۔ چند ہفتوں کی جنگ میں عراق کو اتحادی فوجوں کے مقابلے میں شکست ہوئی اور عراق پر اقتصادی پابندیاں عائد کر دی گئیں۔ عراق میں ہزاروں بچے بھوک اور دواؤں کی عدم دستیابی کے باعث ہلاک ہو گئے۔

۲۰۰۳ء میں امریکہ اور یورپی ممالک نے عراق پر پھر پھر پور حملہ کر دیا، جس میں عراق کو دوبارہ شکست ہوئی۔ کچھ عرصہ بعد صدر صدام حسین کو بھی گرفتار کر لیا گیا، اس پر مقدمہ چلا اور اسے پھانسی دے دی گئی۔ عراق پر امریکہ نے اتنی بمباری کی جس کی مثال نہیں ملتی۔

عراقی عوام نے امریکی اور نیٹو ممالک کی افواج کے خلاف جہاد کا اعلان کر دیا اور جھڑپوں کا سلسلہ شروع ہو گیا، جو اب تک جاری ہے۔ بلاشبہ عراق کے مجاہدین سخت مزاحمت جاری رکھے ہوئے ہیں۔ امریکہ اور اتحادی افواج کے بھی ہزاروں سپاہی اور افسر اس مزاحمت میں ہلاک ہو چکے ہیں۔ اگرچہ ایک نام نہاد نمائندہ حکومت بھی عراق میں قائم کر دی گئی ہے۔ تاہم اتحادی افواج کے خلاف جہاد تیز سے تیز ہوتا جا رہا ہے۔

## پاکستان

کلمہ کی بنیاد پر قائم ہونے والی مملکت خداداد پاکستان صنعتی اور عسکری اعتبار سے امت مسلمہ کی سپر پاور اور ایٹمی قوت رکھنے والا ملک ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس ملک کو عظیم مقصد کے لئے قائم فرمایا ہے۔ ۱۹۷۳ء کی اسلامی سربراہی کانفرنس میں سعودی وزیر تیل جناب ذکی یمانی نے پاکستان کے بارے میں شاہ فیصل شہید کے تاثرات اور ان کا خواب تمام امت مسلمہ کے

حکمرانوں کو سنایا:

”شاہ فیصل نے اپنی شہادت سے چند دن قبل اپنے بھائیوں کو اکٹھا کر کے فرمایا: دُنیا کے تمام ممالک کے ساتھ تمہارے تعلقات خراب ہو جائیں تو کوئی حرج نہیں، تاہم پاکستان کے ساتھ تعلقات خراب نہ کرنا، کیونکہ یہ اسلام کا قلعہ ہے، جتنا اس قلعہ کو مضبوط کرو گے امت مسلمہ اتنا ہی مضبوط ہوگی۔“

### شاہ فیصل شہید کا خواب

۱۹۶۵ء کی پاک بھارت جنگ کے دوران شاہ فیصلؒ مضطرب رہتے تھے اور راتوں کو جاگتے رہتے، انہی دنوں ایک رات خواب میں حضور نبی کریم ﷺ نے شاہ فیصلؒ کو حکم دیا کہ:

”پاکستان کو اسلام کا قلعہ بنانے اور اسے ناقابلِ تسخیر بنانے میں مدد کرو۔“

وہاں دین اسلام کی فوج میں ترویج اسلام کی سعی کرو۔“

شاہ فیصلؒ گھبرا کر اٹھے، صبح اپنے بھائیوں اور معتمد شخصیات کو بلوا کر انہیں خواب میں حضور نبی کریم ﷺ کی بشارت اور حکم سنایا، چنانچہ پاکستان کی مالی مدد کے علاوہ شاہ فیصل مسجد کی تعمیر اسی خواب کی تعبیر ہے۔

(نوائے وقت میگزین، اشاعت ۱۵ فروری ۲۰۰۴ء)

لہذا پاکستان کے بارے میں اندرون و بیرون ملک تنقید اور سازشیں کرنے والوں کو سمجھ لینا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب حضرت محمد ﷺ کی خوشنودی اور تائید پاکستان کے لئے ہے اور دنیا کا کوئی ملک اس کے خلاف کچھ نہیں کر سکتا۔ نیز پاکستانی حکمرانوں اور عوام کی بھی امت مسلمہ، بالخصوص بلاد عرب کے لئے ہمدردیاں اور خدمات شاندار ہیں۔ چونکہ عرب ممالک عسکری اعتبار سے کوئی اہمیت نہیں رکھتے، اس لحاظ سے پاکستان کی ذمہ داریاں پوری امت مسلمہ کے لئے بہت بڑھ گئی ہیں۔

## بلاد عرب

عراق کے صدر صدام حسین کی ہٹ دھرمی کے باعث امریکہ اور اتحادیوں کو عرب ممالک میں داخلے کا جواز مل گیا۔ سعودی عرب، کویت، بحرین اور عرب امارات میں انہوں نے اپنے فوجی اڈے قائم کر کے تیل تک رسائی حاصل کر لی ہے۔ جب کہ امریکہ اور نیٹو کے ممالک کے بحری بیڑے بحیرہ عرب اور خلیج فارس میں موجود ہیں۔ کمزور عرب حکمران بے بس ہیں اور اس طاقتور دشمن کو نکلنے کی ہمت نہیں رکھتے، جبکہ مصر اور اردن تو پہلے ہی ان کے زیر اثر ہیں۔

## ایران:

ایران میں امام خمینی کے انقلاب سے امریکہ اور ایران میں مخالفت موجود ہے، جو وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ تیز سے تیز ہوتی جا رہی ہے۔ گزشتہ دو سال سے امریکہ اور یورپی ممالک ایران پر ایٹمی ٹیکنالوجی کے حصول کو روکنے کے لئے مسلسل دباؤ ڈال رہے ہیں۔ ایران چونکہ معاشی اعتبار سے مستحکم ملک ہے اس لئے وہ امریکہ اور اس کے اتحادیوں کے سامنے ڈٹ گیا ہے لہذا ایران پر اقتصادی پابندیاں اتنی موثر نہیں ہو سکتیں۔

امریکہ اور اس کے اتحادی گزشتہ دو سال سے ایران پر حملے کے جواز ڈھونڈ رہے ہیں۔ اپنے لاؤ لشکر اور بحری بیڑوں سے مسلح ایران کی ناکہ بندی کی جا چکی ہے، اب بھی امت مسلمہ کو خدشہ ہے کہ ایران امریکہ جنگ کہیں جنگ عظیم کی شکل نہ اختیار کر جائے، کیونکہ روس اور چین نے ایران کے کئی ترقیاتی منصوبوں میں سرمایہ کی ہوئی ہے۔ حالات بدستور کشیدہ ہیں اور کسی بھی لمحے جنگ کے شعلے بھڑک سکتے ہیں۔

## بیت المقدس اور ارض فلسطین

بیت المقدس تینوں ادیان کے پیروکاروں (یہودیوں، عیسائیوں اور مسلمانوں) کے نزدیک مقدس شہر ہے۔ تینوں اس شہر کے بارے میں اپنی مذہبی ترجیحات رکھتے ہیں۔ ہجرت

مدینہ کے بعد کچھ وقت تک مسلمان بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز بھی ادا کرتے رہے۔ حضرت عمر فاروقؓ کے دور خلافت میں اس مقدس شہر پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا تھا۔ یہودی اس وقت سے لے کر ۱۹۴۸ء تک اپنی ریاست قائم کرنے میں ناکام رہے۔

عیسائیوں نے بیت المقدس کے حصول کے لئے مسلمانوں سے بے شمار صلیبی جنگیں لڑیں اور ایک بار انہوں نے مسلمانوں کے شدید قتل عام کے بعد بیت المقدس پر قبضہ بھی کر لیا، لیکن ایک صدی سے کم عرصے میں صلاح الدین ایوبی نے بیت المقدس پر دوبارہ قبضہ کر لیا۔ پھر یہ شہر مسلسل مسلمانوں کے قبضہ میں رہا۔

۱۹۴۸ء میں یہودی امریکہ، برطانیہ اور بعض یورپی ممالک کی سازش اور آشیر باد سے یہودی ریاست قائم کرنے میں کامیاب ہو گئے، چنانچہ دنیا بھر سے یہودیوں کو لا کر اسرائیل میں آباد کیا گیا، جبکہ مقامی عرب مسلمانوں کو ظلم و جبر سے بے دخل کیا گیا۔ امریکہ اور برطانیہ نے اسرائیل کو ایک کامیاب ریاست بنانے کے لئے ہر ممکن مدد کی اور اسرائیل کو دفاعی لحاظ سے اتنا مضبوط کر دیا کہ کئی بار مصر، شام، اردن، فلسطین اور لبنان کو اسرائیل نے شکست دی۔ فلسطین کے مسلمان ۱۹۴۸ء سے اپنے حقوق اور فلسطینی ریاست کے قیام کے لئے جدوجہد کر رہے ہیں۔

۱۹۶۷ء میں عرب اسرائیل جنگ میں اسرائیل نے بیت المقدس پر قبضہ کر لیا اور ابھی تک یہ مقدس شہر اسرائیل کے قبضہ میں ہے۔ عرب ممالک باوجود کوششوں کے بیت المقدس واپس نہیں لے سکے، جبکہ اسرائیل، فلسطینی مسلمانوں پر ظلم کے پہاڑ توڑ رہا ہے۔ فلسطینی کیمپوں میں محصور ہیں، لبنان اور اردن میں بھی فلسطینی مسلمانوں کو وہاں کی مغرب نواز حکومتیں ٹکنے نہیں دیتیں۔

تاریخ گواہ ہے کہ اسرائیل نے ۱۹۴۸ء سے آج تک فلسطینی مسلمانوں کا وحشیانہ قتل کیا ہے۔ ۱۹۸۲ء میں صابرہ اور شیتلہ کے کیمپوں پر اسرائیل کی بمباری اور قتل عام کے معلوم نہیں۔

## مسلمانوں کا قتل عام

یہود و نصاریٰ بڑی منصوبہ بندی سے مسلمانوں سے نبرد آزما ہیں لیکن افسوس مسلمانوں

کو اس کا ادراک نہیں ہے۔ ذیل میں ۱۹۷۱ء سے ۲۰۰۷ء تک اسلامی ممالک میں ہونے والی جنگوں کے باعث جو ہلاکتیں ہوئیں ان کے اعداد و شمار پیش کئے جا رہے ہیں۔ جس سے قارئین کو اندازہ ہو جائے گا کہ مسلمانوں کی اتنی ہلاکتیں اتفاقاً نہیں ہوئیں بلکہ یہ سب کچھ یہود و نصاریٰ کی سازشوں کے نتیجے میں ہوا ہے۔

## افغانستان:

(i) ۱۹۷۹ء تا ۱۹۸۸ء روس اور افغانستان کے درمیان جنگ بمباری زمینی حملوں، کیمیائی ہتھیاروں کے استعمال، بارودی سرنگوں، بروقت طبی امداد میسر نہ آنے سے ۱۵ لاکھ افغان مردوزن اور بچے شہید ہوئے۔

(ii) ۱۹۸۸ء تا ۲۰۰۱ء: افغان جنگجوؤں کی باہمی لڑائیاں اور طالبان کی شمالی اتحاد سے لڑائیاں اور بارودی سرنگوں کے باعث ۲ لاکھ ہلاکتیں ہوئیں۔

(iii) ۲۰۰۱ء تا ۲۰۰۷ء: امریکہ اور اتحادی ممالک کی شدید بمباری، زمینی لڑائی کیمیائی ہتھیاروں کا استعمال ۵ لاکھ۔ کل ہلاکتیں: ۲۲ لاکھ۔

## ایران:

انقلاب ایران دس سالہ عراق، ایران جنگ میں ہلاکتیں: ۶ لاکھ۔

## عراق:

(i) دس سالہ عراق ایران جنگ: ۵ لاکھ۔

(ii) ۱۹۹۱ء تا ۲۰۰۳ء: امریکہ اور اتحادیوں کا حملہ، شدید بمباری، کیمیائی ہتھیاروں کا استعمال، اقتصادی پابندیوں کے باعث طبی امداد کا فقدان، جس میں لاکھوں بچے بھی ہلاک ہوئے: ۷ لاکھ۔

(iii) ۲۰۰۳ء تا ۲۰۰۷ء: یو۔ این۔ اور پورٹ کے مطابق ۱۲ لاکھ عراقی شہید ہو چکے ہیں۔

مجموعی ہلاکتیں ۲۵ لاکھ۔

یوگوسلاویہ ٹوٹنے پر:

سربیا اور بوسنیا میں ۴ لاکھ مسلمان شہید کئے گئے۔

فلسطین بشمول ۱۹۷۳ء کی عرب اسرائیلی ہلاکتیں:

صابرہ اور شیتلہ کیمپوں کی تباہی، اردن سے فلسطینیوں کا انخلاء ۱۹۷۰ء تک ہلاکتیں،

۱ لاکھ پچاس ہزار۔

پاکستان:

۱۹۷۱ء پاک بھارت جنگ بشمول مشرقی پاکستان میں شدید خانہ جنگی ایک لاکھ۔

کشمیر:

۱۹۷۱ء تا ۲۰۰۷ء محتاط اندازے سے تقریباً ایک لاکھ۔

الجزائر:

۱۹۷۱ء تا ۱۹۹۷ء ایک لاکھ۔

برما:

برما جہاں مسلمانوں کا بے دردی سے قتل ہوتا رہا ہے۔ ۱۹۷۱ء تا ۲۰۰۰ء ایک لاکھ۔

فلپائن:

فلپائن میں مسلمانوں کی جماعت موروا سلامک لبریشن فرنٹ کے سربراہ شیخ سلامت

ہاشم کی رپورٹ کے مطابق ۱۹۷۱ء تا ۲۰۰۳ء (۲ لاکھ سے زائد)۔

بھارت:- ۱۹۷۱ء تا ۲۰۰۷ء ہندو مسلم فسادات کل شمار ایک لاکھ بیس ہزار۔

درج بالا تمام ممالک کی کل ہلاکتیں: ۶۶ لاکھ

یہ اعداد و شمار مختلف رسائل اور اخبارات سے لئے گئے ہیں، ان اعداد و شمار کے بارے میں اختلاف تو ہو سکتا ہے لیکن انکار نہیں۔

ایک حیرت انگیز بات یہ بھی ہے کہ مذکورہ بالا عرصے میں جتنی بھی جنگیں ہوئیں ان میں ایک فریق کوئی ایک مسلمان ملک تھا۔ کسی دوسرے مذہب، ملک یا قوم کے درمیان کوئی جنگ (سوائے برطانیہ اور ارجنٹائن کی تین روزہ جنگ کے) نہیں ہوئی، آخر کیوں.....

قارئین کرام! ایک سوال آپ سے بھی ہے! کیا اس عرصے (۱۹۷۱ء-۲۰۰۷ء) میں دنیا کے دیگر مذاہب، ممالک اور اقوام میں بھی اتنی ہلاکتیں ہوئیں؟

### دہشت گردی یا جدوجہد آزادی

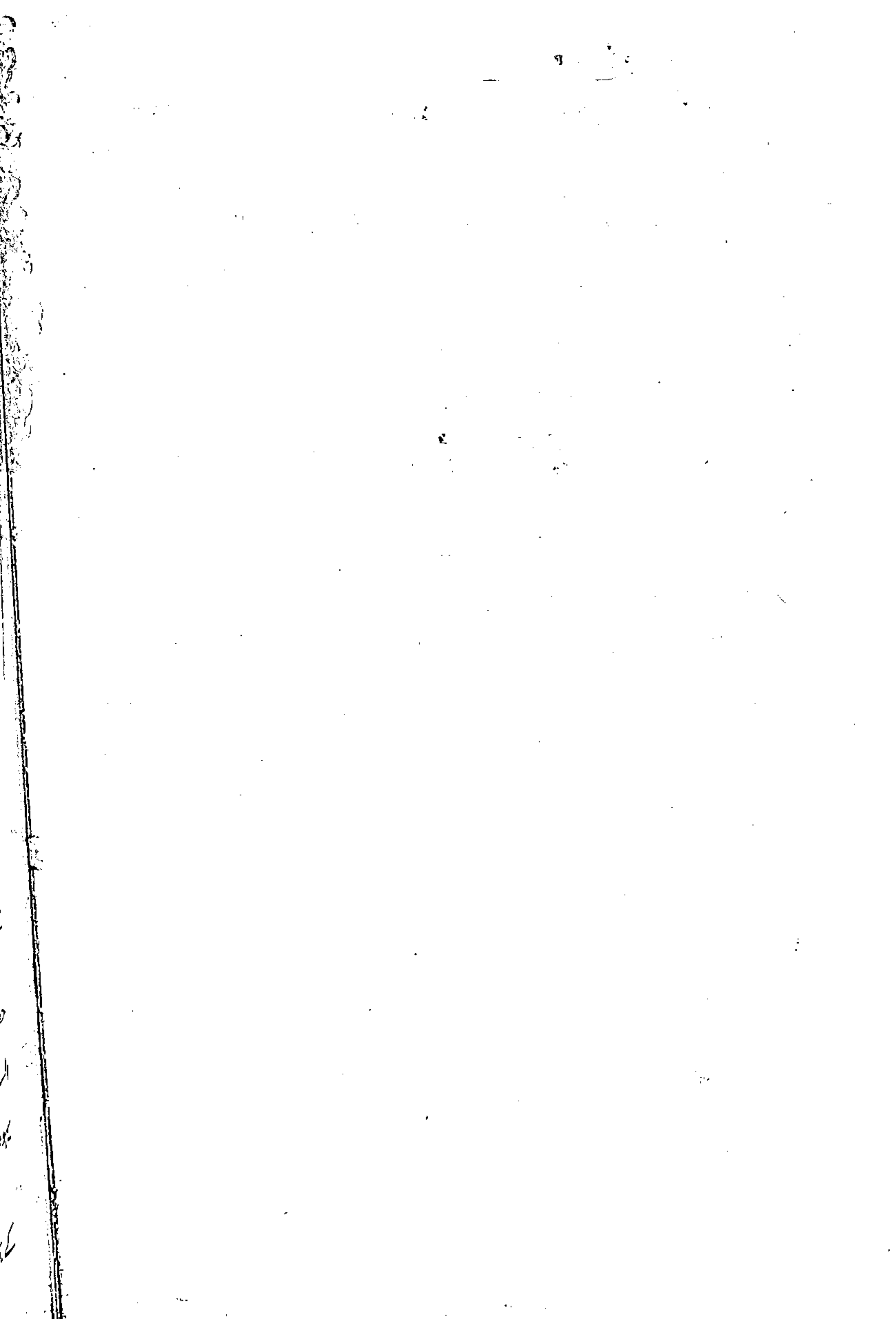
۱۱ ستمبر ۲۰۰۱ء کے حادثے کے باعث امریکہ اور اس کے اتحادی ممالک کی افواج نے مسلمانوں کے خلاف جارحیت کا آغاز کر دیا اور بقول ان کے اس وقت دنیا کے منظر نامے پر دو قوتیں باہم برس رہی ہیں۔

(۱) وہ عوام یا آزادی پسند جو اپنے ملک میں رہتے ہوئے جدوجہد کر رہے ہیں، مثلاً عراق، افغانستان، فلسطین، کشمیر، بوسنیا، صومالیہ، فلپائن، چیچنیا اور برما وغیرہ کے مسلمان۔ (جنہیں وہ مجاہد، یادہشت گرد کہتے ہیں)

(۲) امریکہ، اتحادی ممالک، اسرائیل و دیگر غیر مسلم طاقتیں۔

عراق، افغانستان، فلسطین، کشمیر، چیچنیا، فلپائن میں عوام نے جارح افواج کو اپنے ملک سے نکالنے کے لئے ہتھیار اٹھائے جبکہ عیسائی ممالک اپنے حقوق کے لئے آزادی کی جنگ لڑنے والوں کو دہشت گرد قرار دیتے ہیں۔ لہذا امت مسلمہ کے حکمرانوں اور آئی سی کو سنجیدگی کے ساتھ اسے سلسلے میں اجتماعی لائحہ عمل اختیار کرنا چاہئے، کہ کون دہشت گرد ہیں اور کون آزادی کی جنگ لڑ رہے ہیں۔







## یہود و نصاریٰ اور قرب قیامت

موجودہ دور میں تیزی سے رونما ہونے والے فتنوں اور یہود و نصاریٰ کی مسلمانوں کے ساتھ کشمکش سے صورت حال پیچیدہ تر ہوتی جا رہی ہے اور ایسے معلوم ہوتا ہے کہ بنی نوع انسان قیامت کی علامات صغریٰ سے علامات کبریٰ کی طرف تیزی سے بڑھ رہے ہیں۔ گزشتہ ابواب میں قرب قیامت کے حوالے سے احادیث نبوی اور مسلمانوں کے ایمان و اعتقادات پر بحث کی جا چکی ہے۔ چونکہ یہودی اور عیسائی بھی قرب قیامت اور اس دور میں رونما ہونے والے فتنوں، جنگوں، دجال کے خروج، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول اور یاجوج ماجوج کے بارے میں مختلف عقائد و نظریات رکھتے ہیں، لہذا ذیل میں علامات قیامت کے حوالے سے ان کا نقطہ نظر پیش کیا جا رہا ہے۔

### یہودیت اور قرب قیامت

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دو بیٹے (حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت اسحاق علیہ السلام) تھے، جبکہ حضرت اسحاق علیہ السلام کے بیٹے حضرت یعقوب علیہ السلام تھے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کو ”اسرائیل“ یعنی خدا کا بندہ کہا جاتا ہے، ان کے بیٹے یہود کی اولاد یہودی کہلائی، جن کا وطن فلسطین کا علاقہ تھا۔

یہودیت میں دو بنیادی عقائد اہم ہیں۔ پہلا عقیدہ خدا کی وحدانیت ہے۔ بقول ان کے بنی اسرائیل اللہ تعالیٰ کے پیارے بندے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی خاص نعمتیں محض ان کے لئے

ہیں۔ دوسرا عقیدہ آخرت اور جزا و سزا کا ہے، یعنی انسان کو نیکی اور بدی کرنے کا اختیار دیا گیا ہے اور مرنے کے بعد اس کے اعمال کا حساب ہوگا۔

## یروشلم کی بحالی اور یہودی ریاست کا قیام

یہودیوں کا عقیدہ ہے کہ ”اسرائیلی ریاست“ کا قیام دراصل آخری ہزارہ کی بادشاہت کا پہلا بنیادی پتھر ہے۔ یہودی حکومت کا سرکاری نشان ”شمعدان“ ہے، جسے عبرانی زبان میں ”لمینوراہ“ کہا جاتا ہے، جس کی سات شاخیں ہیں، جو کائنات کی تخلیق کے سات دنوں کی جانب اشارہ ہے۔ ساتویں شاخ اسرائیل کی ریاست کی علامت ہے، یعنی ”اسرائیل“ ہی وہ ملک ہے جو آخری زمانے میں آنے والے بادشاہ کی سلطنت کو بنیاد فراہم کرے گا اور بنیاد کا پہلا پتھر ثابت ہوگا۔ وہ بادشاہ ”شہر قدس“ سے پوری دنیا پر حکومت کرے گا اور یہ داؤد کی نسل سے ہوگا۔

(i) ”اے اسرائیل کی کنواری! میں تجھے پھر آباد کروں گا، تو آباد ہو جائے گی، تو پھر دف اٹھا کر آراستہ ہوگی اور خوشی کرنے والوں کے ناچ میں شامل ہوگی تو پھر سامریہ کے پہاڑوں پر تانکستان لگائے گی۔ باغ لگانے والے باغ لگائیں گے اور اس کا پھل کھائیں گے، کیونکہ ایک دن آئے گا کہ افرام کی پہاڑیوں پر نگہبان پکاریں گے، اٹھو ہم صیون پر خداوند اپنے خدا کے حضور چلیں گے۔“

”کیونکہ خداوند یوں فرماتا ہے کہ یعقوب کے لئے خوشی سے گاؤ اور قوموں کے سرتاج کے لئے لگاؤ۔ منادی کرادو، حمد کرو اور کہو اے خداوند اپنے لوگوں یعنی اسرائیل کے بقیہ کو بچا۔ دیکھو میں شمالی ملک سے ان کو لاؤں گا اور زمین کی سرحدوں سے ان کو جمع کروں گا اور ان میں اندھے اور لنگڑے اور حاملہ اور زچہ سب ہوں گے، ان کی بڑی جماعت واپس آئے گی۔“

(یرمیاہ، باب ۳۱: ۳-۸)

(ii) ”اے قومو! خداوند کا کلام سنو اور دور کے جزیروں میں منادی کرادو اور کہو کہ جس نے

اسرائیل کو تتر بتر کیا ہے، وہی اسے جمع کرے گا اور اس کی ایسی نگہبانی کرے گا جیسی گڈریا اپنے گلہ کی۔“

(یرمیاہ، باب ۳۱، ۱۰)

(iii) پس اے ٹھٹھا کرنے والو! جو یروشلم کے ان باشندوں پر حکمرانی کرتے ہو! خداوند کا کلام سنو، چونکہ تم کہا کرتے ہو کہ ہم نے موت سے عہد باندھا اور پاتال سے پیمان کر لیا ہے۔ جب سزا کا سیلاب آئے گا تو ہم تک نہیں پہنچے گا، کیونکہ ہم نے جھوٹ کو اپنی پناہ گاہ بنایا ہے اور دروغ گوئی کی آڑ میں چھپ گئے ہیں۔ اس لئے خداوند یوں فرماتا ہے: دیکھو میں صیہون میں بنیاد کے لئے ایک پتھر رکھوں گا۔ آزمودہ پتھر، محکم بنیاد کے لئے کوئے کے سرے کا قیمتی پتھر۔

جو کوئی ایمان لاتا ہے، قائم رہے گا اور عدالت کو سوت اور صداقت کو ساہول بناؤں گا اور اولے جھوٹ کی پناہ گاہ کو صاف کر دیں گے اور پانی چھپنے کے مقام پر پھیل جائے گا اور تمہارا عہد جو موت سے ہوا منسوخ ہو جائے گا اور تمہارا پیمان پاتال سے ہوا، قائم نہ رہے گا۔ جب سزا کا سیلاب آئے گا تو تم کو پامال کر دے گا اور گزرتے وقت تم کو بہا لے گا۔ ہر صبح اور شب و روز آئے گا، بلکہ اس کا چرچا سننا بھی خوفناک ہوگا۔

(یسعیاہ، باب ۲۸: ۱۴-۱۹)

### منتظر بادشاہ اور عقیدہ ہزارہ سوم

(i) ”داؤد کے شاہی خاندان کی مثال ایسے درخت کی سی ہے، جو کاٹ دیا گیا ہو، لیکن اس کٹے ہوئے تنے کی جڑ سے ایک کونپل نکلے گی اور یہ بار آور ہوگی (یعنی داؤد کی نسل سے ایک نیا بادشاہ پیدا ہوگا)، خداوند کی روح اس پر ٹھہرے گی۔ حکمت اور خرد کی روح، مصلحت اور قدرت کی روح، معرفت اور خداوند کے خوف کی روح اور اس کی خوشی خدا کے خوف میں ہوگی۔“

وہ آنکھوں سے دیکھ کر اور کانوں سے سن کر راستی کے فیصلے کرے گا۔ مسکینوں اور غریبوں کا انصاف کرے گا اور عدل سے مظلوموں کا انصاف کرے گا۔

وہ اپنی زبان کے عصاء سے زمین کو مارے گا اور وہ اپنے لبوں کی سانس سے شریروں کو فنا کرے گا اور اس کے پہلو میں انصاف کا پڑکا ہوگا۔

بھیڑیا اور بھیڑ کا بچہ ساتھ رہے گا۔ چیتا، بکری کے بچے کے ساتھ بیٹھے گا اور بچھڑا اور شیر کا بچہ اور پلا ہوا بیل مل جل کر رہیں گے۔ چھوٹا بچہ ان کا گلابان ہوگا۔ گائے اور شیرنی مل کر چریں گی، ان کے بچے اکٹھے مل کر بیٹھیں گے اور شیر ببریل کے ساتھ مل کر بھوسا کھائے گا اور شیر خوار بچہ سانپ کی بل کے پاس کھیلے گا۔

”خداوند کے مقدس پہاڑ پر کسی مخلوق کو نقصان نہ پہنچ سکے گا، نہ وہ ہلاک کر سکیں گے، کیونکہ جس طرح سمندر پانی سے بھرے ہوئے ہیں، اس طرح زمین خداوند کے عرفان سے معمور ہوگی۔“

(یسعیاہ، باب ۱۱: ۹-۱۰)

(ii) ”لیکن آخری دنوں میں یوں ہوگا کہ خداوند کے گھر کا پہاڑ، پہاڑوں کی چوٹی پر قائم کیا جائے گا اور وہ سب ٹیلوں سے اُونچا ہوگا اور امتیں وہاں پہنچیں گی اور وہ بہت سی اُمتوں کے درمیان عدالت کرے گا اور دور کی زور آور قوموں کو ڈانٹے گا اور وہ اپنی تلواروں کو توڑ کر پھالے اور اپنے بھالوں کو ہنسوے بنا ڈالیں گے اور کوئی قوم دوسری قوم پر تلوار نہ چلائے گی اور وہ پھر کبھی جنگ کرنا نہ سیکھیں گے۔“

(میکاہ، باب ۴: ۱-۳)

(iii) ”پھر آخری زمانہ میں قوموں کے گلیل میں دریا کی سمت یرون کے پار بزرگی دے گا، جو لوگ تاریکی میں چلتے تھے انہوں نے بڑی روشنی دیکھی جو موت کے سایہ کے ملک میں رہتے تھے، ان پر نور چمکا۔ تو نے قوم کو بڑھایا تو ان کی شادمانی کو زیادہ کیا، وہ تیرے حضور

ایسے خوش ہیں جیسے فصل کاٹنے وقت اور غنیمت کی تقسیم کے وقت لوگ خوش ہوتے ہیں۔ ہمارے لئے ایک لڑکا تولد ہوا اور ہم کو ایک بیٹا بخشا گیا اور سلطنت اس کے کندھے پر ہو گی اور اس کا نام عجیب مشیر خدائی قادر ابدیت کا باپ سلامتی کا شاہزادہ ہوگا، اس کی سلطنت کے اقبال اور سلامتی کی کچھ انتہا نہ ہوگی وہ داؤد کے تخت اور اس کی مملکت پر آج سے ابد تک حکمران رہے گا اور عدالت اور صداقت سے اسے قیام بخشے گا، رب الافواج کی غیرت یہ سب کچھ کرے گی۔“

(یسعیاہ، باب ۹: ۱-۶، ۳-۷)

یہودیوں کا عقیدہ ہے کہ ایک بادشاہ کی آمد قریب ہے، جو دنیا میں عدل و انصاف کرے گا اور ایسا ہونا ان کا عقیدہ ہزارہ (Millenarianism) کہلاتا ہے۔ ان کے نزدیک ہر ہزارہ کے اختتام اور نئے ہزارہ کے آغاز پر دنیا میں بڑے بڑے واقعات رونما ہوئے ہیں، اسی طرح آخری ہزارہ کے اختتام پر آخری بادشاہ ظاہر ہوگا، جو بڑی جدوجہد کے بعد دنیا پر حکمرانی کرے گا۔ یہودیوں کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ ”مسیح“ ہفتہ سے پہلے آئے گا، یعنی دنیا کی عمر کے ساتویں دن (اللہ تعالیٰ کا ہر دن دنیا کے ایک ہزار برس کے برابر ہے) اور یہ دنیا کا ہزارہ ہفتم ہوگا۔ یہودیوں کا یہی عقیدہ عیسائیوں میں بھی اثر پذیر ہے، لہذا اسی لئے وہ اس کی تیاریوں میں مصروف ہیں۔

(iii) ”بصیون کی خاطر میں چپ نہ رہوں گا، یروشلم کی خاطر میں دم نہ لوں گا، جب تک کہ اس کی صداقت نور کی مانند نہ چمکے اور اس کی نجات روشن چراغ کی طرح جلوہ گر نہ ہو۔ تب قوموں پر تیری صداقت اور سب بادشاہوں پر تیری شوکت ظاہر ہوگی۔“

اے یروشلم میں نے تیری دیواروں پر نگہبان مقرر کئے ہیں، وہ دن رات کبھی خاموش نہ ہوں گے، اے خداوند کا ذکر کرنے والو خاموش نہ رہو اور جب تک وہ یروشلم کو قائم کر کے روئے زمین پر محمود نہ بنائے اسے آرام نہ لینے دو۔“

(یسعیاہ، باب ۶۲: ۱-۶، ۲-۷)

(iv) ”خداوند یوں فرماتا ہے کہ جس دن میں تم کو تمہاری تمام بد کرداری سے پاک کر دوں گا، اسی دن تمہارے شہروں کو بساؤں گا اور تمہارے کھنڈر تعمیر ہوں گے اور وہ ویران زمین جو راہ گزروں کی نظر میں ویران پڑی تھی جوتی جائے گی۔“

(حزقی ایل، باب ۳۶: ۳۳-۳۴)

(v) ”اور خداوند یوں فرماتا ہے کہ: میں بنی اسرائیل کو قوموں کے درمیان سے جہاں جہاں وہ گئے نکال لاؤں گا اور ہر طرف سے ان کو فراہم کروں گا اور ان کے ملک میں لاؤں گا اور میں ان کو اس ملک میں اسرائیل کے پہاڑوں پر ایک ہی قوم بناؤں گا اور ان سب پر ایک ہی بادشاہ ہوگا اور وہ آگے دو قومیں نہ ہوں گے اور نہ دو مملکتوں میں تقسیم کئے جائیں گے۔“

(حزقی ایل، باب ۳۷: ۲۱-۲۲)

## جنگ عظیم اور تصور مسیح

(i) ”پس تو معلوم کر اور سمجھ لے کہ یروشلم کی بحالی اور تعمیر کا حکم (یعنی ہیكل) صادر ہونے سے مسموح فرمانروا تک سات ہفتے اور باسٹھ ہفتے ہوں گے، تب پھر بازار تعمیر کئے جائیں گے اور فصیل بنائی جائے گی، مگر مصیبت کے ایام میں اور باسٹھ ہفتوں کے بعد وہ مسموح قتل کیا جائے اور اس کا کچھ نہ رہے گا اور ایک بادشاہ آئے گا جس کے لوگ شہر مقدس کو برباد کریں گے اور اس کا انجام گویا طوفان کے ساتھ ہوگا اور آخر تک لڑائی رہے گی اور بربادی مقرر ہو چکی ہے۔“

(دانی ایل، باب ۹: ۲۵-۲۶)

## تصور مسیح ثانی

(i) ”دیکھو میرا خادم جس کو میں سنبھالتا ہوں، میرا برگزیدہ ہے جس سے میرا دل خوش ہے۔ میں نے اپنی روح اس پر ڈالی تو وہ قوموں میں عدالت جاری کرے گا، نہ وہ چلائے گا نہ شور کرے گا اور نہ بازاروں میں اس کی آواز سنائی دے گی۔ وہ مسلے ہوئے سرکنڈوں کو نہ

توڑے گا اور نہ ٹٹماتی بتی کو بجھائے گا وہ راستی سے عدالت کرے گا۔“

(یسعیاہ، باب ۴۲، آیت ۱-۳)

(ii) ”اور جب پورے ہو جائیں گے اور تو اپنے باپ دادا کی طرح سو جائے گا تو میں تیری نسل کو جو تیرے صلب سے ہوگی، کھڑا کر کے اس کی سلطنت کو قائم کروں گا۔ وہی میرے نام کا گھر بنائے گا اور میں اس کی سلطنت کا تخت ہمیشہ سے قائم کروں گا اور میں اس کا باپ ہوں گا اور وہ میرا بیٹا ہوگا۔“

(سموئیل، باب ۷، آیت: ۱۲-۱۳)

(iii) ”کمزور ہاتھوں کو زور اور ناتواں گھٹنوں کو توانائی دو، ان کو جو کج دے (کمزور دل) ہیں، کہو ہمت باندھو، ڈرو نہیں، دیکھو تمہارا خدا سزا اور جزا لے آتا ہے، ہاں خدا ہی آئے گا اور تم کو بچائے گا۔ اس وقت اندھوں کی آنکھیں وا (ٹھیک) کی جائیں گی اور بہروں کے کان کھول دیئے جائیں گے۔ تب لنگڑے ہرن کی مانند چوڑیاں بھریں گے اور گونگے کی زبان بولے گی۔ کیونکہ بیابان میں پانی اور دشت میں ندیاں پھوٹ پڑیں گی۔“

(یسعیاہ، باب ۳۵: ۳-۶)

(iv) ”دیکھ خداوند کا دن آتا ہے، جب تیرا مال لوٹ کر تیرے اندر بانٹا جائے گا، کیونکہ میں سب قوموں کو فراہم کروں گا کہ یروشلم سے جنگ کریں گے..... تب خداوند خروج کرے گا اور ان قوموں سے لڑے گا جیسے جنگ کے دن لڑا کرتا تھا، اس روز وہ کوہ زیتون پر جو یروشلم کے مشرق میں واقع ہے، کھڑا ہوگا اور کوہ زیتون درمیان سے پھٹ جائے گا اور اس کے مشرق سے مغرب تک ایک بڑی وادی ہو جائے گی۔“

(زکریا، باب ۱۴: ۱-۴)

### یاجوج ماجوج اور جنگ:

(i) ”اور کہہ خداوند یوں فرماتا ہے کہ اے آدم زاد جوج کی طرف جو ماجوج کی سرزمین کا ہے

اور روش اور مسک اور تو بل کا فرمانروا ہے، متوجہ ہو اور اس کے خلاف نبوت کر اور کہہ کہ دیکھ اے ماجوج روش اور مسک اور تو بل کے فرمانروا میں تیرا مخالف ہوں اور میں تجھے پھرا دوں گا اور تیرے جبروں میں آنکڑے ڈال کر تجھے اور تیرے تمام لشکر اور گھوڑوں اور سواروں کو جو سب کے سب تیغ زن ہیں، کھینچ نکالوں گا۔

اور آخری برسوں میں..... تو چڑھائی کرے گا اور آندھی کی طرح آئے گا اور بادل کی طرح تو زمین پر چھا جائے گا تو تیرا لشکر اور بہت سے لوگ تیرے ساتھ۔

اور تو اپنی جگہ سے شمال کی دو اطراف سے آئے گا اور بہت سے لوگ تیرے ساتھ سب کے سب گھوڑوں پر سوار ہوں گے، ایک بڑی فوج اور بھاری لشکر۔ تو میری امت اسرائیل کے مقابلہ کو نکلے گا اور زمین کو بادل کی طرح چھپالے گا۔ یہ آخری دنوں میں ہوگا اور میں تجھے اپنی سرزمین پر چڑھلاؤں گا۔“

(حزقی ایل، باب ۱: ۳۸-۱: ۴۰، ۱۶-۱۹)

(ii) ”پس اے آدم زاد تو جوج کے خلاف نبوت کر اور کہہ خداوند یوں فرمایا ہے: دیکھ اے جوج روش اور مسک اور تو بل کے فرمانروا میں تیرا مخالف ہوں اور میں تجھے پھرا دوں گا اور تجھے لئے پھروں گا، شمال کے دور اطراف سے چڑھلاؤں گا اور تو اسرائیل کے پہاڑوں پر اپنے سب لشکر اور جماعتیوں سمیت گرجائے گا اور میں تجھے ہر قسم کے شکاری پرندوں اور میدان کے درندوں کو دوں گا کہ کھا جائیں گے۔“

(حزقی ایل، باب ۱: ۳۹-۴)

## قیامت کا دن

”خداوند کہتا ہے: اور میں زمین اور آسمان میں عجائب ظاہر کروں گا، یعنی خون اور آگ اور دھوئیں کے ستون، سورج تاریک ہو جائے گا اور چاند خون آلود ہو جائے گا۔ یہ



خداوند کا دن ہوگا جو بہت خوفناک ہوگا۔“

(یوایل، باب ۲: ۳۱-۳۲)

عہد نامہ قدیم (مختلف صحائف) سے متون پیش کرنے کے بعد یہودیوں کے عقیدہ اور مقاصد کے بارے میں درج ذیل باتیں سامنے آتی ہیں۔

(۱) یہودی اپنے عقیدے کے مطابق اپنی زمین پر واپس آچکے ہیں اور انہوں نے اپنی ریاست ”اسرائیل“ قائم کر لی ہے۔

(۲) یروشلم (بیت المقدس) کو اپنے عقیدے کی بنیاد پر بحال کر چکے ہیں، یعنی ۱۹۶۷ء میں اسرائیل نے بیت المقدس پر قبضہ کر لیا تھا۔ معبد (ہیکل سلیمانی) اور دیوار گریہ کو اپنے تکمیلی مقاصد اور قبضہ کے بعد بقول ان کے وہ دور مسیحائی میں داخل ہو چکے ہیں۔

(۳) یہودیوں کے عقائد کے مطابق نئے ہزارہ کے آغاز میں مسیح آئے گا۔

(۴) دجال کا ظہور ہوگا اور جنگ ہوگی۔

(۵) یہودی اپنے عقیدے کی بنیاد پر ہیکل سلیمانی تعمیر کرنا چاہیں گے۔

(۶) جوج ماجوج سے جنگ کا معاملہ کسی وقت پیش آسکتا ہے۔

### عیسائیت اور قرب قیامت

عیسائیت تینوں ادیان میں آبادی کے لحاظ سے سب سے بڑا مذہب ہے۔ گزشتہ دو صدیوں سے بہترین ترقی، ٹیکنالوجی اور عسکری اعتبار سے عیسائی مملکتیں اس وقت دنیا کی سپر پاور ہیں اور امریکہ ان کی رہنمائی کر رہا ہے۔

دوسرے ادیان الہی کی طرح قیامت کے قریب رونما ہونے والے فتنوں، جنگوں اور دیگر حوادث کے بارے میں مسیحیت میں بھی تصور پایا جاتا ہے۔ جسے قرب قیامت کی نشانیاں بھی کہہ سکتے ہیں۔ تاہم قارئین کرام! یہ بات بھی زیر نظر رہے کہ عیسائی اس سلسلے میں یہودی مذہب

سے متاثر ہیں۔

## تعلیمات اور عقیدہ آخرت

یسوع نے اپنے شاگردوں کو ہدایت کی کہ:

”اگر تیرا بھائی تیرا گناہ کرے تو اسے خلوت میں لے جا کر بات چیت کر کے سمجھا۔ اگر وہ تیری سننے تو تو نے اپنے بھائی کو پالیا۔ اگر نہ سنے تو ایک دو آدمیوں کو اپنے ساتھ لے جاتا کہ یہ بات دو تین گواہوں کی زبان سے ثابت ہو جائے۔ اگر وہ ان کی بھی نہ سنے اور انکار کر دے تو پھر کلیسیا (مذہبی رہنما) سے کہہ اگر کلیسیا کی بھی سننے سے انکار کر دے تو تو اسے غیر قوم والے اور محصول لینے والے کے برابر جان، میں سچ کہتا ہوں جو کچھ تم زمین پر کرو (اعمال) گے، اس کا اجر آسمان پر پاؤ گے اور جو کچھ تم زمین پر کھولو گے وہ آسمان پر کھلے گا۔“

(متی کی انجیل، باب ۱۸: ۱۵-۱۸)

## قرب قیامت کے حالات اور نزول مسیح

جب حضرت عیسیٰؑ زیتون کے پہاڑ پر بیٹھے تو ان کے شاگردوں نے پوچھا:

(i) ”ہم کو بتا کہ یہ باتیں کب ہوں گی اور تیرے آنے اور دنیا کے آخر ہونے کا نشان کیا ہوگا؟“

”تو یسوع نے جواب میں کہا: خبردار کوئی تم کو گمراہ نہ کر دے، کیونکہ بہتیرے میرے نام سے آئیں گے اور کہیں گے میں مسیح ہوں اور بہت سے لوگوں کو گمراہ کریں گے اور تم لڑائیوں کی افواہ سنو گے، خبردار گھبرانہ جانا، کیونکہ ان باتوں کا واقع ہونا ضرور ہے، لیکن اس وقت خاتمہ نہ ہوگا، کیونکہ قوم پر قوم اور سلطنت پر سلطنت چڑھائی کرے گی اور جگہ جگہ کال پڑیں اور بھونچال (زلزلے) آئیں گے۔“

لیکن یہ سب باتیں مصیبتوں کا شروع ہوں گی، اس وقت لوگ تم کو ایذا دینے کے لئے پکڑوائیں گے اور میرے نام کی خاطر سب قومیں تم سے عداوت رکھیں گی اور اس وقت

بہترے ٹھوکریں کھائیں گے اور ایک دوسرے کو پکڑوائیں گے اور ایک دوسرے سے عداوت رکھیں گے۔ اور بہت سے جھوٹے نبی اٹھ کھڑے ہوں گے اور بہتروں کو گمراہ کریں گے اور بے دینی بڑھ جانے کی وجہ سے بہتروں کی محبت ٹھنڈی پڑ جائے گی، مگر جو آخرت تک برداشت کر لے نجات پائے گا اور بادشاہی کی اس خوشی کی منادی تمام دنیا میں ہوگی، تا کہ سب قوموں کے لئے گواہی ہو، تب خاتمہ ہوگا۔

پس تم جب اس اجاڑنے والی مکروہ چیز کو جس کا ذکر دانی ایل نبی کی معرفت ہوا۔ مقدس مقام پر کھڑا ہوا دیکھو (پڑھنے والا سمجھ لے) تو جو یہودیہ ہیں وہ پہاڑوں پر بھاگ جائیں اور جو کوٹھے پر ہوں وہ اپنے گھر کا اسباب لینے نیچے نہ اتریں اور جو کھیت میں ہوں وہ اپنا کپڑا لینے کو پیچھے نہ لوٹے، مگر افسوس ان پر جو ان دنوں حاملہ ہوں اور دودھ پلاتی ہوں گی۔ میں دعا کروں گا کہ تم کو جاڑے میں یا سبت کے دن بھاگنا نہ پڑے۔

کیونکہ اس وقت ایسی مصیبت ہوگی کہ دنیا کے شروع سے اب تک ہوئی نہ کبھی ہوگی اور اگر وہ دن گھٹائے نہ جاتے تو کوئی بشر بھی نہ بچتا، مگر برگزیدوں کی خاطر وہ دن گھٹائے جائیں گے۔ اس وقت اگر تم سے کوئی کہے کہ دیکھو مسیح یہاں ہے، وہاں ہے، تو یقین نہ کرنا، کیونکہ جھوٹے مسیح اور جھوٹے نبی اٹھ کھڑے ہوں گے اور بڑے نشان اور عجیب کام دکھائیں گے۔ اگر ممکن ہو تو برگزیدوں کو بھی گمراہ کر لیں۔ دیکھو میں نے پہلے تم سے کہہ دیا ہے پس اگر وہ تم سے کہیں گے کہ دیکھو وہ بیابان میں ہے تو باہر نہ جانا یا دیکھو وہ کوٹھڑیوں میں ہے تو یقین نہ کرنا۔“

(متی کی انجیل، باب ۲۴: ۱-۲۷)

(ii) ”لیکن یہ جان رکھ کہ آخر زمانہ میں برے دن آئیں گے، کیونکہ آدمی خود غرض، زرد دست (مادہ پرست)، شیخی باز، مغرور، بدگو، ماں باپ کا نافرمان، ناشکرا، ناپاک، طبعی محبت سے خالی، سنگدل، تہمت لگانے والے بے ضبط، تند مزاج، نیکی کے دشمن، دغا باز، ڈھیٹ، گھمنڈ

کرنے والے، خدا کی نسبت عیش و عشرت کو زیادہ دوست رکھنے والے ہوں گے۔ وہ دینداری کی وضع تو رکھیں گے، مگر اس کے اثر کو قبول نہ کریں گے، ایسوں سے بھی کنارہ کرنا۔

ان ہی میں سے وہ لوگ بھی ہیں جو گھروں میں دبے پاؤں گھس آتے ہیں اور ان چھچھوری عورتوں کو قابو میں کر لیتے ہیں جو گناہوں میں دبی ہوئی ہیں اور طرح طرح کی خواہشوں کے بس میں ہیں اور ہمیشہ تعلیم پاتی رہتی ہیں، مگر حق کی پہچان تک کبھی نہیں پہنچتیں۔“

(تیسٹہیس، باب ۱:۳-۷)

درج بالا متون میں قیامت کے قریب رونما ہونے والے فتنوں کو بیان کیا گیا ہے، جس میں لوگوں کو ثابت قدم رہنے کی تلقین کی گئی ہے۔ اس کے ساتھ ہی جھوٹے نبیوں اور خدائی دعویٰ کرنے والے جھوٹوں اور دجال کے ظلم و جبر کے بارے میں خبردار کیا گیا ہے۔ یہود و نصاریٰ اپنے عقائد کی بنیاد پر اپنے آپ کو قرب قیامت کے دور میں داخل کر چکے ہیں اور مقاصد کی تکمیل کے لئے کوشاں ہیں۔

## نزول مسیحؑ

(i) ”اور اس وقت ابن آدم کا نشان آسمان پر دکھائی دے گا اور اس وقت زمین کی سب قومیں سینہ کو بی کریں گی اور ابن آدم کو بڑی قدرت اور جلال کے ساتھ آسمان کے بادلوں پر آتا دیکھیں گے۔“

(ii) ”اور تم ان آدمیوں کی مانند بنو جو اپنے مالک کی راہ دیکھتے ہوں کہ وہ شادی میں سے کب (واپس) لوٹے گا تا کہ وہ آ کر دروازہ کھٹکھٹائے تو فوراً اس کے واسطے (دروازہ) کھول دیں۔ مبارک ہیں وہ جن کا مالک انہیں آ کر جاگتا پائے۔“

میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ وہ کمر باندھ کر انہیں کھانا کھانے کو بٹھائے گا اور پاس آ کر ان کی خدمت کرے گا۔ اگر وہ رات کو دوسرے یا تیسرے پہر میں آ کر ان کو ان ایسے حال میں

پائے تو وہ نوکر مبارک ہیں، لیکن یہ جان رکھو کہ اگر گھر کے مالک کو معلوم ہوتا کہ چور کس گھڑی آئے گا تو جاگتا رہے اور اپنے گھر میں نقب نہ لگنے دیتا۔ تم بھی تیار رہو، کیونکہ جس گھڑی تمہیں گمان بھی نہ ہوگا۔ ”ابن آدم“ آجائے گا۔

(لوقا، باب ۱۲: ۳۳۶-۳۴۰)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قیامت کے قریب نزول قیامت کی اہم علامت ہے۔ اس سلسلے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِنْ هُوَ إِلَّا عَبْدٌ أَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنَاهُ مَثَلًا لِّبَنِي إِسْرَائِيلَ ۝  
وَلَوْ نَشَاءُ لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ مَلَائِكَةً فِي الْأَرْضِ يَخْلُقُونَ ۝ وَإِنَّهُ  
لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُون ۝ هَذَا صِرَاطٌ  
مُّسْتَقِيمٌ ۝

(سورة الزخرف: ۵۹-۶۱)

ترجمہ: ”وہ (عیسیٰ علیہ السلام) تو ہمارے مقبول بندے ہیں جن پر ہم نے (نبوت عطا کر کے) احسان کیا اور بنی اسرائیل کے لیے قدرت کا ایک نشان بنا دیا۔ ہمیں قدرت ہے اگر ہم چاہتے تو تمہاری جگہ فرشتوں کو زمین پر جانشین بنا دیتے۔ یقیناً وہ (عیسیٰ علیہ السلام) قیامت کی نشانی ہیں پس تم ہرگز نہ شک کرو اس کے آنے میں اور میری پیروی کرو یہی سیدھا راستہ ہے۔“

(۲) وَقَوْلِهِمْ إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ  
اللَّهِ وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ وَإِنَّ الَّذِينَ اخْتَلَفُوا  
فِيهِ لَفِي شَكٍّ مِّنْهُ ۝ مَا لَهُمْ بِهِ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا تَبَاعُ الظَّنِّ ج  
وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا ۝ بَلْ رَفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ ۝ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا

حَكِيمًا ۝ وَإِنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لِيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ ۚ  
وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِدًا ۝

(سورة النساء: ۱۵۷-۱۵۹)

ترجمہ: ”اور یوں کہا کہ ہم نے مسیح ابن مریم کو قتل کر ڈالا ہے۔ حالانکہ نہ انہوں نے اسے قتل کیا نہ سولی چڑھایا لیکن انہیں ان ہی کی شکل جیسا ایک اور آدمی قتل کر دینے کا گمان ہو گیا ہے اور جو لوگ ان کے بارے میں جھگڑتے ہیں وہ وہم میں پڑے ہوئے ہیں۔ ان کو اس کے متعلق کچھ بھی علم نہیں یہ اپنے ظن کی بنیاد پر شک کر رہے ہیں اور یقیناً انہوں نے اسے قتل نہیں کیا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی طرف اٹھالیا ہے اور اللہ بڑا زبردست حکمت والا ہے (قرب قیامت میں آسمان سے نزول کے بعد) عیسیٰ علیہ السلام کی طبعی موت سے پہلے ہر ایک اہل کتاب اسلام کے مطابق صحیح ایمان لائے گا اور قیامت کے دن آپ ان پر گواہ ہوں گے۔“

(۲) نزول عیسیٰ علیہ السلام احادیث کی روشنی میں:

(۱) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم  
وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَيُوشِكَنَّ أَنْ يَنْزَلَ فِيكُمْ  
ابْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ حَكَمًا مُقْسَطًا  
فَيَكْسِرَ الصَّلِيبَ وَيَقْتُلَ الْخَنزِيرَ وَيَضَعُ الْجِزْيَةَ  
وَيُفِيضُ الْمَالَ حَتَّى لَا يَقْبَلَهُ أَحَدٌ.

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان نزول عیسیٰ ابن مریم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

”حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے البتہ قریب ہے جب اتریں گے عیسیٰؑ مریم کے بیٹے تم لوگوں میں اور حکم کریں گے موافق شریعت کے اور انصاف کریں گے اور توڑ ڈالیں گے سولی کو (جو نصاریٰ نے بنا رکھی ہے اور اس کی پرستش کرتے ہیں) اور مار ڈالیں گے خنزیر کو اور موقوف کر دیں گے جزیہ اور بہت دیں گے مال (لوگوں) کو یہاں تک کہ کوئی نہ لے گا اس کو۔“

(ب) عَنْ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم:  
فَبِعَثِّ اللَّهِ عِيسَىٰ بِنِ مَرْيَمَ كَأَنَّهُ عُرْوَةُ بِنِ مَسْعُودٍ فَيَطْلُبُهُ  
فِيهِلْكُهُ ثُمَّ يَمُكُّ النَّاسُ سَبْعَ سِنِينَ لَيْسَ بَيْنَ اثْنَيْنِ  
عَدَاوَةٌ ثُمَّ يُرْسِلُ اللَّهُ رِيحًا بَارِدَةً مِنْ قِبَلِ الشَّامِ فَلَا يَبْقَى  
عَلَىٰ وَجْهِ الْأَرْضِ أَحَدٌ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ خَيْرٍ  
أَوْ إِيْمَانٍ إِلَّا قَبَضَتْهُ حَتَّىٰ لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ دَخَلَ فِي كَبِدِ جَبَلٍ  
لَدَخَلَتْهُ عَلَيْهِ حَتَّىٰ تَقْبِضَهُ -

(صحیح مسلم، کتاب الفتن و اشراط الساعة، باب ذکر الدجال)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

”حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: پھر اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ

السلام کو بھیجے گا۔ ان کی شکل عروہ بن مسعود (صحابی) کی سی ہے وہ دجال کو ڈھونڈ نکالیں گے اور اس کو قتل کر دیں گے پھر سات برس تک لوگ ایسے رہیں گے کہ دو شخصوں کے درمیان کوئی دشمنی نہ ہوگی پھر اللہ تعالیٰ ٹھنڈی ہوا چلائیں گے شام

کی طرف سے تو زمین پر کوئی ایسا نہ رہے گا جس کے دل میں رتی بھرا ایمان یا بھلائی ہو (یعنی تمام مسلمانوں کو اس ٹھنڈی ہوا سے موت آ جائے گی) یہاں تک کہ اگر کوئی تم سے پہاڑ کی کھوہ میں بھی گھس جائے تو وہاں بھی پہنچ کر یہ ہوا اس کی جان نکال لے گی۔“

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بارے میں مسلمانوں اور عیسائیوں کے عقائد میں مماثلت پائی جاتی ہے۔

### مسیح (عیسیٰ ابن مریم) کی ہزار سالہ بادشاہت کا عقیدہ

عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ مسیح (عیسیٰ ابن مریم) اپنے پورے جلال کے ساتھ زمین پر دوبارہ آئیں گے اور دنیا سے ظلم و جبر ختم کر کے اپنی ہزار سالہ حکومت قائم کریں گے۔ عیسائیوں کے فرقوں کی تھولک، پروٹسٹنٹ اور آرتھوڈکس کا عقیدہ ہے کہ دوسرے ہزارہ کے خاتمہ پر مسیح نازل ہوں گے اور بیت المقدس کو مرکز بنا کر حکمرانی کریں گے۔ عیسائیوں کا فرقہ ”پروٹسٹنٹ“ (جو اپنے عقائد کی بنیاد پر یہودیوں کے قریب اور مسلمانوں سے نفرت کرتا ہے) بڑی شد و مد سے اس کا پرچار کر رہا ہے۔

(i) ”پھر میں نے تخت دیکھے اور لوگ ان پر بیٹھ گئے اور عدالت ان کے سپرد کر دی گئی اور ان کی روحوں کو بھی دیکھا جن کے سر یسوع کی گواہی دینے اور خدا کے کلام کے سبب کاٹے گئے تھے اور جنہوں نے اس حیوان کی پرستش کی تھی اور نہ اس کے بت کی اور اس کی چھاپ اپنے ماتھے اور ہاتھوں پر لی تھی، وہ زندہ ہو کر ہزار برس تک مسیح کے ساتھ بادشاہی کرتے رہے اور جب تک ہزار برس پورے نہ ہوئے، پہلی قیامت یہی ہے۔

مبارک اور مقدس ہے وہ جو پہلی قیامت میں شریک ہو۔ ایسوں پر دوسری موت کا کچھ اختیار نہیں بلکہ وہ خدا اور مسیح کے کاہن ہوں گے اور اس کے ساتھ ہزار برس تک



بادشاہی کریں گے۔“

(مکاشفہ، باب ۲۰:۴-۶)

(ii) ”شیطان کو اس ہزار برس کی حکومت کے دوران قید کر دیا جائے گا۔“ اُس نے اس اژدھا یعنی پرانے سانپ کو جو ابلیس اور شیطان سے پکڑ کر ہزار برس کے لئے باندھا اور اسے اتھاہ گڑھے میں ڈال کر بند کر دیا اور اس پر مہر کر دی تاکہ وہ ہزار برس (ہزار برس کی حکومت کے دوران) پورے ہونے تک قوموں کو پھر گمراہ نہ کر سکے۔ اس کے بعد ضرور ہے کہ تھوڑے عرصہ کے لئے کھولا جائے گا۔“

(مکاشفہ، باب ۲۰:۲-۳)

(iii) پادری ایف۔ ایس خیر اللہ لکھتے ہیں:

”مسیح کی آمد سے (مخالف مسیح) کو باندھا جائے گا اور قید میں ڈالا جائے تاکہ وہ قوموں کو گمراہ نہ کر سکے، مسیح اپنے جی اٹھے مقدسین کے ساتھ زمین پر ایک ہزار سال حکومت کریں گے۔ اس نظریہ کو ہزار سالہ بادشاہت کا نظریہ کہتے ہیں۔“

(خیر اللہ، ایف۔ ایس پادری، قاموس الکتاب: ص ۶۶۱)

## تیسرے ہزارہ کے شروع میں نزول مسیح

(i) ”پھر اس نے ان سے کہا، یہ میری باتیں وہ ہیں جو میں نے تم سے اس وقت کہی تھیں، جب تمہارے ساتھ تھا کہ ضرور ہے کہ جتنی باتیں موسیٰ کی تورات اور نبیوں کے صحیفوں اور زبور میں میری بابت لکھی ہیں، پوری ہوں۔ پھر اس نے ان کا ذہن کھولا ہے تاکہ کتاب مقدس کو سمجھیں اور ان سے کہا، یوں لکھا ہے کہ مسیح ڈکھ اٹھائے گا اور تیسرے دن مردوں میں سے جی اٹھے گا اور یروشلم سے شروع کر کے سب قوموں میں توبہ اور گناہوں کی معافی کی منادی اس کے نام سے کی جائے گی۔ تم ان باتوں کے گواہ ہو اور دیکھو جس کا میرے باپ نے وعدہ کیا ہے، میں اس کو تم پر نازل کروں گا، لیکن جب تم کو قوت کا لباس نہ ملے،

اس شہر میں ٹھہرے رہو۔“

(لوقا، باب ۲۴: ۲۴-۲۹)

(ii) ”اے عزیز یہ خاص بات تم پر پوشیدہ نہ رہے کہ خداوند کے نزدیک ایک دن ہزار برس کے برابر ہے اور ہزار برس ایک دن کے برابر، خداوند اپنے وعدے میں دیر نہیں کرتا، جیسی دیر بعض لوگ سمجھتے ہیں، بلکہ تمہارے بارے میں تحمل کرتا ہے۔ اس لئے کہ کسی کی ہلاکت نہیں چاہتا، بلکہ یہ چاہتا ہے کہ سب کی توبہ تک نوبت پہنچے، لیکن خداوند کا دن چور کی طرح آئے گا۔ اس دن آسمان بڑے شور و غل کے ساتھ برباد ہو جائیں گے اور اجرام فلکی حرارت کی شدت کی وجہ سے پگھل جائیں گے اور زمین اور اس پر کے کام جل جائیں گے۔“

(پطرس کا دوسرا خط، باب ۳: ۸-۱۰)

نصاری کے عقیدے کے مطابق تیسرے دن کے شروع میں جی اٹھے گا، جبکہ ایک دن ہزار برس کے برابر ہے، اس طرح دو ہزار ختم ہونے اور تیسرا ہزارہ کے آغاز (اکیسویں صدی کے شروع) میں نزول مسیح ہوگا۔

### مسیح علیہ السلام ثانی کا فضاء میں استقبال

”چنانچہ ہم تم سے خداوند کے کلام کے مطابق کہتے ہیں کہ ہم جو زندہ ہیں اور خداوند کے آنے تک باقی رہیں گے۔ سوئے ہوؤں سے ہرگز آگے نہ بڑھیں گے، کیونکہ خداوند خود آسمان سے لکارا اور مقرب فرشتہ کی آواز اور خدا کے نرنگے کے ساتھ اتر آئے گا اور پہلے تو جو مسیح میں موئے جی اٹھے گا، پھر ہم جو زندہ باقی ہوں گے۔ ان کے ساتھ بادلوں پر اٹھائے جائیں گے تاکہ ہوا (فضاء) میں خداوند کا استقبال کریں اور اس طرح ہمیشہ خداوند کے ساتھ رہیں گے، پس تم ان باتوں سے ایک دوسرے کو تسلی دے لیا کرو۔“

(تھسلونیکوں ۱، باب ۴: ۱۵-۱۸)

## دجال کی آمد اور اس کا خاتمہ

”کسی طرح سے کسی کے فریب میں نہ آنا، کیونکہ وہ دن (قیامت) نہیں آئے گا، جب تک کہ پہلے برگشتگی نہ ہو اور وہ گناہ کا شخص ہلاکت کا فرزند ظاہر نہ ہو، جو مخالفت کرتا ہے اور ہر ایک سے جو خدا یا معبود کہلاتا ہے، اپنے آپ کو بڑا ٹھہراتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ خدا کے مقدس میں بیٹھ کر اپنے آپ کو خدا ظاہر کرتا ہے۔ کیا تمہیں یاد نہیں کہ جب میں تمہارے پاس تھا تو تم سے یہ باتیں کہا کرتا تھا، اب جو چیز اسے روک رہی ہے تاکہ وہ اپنے خاص وقت پر ظاہر ہو، اس کو تم جانتے ہو، کیونکہ بے دینی کا بھید تو اب بھی تاثیر کرتا جاتا ہے، مگر اب ایک روکنے والا ہے اور جب تک وہ دور نہ کیا جائے روکے رہے گا۔“

اس وقت وہ بے دین ظاہر ہوگا، جسے خداوند یسوع اپنے منہ کی پھونک سے ہلاک اور اپنی تجلی سے نیست کرے گا اور جس کی آمد شیطان کی تاثیر کے موافق ہر طرح کی جھوٹی قدرت اور نشانوں اور عجیب کاموں کے ساتھ۔“

(تھسلنیکیوں ۲، باب ۲: ۳-۹)

(ii) ”اے لڑکوا! آخر وقت اور جیسا تم نے سنا ہے کہ مخالف مسیح آنے والا ہے..... کون جھوٹا ہے، سو اس کے جو یسوع مسیح کے ہونے کا انکار کرتا ہے، مخالف مسیح وہی ہے جو باپ اور بیٹے کا انکار کرتا ہے۔“

(۱- یوحنا، باب ۲: ۱۸، ۲۲)

خروج دجال کے سلسلے میں مسلمانوں اور عیسائیوں کے عقیدے میں مماثلت:

ترجمہ: حضرت نو اس بن سمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

”ایک روز حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: دجال شام اور عراق کے

راستے سے نکلے گا۔ دائیں بائیں فساد مچاتا آئے گا۔ اے خدا کے بندو تم ایمان پر قائم رہنا۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ دجال زمین پر کتنی مدت ٹھہرے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: چالیس دن تک جس کا ان میں ایک دن ایک سال کے برابر ہوگا اور دوسرا دن ایک مہینے کے برابر ہوگا اور تیسرا دن ایک ہفتے کے برابر ہوگا، جب کہ باقی دن عام دنوں جیسے ہوں گے۔ (تو ہمارے دنوں کے حساب سے دجال ایک سال دو مہینے اور چودہ دن تک رہے گا) صحابہ کرامؓ نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ جو دن سال بھر کے برابر ہوگا اس دن ہم کو ایک ہی دن کی نماز کفایت کرے گی؟ آپ نے فرمایا نہیں تم اندازہ کر لینا اس دن میں بقدر اس کے یعنی جتنی دیر کے بعد ان دنوں میں نماز پڑھتے ہو۔

صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اس کی چال کیسی ہوگی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس بارش کی طرح جیسے ہوا پیچھے کودھکیلتی ہے۔ پھر وہ ایک قوم کے پاس جائے گا اور انہیں کفر کی طرف بلائے اور وہ اس پر ایمان لے آئیں گے اور اس کی بات مانیں گے تو وہ آسمان کو حکم کرے گا وہ پانی برسا دے گا اور زمین کو حکم کرے گا وہ ان کی گھاس اگا دے گی۔ شام کو چراگا ہوں سے جانور لوٹ کر آئیں گے تو پہلے سے زیادہ ان کے کوہان (اونٹ کی) لمبے ہوں، تھن دودھ دینے والے بڑھے ہوں گے اور جانوروں کی کوکھیں خوب تنی ہوں گی۔ پھر دجال ایک دوسری قوم کے پاس آئے گا اور ان کو بھی کفر کی طرف بلائے گا لیکن وہ قوم دجال کی بات نہ مانے گی، تو وہ ان کے پاس سے

چلا جائے گا۔ ان پر قحط سالی اور خشکی چھا جائے گی۔ ان کا مال  
 و اسباب ختم ہو جائے گا۔ دجال ویران اور بنجر زمین کو کہے گا کہ تو اپنے  
 خزانے نکال تو وہاں سے خزانے نکل کر اس کے پاس جمع ہو جائیں  
 گے جیسے شہد کی مکھیاں بڑی مکھی کے گرد جمع ہو جاتی ہیں۔

پھر دجال ایک جوان مرد کو بلائے گا اور اس کو تلوار سے قتل کر دے گا اور  
 دو ٹکڑے کر دے گا۔ پھر اس کو زندہ کر کے پکارے گا اور وہ جوان ہنستا  
 مسکراتا ہوا اس کے پاس آئے گا۔

اچانک اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھیجے گا۔ آپ سفید مینار  
 کے پاس زرد کپڑوں میں ملبوس نازل ہوں گے۔“

(صحیح مسلم، کتاب الفتن و اشراط الساعة)

### عقیدہ مسیحیت اور اسرائیلی ریاست کا قیام

”پس انہوں نے کہا جمع ہو کر اور پوچھا اس سے کہ اے خداوند! کیا تو اسی وقت  
 اسرائیل کو بادشاہی پھر عطا کرے گا۔ اس نے ان سے کہا ان وقتوں اور میعادوں کا جاننا  
 جنہیں باپ نے اپنے ہی اختیار میں رکھا ہے، تمہارا کام نہیں، لیکن جب روح القدس تم  
 پر نازل ہوگا تو تم اس وقت قوت پاؤ گے اور یروشلم اور تمام یہودیہ اور سامریہ میں بلکہ  
 زمین کی انتہا تک میرے گواہ ہو گے۔ یہ کہہ کر وہ ان کے دیکھتے دیکھتے اُپر اٹھالیا اور  
 بادل نے اسے ان کی نظروں سے چھپالیا اور اس کے جاتے وقت جب وہ آسمان کی  
 طرف غور سے دیکھ رہے تھے۔

تو دیکھو دو مرد سفید پوشاک پہنے ان کے پاس آکھڑے ہوئے اور کہنے لگے، اے  
 گلیلی مردو! تم کیوں کھڑے آسمان کی طرف دیکھتے ہو؟ یہی یسوع مسیح جو تمہارے پاس سے

آسمان پر اٹھایا گیا، اسی طرح پھر آئے گا جس طرح تم نے اسے آسمان پر جاتے دیکھا ہے۔

(رسولوں کے اعمال، باب ۱: ۶-۱۱)

قارئین کرام! عیسائی مملکتوں نے اپنے مذہبی عقیدے کی بنیاد پر اسرائیل کی ریاست کے قیام میں راہ ہموار کی ہے اور اسرائیل کی سرحدوں کو وسعت دینا بھی عیسائیوں کے عقیدہ میں شامل ہے۔ مسلمانوں کو اس سلسلے میں کوئی غلط فہمی نہیں ہونی چاہئے۔

### جنگ عظیم (ہرمجدون) کا تصور

”ہرمجدون“ عبرانی زبان کے الفاظ سے مشتق ہے۔ ”ہر“ کے معنی پہاڑ اور ”مجیدو“ فلسطین کی ایک وادی کا نام ہے، یعنی ”مجیدو کا پہاڑ“ قدیم زمانے میں بھی اس وادی میں بہت سی جنگیں لڑی گئی ہیں۔

دور جدید میں عیسائی مملکتوں بالخصوص امریکہ میں نئی ہزاری کے آغاز میں اس مقام پر لڑی جانے والی ایک بڑی جنگ ”ہرمجدون“ کا بڑا چرچا ہے۔ اس سلسلے میں تفصیلی بحث اگلے صفحات میں کی جائے گی، تاہم ذیل میں عہد نامہ جدید اور عہد نامہ قدیم کے متون پیش کئے جا رہے ہیں، تاکہ یہودیوں اور عیسائیوں کا اس جنگ کے بارے میں مذہبی نقطہ نظر واضح ہو سکے۔

### عہد نامہ جدید سے

(i) ”یہ شیاطین کی نشان دکھانے والی روہیں ہیں، جو قادر مطلق خدا کے روز عظیم لڑائی کے واسطے جمع کرنے کے لئے ساری دنیا کے بادشاہوں سے نکل کر جاتی ہے (دیکھو میں چور کی طرح آتا ہوں، مبارک ہے وہ جو جاگتا ہے اور اپنی پوشاک کی حفاظت کرتا ہے، تاکہ ننگا نہ پھرے اور لوگ اس کی برہنگی نہ دیکھیں) اور انہوں نے ان کو اس جگہ جمع کیا جس کا نام عبرانی میں ہرمجدون ہے۔“

(یوحنا کا مکاشفہ، باب ۱۶: ۱۴-۱۶)

(ii) ”اور جب لڑائیوں اور فسادوں کی افواہیں سنو تو گھبرانہ جانا، کیونکہ ان کا (یعنی لڑائیوں کا) پہلے واقع ہونا ضروری ہے لیکن اس وقت فوراً خاتمہ نہ ہوگا۔

پھر اس نے کہا کہ ایک قوم دوسری قوم پر اور ایک سلطنت دوسری سلطنت پر چڑھائی (یعنی جنگ) کرے گی اور بڑے بڑے بھونچال (زلزلے) آئیں گے اور جا بجا کال اور مری (یعنی بیماریاں، یا جنگ) پڑے گی اور آسمان پر بڑی بڑی دہشت ناک باتیں اور نشانیاں ظاہر ہوں گی۔“

(لوقا کی انجیل، باب ۲۱: ۹-۱۲)

### عہد نامہ قدیم سے

(i) ”اس روز یروشلم میں بڑا ماتم ہوگا۔ ہددرموں کے ماتم کی مانند جو ”مجدون“ کی وادی میں ہوگا۔ تمام ملک ماتم کرے گا، ہر ایک گھرانہ الگ، داؤد کا گھرانہ الگ۔“

(زکریا، باب ۱۲: ۱۱-۱۲)

(ii) ”قوموں کے درمیان اس بات کی منادی کرو۔ لڑائی کی تیاری کرو، بہادروں کو برا بیچتے کرو، جنگی جوان حاضر کرو وہ چڑھائی کریں۔ اپنے ہل کی پھالوں کو پیٹ کر تلواریں بناؤ اور ہنسوؤں کو کوٹ کر پھالے بناؤ، کمزور کہے میں زور آور ہوں۔ اے اردگرد کی قوموں جلد آ کر جمع ہو جاؤ: اے خداوند اپنے بہادروں کو بھیج دے۔“

(یوایل، باب ۳: ۹-۱۱)

### جوج ماجوج

”اور جب ہزار برس (مسیح کی حکومت کے) پورے ہو چکے ہوں گے تو شیطان قید سے چھوڑ دیا جائے گا اور ان قوموں کو جو زمین کی چاروں طرف ہوں گی، یعنی جوج ماجوج کو گمراہ کر کے لڑائی کے لئے جمع کرنے کو نکلے گا۔ ان کا شمار (جوج ماجوج) سمندر کی

ریت کے برابر ہوگا اور وہ تمام زمین پر پھیل جائیں گے اور مقدس کی لشکر گاہ اور عزیز شہر کو چاروں طرف سے گھیر لیں گے اور آسمان سے ایک آگ نازل ہو کر ان کو کھا جائے گی۔“

(مکاشفہ، باب ۲۰: ۷-۹)

نیز عہد نامہ جدید کے ”یوحنا عارف کا مکاشفہ“ میں بے شمار تشبیہات دی گئی۔ جیسے سمندری حیوان، زمینی حیوان، اژدھا، عورت، فرشتوں کا زنگھا پھونکنا، مہر، سات روحیں، سات ستارے اور ۶۶۶ کا پراسرار ہندسہ وغیرہ بلاشبہ ان تمام پر بحث کی ضرورت ہے، تاہم طوالت کے پیش نظر اس کی تفصیل میں جانا ممکن نہیں۔

قارئین کرام! مسیحیت اور قرب قیامت کے حوالے سے عہد جدید سے مختلف ذیلی عنوانات کے تحت متون پیش کئے گئے جن کا خلاصہ کچھ یوں ہے۔

- (۱) مسیحیت میں اچھے برے اعمال اور روز آخرت میں اس کے حساب کا تصور موجود ہے۔
- (۲) مسیح ثانی کے نزول سے قبل دنیا مصیبتوں، لڑائیوں اور دیگر بہت سے حوادث کا سامنا کرے گی، آخری زمانہ میں برائی اور بد عملی بڑھ جائے گی۔ مسیح ثانی ہونے کے جھوٹے دعویدار پیدا ہوں گے۔
- (۳) یروشلم اور فلسطین کے علاقے میں خیر اور شر کی قوتوں کے درمیان عظیم ٹکراؤ ہوگا، جسے ”ہر مجددون“ کہا گیا ہے۔
- (۴) مسیح ثانی کے نزول سے قبل مسیح مخالف (دجال) کا ظہور ہوگا جو ایمان کی قوتوں پر ظلم ڈھائے گا۔
- (۵) مسیح ثانی کا نزول تیسرے دن کے آغاز یعنی تیسرے ہزارہ کے آغاز (اکیسویں صدی کے شروع) میں ہوگا۔
- (۶) مسیح ثانی کا فضاء میں جا کر استقبال کیا جائے گا۔



(۷) مسیح ثانی کا نزول ہوگا اور گناہ کے شخص یعنی مسیح مخالف کو اپنے منہ کی پھونک اور تجلی سے اسے نیست و نابود کر دے گا۔

(۸) اس کے بعد مسیح ثانی ایک ہزار سال تک بادشاہت کریں گے، دُنیا میں امن و امان ہوگا، اس دوران شیطان کو ایک ہزار سال کے لئے قید کر دیا جائے گا۔

(۹) بادشاہت کی مدت ایک ہزار سال مکمل ہونے کے بعد شیطان پھر آزاد کر دیا جائے گا اور وہ روئے زمین کے اطراف اکناف میں رہنے والی قوموں یعنی جوج ماجوج کو اُکسائے گا جو تعداد میں سمندر کی ریت کے ذروں کی مانند بہت زیادہ ہوں گے۔

(۱۰) بنی اسرائیل کی دوبارہ بحالی یعنی اسرائیل ریاست کا قیام عمل میں آئے گا اور اس کی سلطنت وسیع کی جائے گی۔

### اسرائیل کے مذموم مقاصد

یہودی اللہ تعالیٰ کی مغضوب ترین قوم ہے جنہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں کی نافرمانی کی، حتیٰ کہ انبیاء کرام کو قتل کرنے اور سولی چڑھانے سے بھی باز نہ آئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے یہودیوں کو وعدہ خلافی اور سازشوں کے نتیجے میں مدینہ اور پھر خیبر سے بھی نکال دیا اور یہ مختلف علاقوں میں جا کر آباد ہو گئے۔

یہودی نہایت عیار اور سازشی ذہن رکھنے والی قوم ہے۔ سازشوں اور تخریبی سرگرمیوں کی وجہ سے یہ کبھی عیسائیوں اور کبھی مسلمانوں کے زیرِ عتاب رہے، مختلف ممالک میں ظلم و جبر سہنے کے بعد کولمبس کے دریافت شدہ نئے ملک امریکہ میں کثیر تعداد میں جا کر آباد ہو گئے۔

انیسویں صدی میں امریکہ میں جب عیسائیوں کے انتہا پسند فرقہ پر وٹسٹنٹ کی تحریک شروع ہوئی تو یہودیوں نے بھی نہایت ہوشیاری سے ایک تنظیم قائم کر لی۔ آگے چل کر برطانیہ اور امریکہ کے ارباب اختیار میں اثر و رسوخ پیدا کر کے اور پر وٹسٹنٹ فرقے کی معاونت سے اپنے

آبائی وطن فلسطین میں آباد ہونا شروع ہو گئے اور پھر ۱۹۴۸ء میں اپنی ریاست (اسرائیل) قائم کرنے میں کامیاب ہو گئے جبکہ فلسطینیوں کو یہاں سے بے دخل کرنا شروع کر دیا۔

یہود و نصاریٰ کی دیرینہ مخالفت اور مسلمانوں کی بے حسی کی وجہ سے ۱۹۶۷ء میں امریکہ اور برطانیہ کی مدد سے اسرائیل نے بیت المقدس پر قبضہ کر لیا جو آج تک برقرار ہے۔ یہودی اپنے مذہبی عقائد کی بنیاد پر مسیح موعود کے آنے سے پہلے درج ذیل اہم مقاصد کی تکمیل کے لئے کوشاں ہیں۔

(۱) اپنے آبائی وطن میں واپسی اور یہودی ریاست کا قیام تاکہ منتظر بادشاہ کی آمد پر یہ ریاست ایک بنیاد فراہم کرے۔ یہودی امریکہ اور برطانیہ کی مدد اور تعاون سے اس مقصد میں کامیاب ہو چکے ہیں۔

(۲) بیت المقدس پر قبضہ کرنا تاکہ منتظر بادشاہ وہاں سے پوری دنیا پر حکومت کر سکے، (یہ مقصد بھی یہودی حاصل کر چکے ہیں)۔

(۳) ہیکل سلیمانی: حضرت سلیمانؑ نے خدا کی عبادت کے لئے ۹۶۶-۹۵۹ قبل مسیح میں ایک عبادت گاہ تعمیر کروائی، جو ”ہیکل سلیمانی“ کے نام سے مشہور ہوئی۔ ۵۸۶ قبل مسیح میں بابل کے بادشاہ بخت نصر کے ہاتھوں ہیکل سلیمانی تباہ ہو گیا، تاہم ۵۳۹ قبل مسیح میں اس عبادت گاہ کی دوبارہ تعمیر ہوئی، لیکن ۷۰ء میں رومی بادشاہ ”طیطس“ کے حملہ سے ہیکل دوبارہ تباہ کر دیا گیا، اس وقت سے آج تک ہیکل سلیمانی دوبارہ تعمیر نہیں ہو سکا۔ یہودی اپنے عقائد کی بنیاد پر ہیکل سلیمانی دوبارہ تعمیر کرنا چاہتے ہیں، جبکہ عیسائی ممالک اس کی معاونت میں پیش پیش ہیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں مسلمانوں نے بیت المقدس فتح کر لیا اور مسجد اقصیٰ دوبارہ تعمیر کروائی۔ دراصل یہودیوں کا عقیدہ ہے کہ گمشدہ ہیکل سلیمانی عین مسجد اقصیٰ کے نیچے ہے، اس لئے یہودی ہر صورت مسجد اقصیٰ کو گرا کر ہیکل

سلیمانی تعمیر کرنا چاہتے ہیں۔

(۴) قبة الصخرة / دیوار گریہ: یہ ایک چٹان کے اوپر بنا ہوا گنبد ہے جسے اموی خلیفہ عبدالملک بن مروان نے (۶۹۲ء.....۷۰۵ء) تعمیر کروایا۔ اس کے ساتھ ہی ایک دیوار ہے جسے مسلمان دیوار براق کہتے ہیں۔ مسلمانوں کا دعویٰ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے یہاں سے معراج کا سفر شروع کیا تھا۔

یہودی اسے دیوار ”گریہ“ کہتے ہیں، جس سے لپٹ کر وہ اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں۔ مسجد اقصیٰ اور قبة الصخرة ایک ہی احاطے میں ہیں اور یہودی مسجد اقصیٰ اور قبة الصخرة کو گرانے کی کئی بار کوشش کر چکے ہیں۔ لیکن مسلمانوں کے شدید جذبات اور بڑی جنگ کے خطرے کے پیش نظر فی الحال رُکے ہوئے ہیں۔

(۵) یہودیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت سلیمانؑ کے دور حکومت میں اسرائیل کی حکومت دریائے فرات سے فلسطینیوں کے ملک تک اور مصر کی سرحد تک تھی، اسرائیل اپنے ملک کی سرحدیں دریائے نیل سے فرات تک بڑھانا چاہتا ہے جس میں مدینہ منورہ اور خیبر کا علاقہ بھی شامل ہے، جبکہ اسرائیل کی اسمبلی کی عمارت پر اس عظیم ریاست کا نقشہ بنا ہوا ہے۔ شاید یہ دنیا کا واحد ملک ہے، جس نے دوسرے ممالک پر قبضہ کرنے اور اپنی مملکت کو مذہبی بنیاد پر توسیع دینے کا اعلان کر رکھا ہے۔

(۶) یہودی اپنے عقیدے کی بنیاد پر اپنے آپ کو دور مسیحائی میں داخل کر چکے ہیں اور اپنے منصوبوں کو تیزی سے مکمل کرتے جا رہے ہیں، تاکہ مسیح موعود (دجال) کی آمد کی راہ ہموار کر سکیں۔

(۷) یہودی ہر مجددوں کی تیاریوں میں بھی مصروف ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ اسرائیل کے دشمن کسی بھی وقت اس پر حملہ کر سکتے ہیں، لہذا ان کے حملہ کرنے سے پہلے وہ مختلف حربوں اور سازشوں سے مسلمانوں کو کمزور کرنا چاہتے ہیں۔

اپنے مقاصد کی تکمیل کے لئے اسرائیل نے عیسائی مملکتوں کو اپنا ہمنوا بنایا ہوا ہے اور وہ بڑی کامیابی سے انہیں قائل کر چکے ہیں کہ ہیکل کی تعمیر پر ہی یہودیوں اور عیسائیوں کے مسیح نے نازل ہونا ہے اور پھر سب سے بڑی جنگ (Armagedon) برپا ہوگی۔

### امریکہ میں مذہبی بیداری:

امریکہ کو لمبے نے دریافت کیا۔ آج سے تقریباً دو صدیاں قبل امریکہ ایک غریب اور کمزور ملک تھا۔ یورپ کی ترقی کے اثرات وہاں پہنچے اور انیسویں صدی کے آخر تک یہ ایک متوازن ملک بن گیا۔ بیسویں صدی میں یہودی شہہ دماغوں کی سازشوں کے سبب جنگ عظیم اول اور دوم لڑی گئیں، جس کے نتیجے میں یورپی ممالک اقتصادی اور عسکری اعتبار سے کمزور ہوئے۔ امریکہ نے الگ تھلگ ملک ہونے کی وجہ سے ان جنگوں سے بھرپور فائدہ اٹھایا اور ترقی کی دوڑ میں دنیا کے تمام ممالک کو مات دے دی۔

یورپ میں طاعون کی وباء پھیلنے کی وجہ سے پاپائے روم نے یہودیوں کو منحوس قرار دے دیا۔ جس کے باعث پندرہویں اور سولہویں صدی میں فرانس، جرمنی، برطانیہ اور دیگر یورپی ممالک سے یہودیوں کو اندلس دھکیل دیا گیا۔ جب اندلس پر عیسائیوں کا قبضہ ہوا تو یہودی نئے دریافت شدہ ملک امریکہ میں چلے گئے۔

اسی طرح یورپی ممالک میں کیتھولک اور پروٹسٹنٹ فرقوں کے آئے روز کے تصادم سے تنگ آکر پروٹسٹنٹ فرقہ کے لوگ امریکہ منتقل ہو گئے۔ پروٹسٹنٹ اپنے عقائد کی بنیاد پر مسلمانوں سے تعصب رکھنے والا فرقہ ہے اور یہودی عقائد کے قریب تر ہے، امریکہ میں پروٹسٹنٹ کا غلبہ ہے۔ انیسویں صدی میں پروٹسٹنٹ تحریک اور یہودی تنظیم کا قیام عمل میں آیا۔ بعد ازاں صیہونی مسیحیت تحریک نے جنم لیا۔

دراصل یہ تحریک ذہن اور شاطر یہودی دماغوں کا شاخسانہ ہے، جو پوری دنیا

میں اپنے مقاصد کی تکمیل کے لئے کوشاں ہیں۔ ان کا عقیدہ ہے کہ مسیحی اور یہودی دونوں بھائی ہیں اور یہ کہ دونوں اللہ کی پسندیدہ قوم ہیں اور انہیں اللہ تعالیٰ نے دنیا میں اپنی قدرت اور مشیت نافذ کرنے کے لئے منتخب کیا ہے، جبکہ دوسرے بنی آدم کوئی اہمیت نہیں رکھتے۔ صیہونی مسیحیت تحریک کا یہ عقیدہ ہے کہ ان پر فرض ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مدد کریں اور اسرائیل کی سیاسی و سماجی اور عسکری لحاظ سے مدد کریں تاکہ اللہ تعالیٰ کے احکامات کو عملی جامہ پہنایا جاسکے۔

امریکہ میں موجودہ مذہبی اٹھان عیسائیوں کے مذہبی فرقے پروٹسٹنٹ، یہودیوں اور مرکب تحریک صیہونی مسیحیت کے باعث ہے۔ گزشتہ کئی عشروں سے امریکہ کے صدران کے زیر اثر چلے آ رہے ہیں، جو عیسائیوں سے زیادہ یہودیوں کی بہتری اور بھلائی اور انہیں مضبوط کرنے پر عمل پیرا رہے ہیں۔ صیہونی مسیحیت تحریک کے ایک مذہبی رہنما والٹر ریلنس (Walter Reggans) کے بقول ”توراتی یہودیت“ ہی یقیناً ہر مسیحی کی آرزو ہے کیونکہ یہ بنیادی طور پر اللہ تعالیٰ اور اس کے مقاصد کی تکمیل کے سرخیل ہیں، اسی لئے مسیحی نظریے کی رو سے صیہونیت مذہبی الہیات کا حصہ ہے۔

عالمی سروے کے مطابق اس وقت عیسائی ممالک میں مذہبی عقائد رکھنے اور ان پر عمل پیرا ہونے والوں میں امریکہ سرفہرست ہے، گویا امریکہ عیسائی مملکتوں میں ایک پادری کی حیثیت رکھتا ہے۔

امریکہ میں ذرائع ابلاغ کے ذریعے مذہبی تعلیم زور و شور سے دی جا رہی ہے، اس وقت تقریباً ۱۵۰ سے زائد ٹیلی ویژن سٹیشن اور ۱۰۰۰ سے زائد ریڈیو اسٹیشن مسلسل مذہبی نشریات پیش کر رہے ہیں، اور کروڑوں لوگ روزانہ ان نشریات کو سن اور دیکھ رہے ہیں۔ یہ نشریاتی سٹیشن انتہائی جدید ہیں اور مصنوعی سیاروں کے ذریعے اپنی نشریات دور دراز علاقوں تک پہنچا رہے ہیں۔

ایک محتاط اندازے کے مطابق اس وقت تقریباً ۸۵ ہزار کے لگ بھگ گرجا گھر اور کلیسا

امریکہ میں کام کر رہے ہیں اور ان کے ممبروں کی تعداد کروڑوں میں ہے۔ عیسائیت اور صیہونیت کے لئے وعظ کرنے والے رہنماؤں کی تعداد بھی بہت زیادہ ہے۔

صیہونی مسیحیت کے داعی بن کر مسیح ثانی کے نزول کے سلسلے میں راہ ہموار کرنے اور لوگوں کے جذبات کو اُمت مسلمہ کے خلاف براہیختہ کرنے والوں میں ”جیری فال ویل، پاٹ رابرٹسن، جارج اوٹس، مایک ایونس، گون والورڈ، ہیل لیڈسی، چارلس ڈائر اور ڈیوبینٹ شامل ہیں۔ ان کے مشنری ذرائع ابلاغ اور تحریک کانیت ورک دوسرے یورپی ممالک تک پھیلا یا جا رہا ہے، جبکہ غریب اور کمزور مسلم ممالک میں بھی مشنریاں تیزی سے اپنا جال پھیلا رہی ہیں۔

امریکہ کے صدور ان تنظیموں اور مذہبی رہنماؤں کے زیر اثر ہیں اور خارجہ پالیسیوں کی تیاری میں ان مذہبی رہنماؤں اور تحریک صیہونیت مسیحیت کا بڑا عمل دخل ہے۔ مذہبی لحاظ سے امریکہ کا سابق صدر رچرڈ نکس سرفہرست ہے، جس نے اپنی کتاب (Victory Without War 1999) لکھی جس میں اس نے کہا کہ ۱۹۹۹ء تک بغیر جنگ لڑے امریکہ پوری دنیا کا حکمران ہوگا۔ (ماخوذ ”بالآخر کیا ہوگا“ سے)

### یہود و نصاریٰ کی جنگ ہر مجددوں کے لئے تیاریاں

جس طرح پچھلے صفحات میں ذکر کیا جا چکا ہے کہ عیسائی اور یہودی اپنے مذہبی عقائد کی بنیاد پر اکیسویں صدی کے آغاز میں ایک بڑی جنگ کی توقع رکھتے ہیں، جو بت پرستوں (عیسائی اور یہودی مسلمانوں کے بارے میں یہ الفاظ استعمال کرتے ہیں) اور عیسائیوں کے درمیان ہوگی۔ ”ہر مجددوں“ اپنے اندر وسیع تر معنی رکھتا ہے، جس سے امریکہ کا دانشور طبقہ اور امریکی ارباب اختیار بے حد متاثر ہیں۔

جوں جوں ہزارہ سوم کے ابتدائی سال گزر رہے ہیں، اسرائیل، عیسائی ممالک اور

بالخصوص امریکہ میں اس جنگ کے بارے میں ایک بخار کی سی کیفیت طاری ہوتی جا رہی ہے۔ ذرائع ابلاغ بالخصوص پروٹسٹنٹ اور صیہونی مسیحیت تحریک کی زیر نگرانی چلنے والے مذہبی ٹیلی ویژن سٹیشنوں کے ذریعے اس جنگ کا بڑی شدت سے پرچار کیا جا رہا ہے۔ نشریاتی ادارے امریکی عوام کو اس عظیم جنگ ”ہرمجدون“ کے ابھارنے کے ضمن میں بڑی بھاری دولت کما رہے ہیں۔

امریکہ کے سابق صدر رونالڈ ریگن گیارہ سے زائد مرتبہ ہرمجدون جنگ کے بارے میں اپنے ایمان و ایقان کا اظہار کر چکے ہیں۔

”یہ ٹھیک وہی پہاڑ ہے جو تیسری عالمی جنگ ہرمجدون

(Armagaddon) دیکھے گا۔“

”جنگ ہرمجدون کی ہلاکت خیزی بالکل قریب ہے۔“

(i) عیسائی مذہبی لیڈر جیری فال ویل (Gerry Foloyal) اعلانیہ اس جنگ کا پرچار کر رہے ہیں، ان کے بقول آخری جنگ عظیم ایک حقیقت ہے، ہم سب ایک آخری نسل کا حصہ ہیں، پوری دنیا اپنے نقطہ عروج پر پہنچ گئے ہے، میں نہیں سمجھتا کہ میرے بچے بھی اپنی پوری زندگی گزار سکیں گے۔ بس ایک آخری معرکہ ہوگا اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ کرہ ارض کو ٹھکانے لگا دے گا۔ خدا اس زمین کو اور اس کے آسمان سب کو تباہ کر دے گا، کئی ارب انسان مرجائیں گے یہ آخری ہولناک معرکہ ہوگا۔

(ii) ٹی وی پر تبلیغ کرنے والے پادری ”پاٹ رابرٹسن“ کہتے ہیں، بائبل میں دنیا کے آئندہ حادثات کی شہادتیں موجود ہیں۔ یہ زمین کو ہلا دینے والی پیش گوئیاں ہیں۔ آخری جنگ حزقیل (Ezakiel) کی تائید میں کسی وقت بھی ہو سکتی ہے، امریکہ حزقیل کی راہ میں آگیا ہے اور ہم بس عین عالم انتظار میں ہیں۔

(iii) آخری صبح (Final Dawn) کے مصنف جون ہیگی لکھتے ہیں، امریکہ جدید معرکہ آخر کی

علامت بن گیا ہے اور ہم ہولناک تباہی کی طرف رواں دواں ہیں۔

(گریس ہال کی کتاب Forcing Good's Hand کے اقتباسات، اشاعت

روزنامہ نوائے وقت: ۱۹ فروری ۲۰۰۶ء)

امریکہ کے ۷۰ سابق صدور اس جنگ ہر مجددون کے عنقریب برپا ہونے کے بارے میں ایمان و اعتقاد رکھتے ہیں اور امریکہ اپنی پالیسیاں اس جنگ کے بارے میں مذہبی عقیدت کی بنیاد پر مرتب کر رہا ہے۔ ان پالیسیوں پر عمل درآمد آغا ۲۰۰۱ء سے کر دیا گیا ہے۔ یورپ کے دیگر عیسائی ممالک اس مقصد کے لئے امریکہ کے ہمنا اور پیش پیش ہیں۔ اُمت مسلمہ کے گرد گھیرا تنگ سے تنگ کیا جا رہا ہے۔ افغانستان، عراق کی تباہی اس کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ ایران کو دھمکیاں دی جا رہی ہیں، جبکہ امریکہ اور نیٹو ممالک کے بحری بیڑے بحیرہ عرب میں موجود ہیں اور تمام عرب ممالک کی بحری نا کہ بندی ہو چکی ہے۔ عرب ممالک کے عوام اور حکمران بے بسی سے سب کچھ دیکھ رہے ہیں۔

مسلمانوں کی رہی سہی عسکری قوت کو ختم کرنے کے منصوبے پر بڑی سمجھداری سے عمل ہو رہا ہے۔ عرب کے تیل پر قبضہ کیا جا چکا ہے۔ پورے عرب میں دہشت گردی کو کنٹرول کرنے کی آڑ میں جگہ جگہ جاسوسی کے مراکز قائم کئے جا چکے ہیں۔

مسلمانوں میں انتہا پسندی کو کنٹرول کرنے کے بہانے جہاد کا راستہ بند کیا جا رہا ہے۔ فلسطین میں امن قائم کرنے کے نام پر کانفرنسیں منعقد کی جاتی ہیں۔ معاہدے کئے جاتے ہیں، لیکن واقفان حال جانتے ہیں کہ میڈرڈ کانفرنس سے لے کر آج تک کسی معاہدے کا فلسطینی عوام کو فائدہ نہیں ہوا اور نہ ہی اسرائیل کے مظالم میں کمی آئی ہے۔ الغرض حیلے بہانوں سے تحریک آزادی فلسطین کو ہر صورت دبایا جا رہا ہے۔

پاکستان اور ایران کے ایٹمی پروگراموں پر مختلف قسم کے تحفظات عائد کر کے حکمرانوں کو



دباؤ میں رکھا جا رہا ہے۔ انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کے نام پر مختلف اسلامی ممالک پر قدغن اور پابندیاں عائد کی جاتی ہیں، حتیٰ کہ اُمت مسلمہ کا مقدس ملک سعودی عرب بھی ان رپورٹوں اور اعداد و شمار سے بچ نہیں سکا۔ امن کا پرچار کرنے والوں کو کسی اور ملک، قوم اور مذہب میں یہ خرابیاں کیوں نظر نہیں آتیں؟

یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہم یعنی مسلمان قرب قیامت اور مسیح علیہ السلام کے نئی ہزاری کے آغاز پر آنے کے سلسلے میں یہود و نصاریٰ کے مذہبی عقائد اور نظریات کو تسلیم نہیں کرتے اور نہ ہی کسی جنگ عظیم ”ہرمجدون“ وغیرہ کے ہونے کا کوئی امکان ہے۔ اس قسم کے واقعات تو پہلے بھی ہو چکے ہیں، لہذا یہ محض غلط باتیں اور ڈراوے ہیں۔

ہمارے تسلیم کرنے یا نہ کرنے کا یہودیوں اور عیسائیوں پر کوئی اطلاق تو نہیں ہوتا۔ وہ تو اپنے عقائد کی بنیاد پر تیاریاں کر کے اس پر عمل درآمد کا آغاز کر چکے ہیں اور اُمت مسلمہ کو گھیرے میں لے کر جنگ عظیم کے میدان کی طرف مسلسل گھسیٹے چلے جا رہے ہیں۔ مسلمان انتہائی کمزور اور مقابلے کی بظاہر طاقت نہیں رکھتے، کمزور کا یہ فرض کر لینا کہ طاقتور مجھے نہیں مارے گا، محض ایک دیوانے کی سوچ ہے، کبوتر کے آنکھیں بند کر لینے سے بلی اسے چھوڑ تو نہیں دیتی۔





## باب نہم

## قرب قیامت اور جنگیں

قیامت کی علامات صغریٰ اور کبریٰ کے درمیان جنگوں کا دور ایک پل کی حیثیت رکھتا ہے۔ احادیث کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ علامات صغریٰ کی انتہا پر مسلمانوں اور یہود و نصاریٰ کے درمیان جنگیں شروع ہو جائیں گی اور ان کی شدت بڑھتے بڑھتے دنیا کو علامات کبریٰ کی طرف دھکیل دے گی۔

جنگوں کا یہ سلسلہ امام مہدی کے ظہور سے قبل شروع ہو کر امام مہدی، دجال اور نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک جاری رہے گا۔ خیر اور شر کا آخری معرکہ دجال اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان برپا ہوگا۔ دجال قتل ہوگا اور اس کا لشکر تباہ و برباد ہو جائے گا، اس کے بعد دنیا میں امن قائم ہوگا۔ مسلسل جنگوں میں اتنی ہلاکتیں ہوں گی کہ ۱۰۰ میں سے ۹۹ مارے جائیں گے۔ مردوں کا قحط پڑ جائے گا اور ایک ایک مرد پچاس پچاس عورتوں کی خبر گیری کرے گا۔

دنیا بالخصوص مسلمان کسی غلط فہمی میں نہ رہیں، اپنے آپ کو طفل تسلیاں نہ دیں کہ نہیں ابھی نہیں.....، حقیقت تو یہ ہے کہ بنی نوع انسان علامات صغریٰ کی انتہا پر ہے اور بڑی تیزی سے علامات کبریٰ کی طرف گامزن ہے۔ یہودیوں اور عیسائیوں کی مقدس کتب میں قرب قیامت کی جو علامات بیان کی گئی، ان کی بنیاد پر وہ بھی اپنے آپ کو مسیح موعود اور مسیح ثانی (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کے دور میں داخل کر چکے ہیں۔

اگر ہم معاشرتی، سماجی، اقتصادی، سیاسی اور عسکری اعتبار سے دنیا میں تیزی سے رونما

ہونے والے واقعات اور تبدیلیوں کا جائزہ لیں تو معلوم ہوگا کہ یہود و نصاریٰ نہ صرف اپنی بلکہ مسلمانوں کی مذہبی کتب (احادیث) کے مطالعہ کے بعد نہایت سمجھداری سے امت مسلمہ کے معاشی اور عسکری اعتبار سے مضبوط ممالک کو کمزور کر کے ختم کرنے کی ٹھان چکے ہیں۔ اگر مزید غور کریں تو یہ بات بھی سامنے آتی ہے کہ ۱۹۷۱ء سے ۲۰۰۷ء تک دنیا میں جتنی بھی جنگیں لڑی گئیں، ان میں ایک فریق کوئی اسلامی ملک تھا، مقصد مسلمانوں کی طاقت کو کمزور کرنا رہا ہے، اور یہ عمل بتدریج جاری و ساری ہے۔

روس کے ٹوٹنے کے بعد نام نہاد ”سبز انقلاب“ کے خطرہ کا جواز پیدا کر لیا گیا ہے۔ بار بار جنگوں اور مختلف حیلے بہانوں سے مسلمانوں کو گھیرنے کی وجہ سے مسلمانوں میں بھی ذہنی اور فکری لحاظ سے تبدیلی پیدا ہو چکی ہے۔ اسی نقطہ نظر کے تحت دو نظریات سامنے آرہے ہیں۔  
اول: امریکہ، نیٹو ممالک، اسرائیل اور بھارت جو مسلم ممالک کو دہشت گردی کی آڑ میں دبائے چلے جا رہے ہیں۔ یہ ممالک اپنے آپ کو امن کا داعی قرار دیتے ہوئے امن قائم کرنے کے نام پر پر تشدد کارروائیوں اور جنگوں کا سلسلہ وسیع سے وسیع کرتے جا رہے ہیں۔

دوم: وہ مسلم ممالک جن کے عوام اپنے ملک کے اندر رہتے ہوئے جدوجہد آزادی اور حقوق کے لئے جنگ لڑ رہے ہیں۔ جیسے فلسطین، کشمیر، چیچنیا، فلپائن، صومالیہ، برما، بوسنیا، افغانستان اور عراق وغیرہ۔ ان ممالک بالخصوص افغانستان اور عراق کے عوام غاصبوں سے آزادی اور انہیں اپنے ملک سے نکال باہر کرنے کے لئے جنگ لڑ رہے ہیں۔ امریکہ اور اہل مغرب اسے انتہا پسندی (Radical Ideology) کا نام دیتے ہیں۔ یہ لوگ عسکری اعتبار سے کمزور اور ان کی حالت مظلوموں کی سی ہے لیکن پھر بھی جدوجہد جاری رکھے ہوئے ہیں۔

مسلمان حکمران اس وقت دوراہے پر کھڑے ہیں، ایک طرف وہ امریکہ اور اہل مغرب کی دھمکیوں اور اپنے اپنے ملک کو کسی بڑی جنگ سے بچانے کے لئے ان طاقتوں کی

خوشنودی میں مصروف ہیں۔ دوسری طرف ان کے وہ مظلوم اور معصوم عوام ہیں، جنہیں جدوجہد آزادی کی پاداش میں یہ ممالک انتہا پسند اور دہشت گرد کا لیبل لگا کر دنیا کے سامنے پیش کر رہے ہیں۔ مسلمانوں کا یہود و نصاریٰ کے خلاف نفرت کا جذبہ شدید سے شدید تر ہوتا چلا جا رہا ہے۔ اگر کرہ ارض کو امن و سکون کا گہوارہ بنانا ہے تو اہل مغرب کو اسلامی دنیا کے بنیادی مسائل کو سمجھنا اور ان پر توجہ دینا ہوگی۔

بہر حال اس طرح دو بلاک واضح ہو چکے ہیں۔ اب جو بھی جنگیں اور کارروائیاں ہو رہی ہیں انہیں اسی تناظر میں دیکھنا ضروری ہے۔ بظاہر ایسا دکھائی دیتا ہے کہ قدرت کاملہ کا خفیہ ہاتھ قیامت کے قریب ہونے والی ہولناک جنگوں کی طرف بنی نوع انسان کو تیزی سے دھکیل رہا ہے۔ احادیث کی روشنی میں ان جنگوں (جو شروع ہو چکی ہیں) کا ترتیب کے ساتھ ذکر کیا جا رہا ہے۔

- ۱- امام مہدی کے ظہور سے قبل جنگیں۔
- ۲- امام مہدی کی قیادت میں لڑی جانے والی جنگیں۔
- ۳- حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دجال سے فیصلہ کن معرکہ۔
- ۴- یہودیوں کا خاتمہ

### ۱- امام مہدی کے ظہور سے قبل جنگیں

امام مہدی کے ظہور سے پہلے ہونے والی جنگوں کو ہم بیسویں صدی، بالخصوص ۱۹۷۱ء سے شمار کریں گے، کیونکہ اس سال حضور نبی کریم ﷺ کی پیدائش مبارک کے ۱۴۰۰ سو برس (شمسی سال) پورے ہو چکے ہیں۔ آغاز ہی میں کلمہ کی بنیاد پر قائم ہونے والا ملک ”پاکستان“ یہود و ہنود کی سازشوں سے الگ کر دیا گیا۔

ایران میں انقلاب آیا، اس کے کیا محرکات تھے اس کی تفصیل میں جانا مناسب نہیں ہے۔ اسی طرح روس افغانستان میں داخل ہوا اور جہاد شروع ہو گیا، جس کے نتیجے میں روس دس سال کے بعد افغانستان سے ذلت آمیز شکست کے بعد پسپا ہو گیا۔ مدتوں بعد مسلمانوں

میں جہاد کا صحیح معنوں میں آغاز ہوا۔ دور جدید میں جتنی بھی جنگیں آگے چل کر برپا ہوئیں اور ہو رہی ہیں، ان جنگوں میں افغان جہاد کے ثمرات بھی شامل ہیں۔

(i) ایک گروہ ہمیشہ حق پر رہے گا:

مجموعی طور پر مسلمانوں کی مذہب سے بے رغبتی، سماجی، معاشی اور سیاسی لحاظ سے عیسائیوں کی پیروی کے باوجود کچھ ایسے لوگ موجود ہیں جو دین محمدی پر عمل پیرا رہنے کی سعی میں مصروف ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرمائے گا، یہود و نصاریٰ کے مقابلے میں اسلام پر مرٹنے والے یہی لوگ امام مہدی کی قیادت میں جہاد کریں گے، دجال کے خلاف لڑیں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے پر آخری جہاد میں حصہ لیں گے۔

عَنْ ثَوْبَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:  
 إِنَّمَا أَخَافُ عَلَى أُمَّتِي أَيْمَةً مُضِلِّينَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ  
 لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِّنْ أُمَّتِي عَلَى الْحَقِّ ظَاهِرِينَ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ  
 خَذَلَهُمْ حَتَّى يَأْتِيَ أَمْرُ اللَّهِ.

(ترمذی، کتاب الفتن، باب مَا جَاءَ فِي الْأَيْمَةِ الْمُضِلِّينَ)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

ترجمہ: ”حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بے شک میں اپنی امت کے گمراہ حکمرانوں سے ڈرتا ہوں، کہا راوی نے پھر آپ ﷺ نے فرمایا: میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر غالب رہے گا اور دشمن اسے نقصان نہ پہنچا سکے گا، یہاں تک اللہ تعالیٰ کا حکم (قیامت) آجائے گا۔“

(ii) کفار مسلمانوں پر چڑھ دوڑیں گے:

انیسویں صدی کے اختتام اور بیسویں صدی کے آغاز میں یورپ کے مختلف ممالک

(عیسائی مملکتیں) جدید ٹیکنالوجی اور عسکری میدان میں واضح برتری کے باعث مسلمانوں پر چڑھ دوڑے تھے اور تمام اسلامی ممالک کو ایک ایک کر کے فتح کر لیا۔ بالآخر جنگ عظیم اول کے بعد مسلمانوں کی خلافت ٹوٹ گئی اور شاید ایک بھی اسلامی ملک آزاد نہ رہا۔ آبادی کے اعتبار سے دنیا میں دوسرے نمبر پر ہونے کے باوجود مسلمان اپنا مقام و مرتبہ کھو بیٹھے اور ان کی حیثیت پانی پر تیرتے تنکوں اور جھاگ سے زیادہ نہ رہی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے آج سے ۱۴۰۰ سو برس قبل امت مسلمہ کی ایسی صورت حال سے دوچار ہونے کی خبر دی ہے۔

عَنْ ثَوْبَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ

اللَّهِ ﷺ: يُوشِكُ الْأُمَمُ أَنْ تَدَاعَى عَلَيْكُمْ كَمَا تَدَاعَى

الْأَكَلَةَ إِلَى قَضَعَتِهَا فَقَالَ: قَائِلٌ، وَمِنْ قِلَّةِ نَحْنُ يَوْمَئِذٍ؟ قَالَ:

بَلْ أَنْتُمْ يَوْمَئِذٍ كَثِيرٌ وَلَكِنَّكُمْ غُثَاءٌ كَغُثَاءِ السَّيْلِ وَلَيَنْزِعَنَّ

اللَّهُ مِنْ صُدُورِ عَدُوِّكُمْ الْمَهَابَةَ مِنْكُمْ وَلَيَقْذِفَنَّ اللَّهُ فِي

قُلُوبِكُمُ الْوَهْنَ فَقَالَ قَائِلٌ: قَالَ حُبُّ الدُّنْيَا وَكَرَاهِيَةُ

الْمَوْتِ.

(سنن داؤد، کتاب الملاحم، باب تداعی الأمم علی الإسلام)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

ترجمہ: ”نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قریب ہے تم پر دنیا کی اقوام چڑھ

دوڑیں گی اور ایک دوسرے کو بلائیں گی، جس طرح کھانے والے ایک

دوسرے کو دسترخوان پر بلاتے ہیں (کھانا تیار ہے، تمہارا انتظار ہے): ایک

صحابی نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ: کیا ہم اس وقت تعداد میں کم ہوں گے،

آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں بلکہ تم کثرت میں ہو گے، لیکن تمہاری حیثیت پانی

(سیلاب کے پانی) کے اوپر تیرتے ہوئے کوڑے کباڑ (تنکوں اور جھاگ) کی مانند ہوگی اور اللہ تعالیٰ تمہارے دشمن کے دلوں سے تمہاری ہیبت اور رعب نکال دے گا اور اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں میں بزدلی ڈال دے گا، کسی نے کہا، یا رسول اللہ ﷺ: وہن (بزدلی) کیا چیز ہے؟ فرمایا: دُنیا سے محبت اور موت سے نفرت۔“

یعنی جس طرح سیلاب کے پانی کے ساتھ کوڑا، تنکے اور جھاگ وغیرہ بہتے چلے آتے ہیں، ان تنکوں کی تعداد اگرچہ اربوں کھربوں میں ہوتی ہے لیکن ان کی کوئی طاقت نہیں ہوتی اور سیلاب کا پانی جہاں چاہے انہیں لے جا کر پھینک دیتا ہے۔ بالکل اسی طرح مسلمان بھی کثرتِ تعداد میں ہونے کے باوجود منتشر ہو جائیں گے، ان کی اپنی کوئی اجتماعی قوت نہ ہوگی اور دنیا کی دوسری قوتیں ان پر ٹوٹ پڑیں گی۔

(iii) مسلمانوں کے دو گروہوں میں جنگ:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا تَقُومُ السَّاعَةَ حَتَّى تُقْتَلَ فِئْتَانٍ دَعَوْتُهُمَا وَاحِدَةٌ.

(بخاری، کتاب استتابة المرتدين: باب لا تقوم الساعة)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

ترجمہ: ”آنحضرت ﷺ نے فرمایا: قیامت قائم نہ ہوگی، یہاں تک کہ مسلمانوں کے دو بڑے گروہ آپس میں نہ لڑیں جن کا دعویٰ ایک ہی ہوگا، (یعنی دونوں اسلام کا دعویٰ کریں گے)۔“

قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں کا خیال ہے کہ اس جنگ سے مراد جنگِ صفین ہے جو حضرت علیؓ اور حضرت امیر معاویہؓ کے مابین لڑی گئی۔ تاہم دورِ جدید میں ایران اور عراق کے مابین ہونے والی جنگ کو اس حدیث سے منطبق کیا جا رہا ہے۔ یہ جنگ دس سال جاری رہی، جس میں



دونوں اطراف سے تقریباً ۱۲- لاکھ افراد قلمہ اجل بنے۔

(iv) عراق میں جنگیں اور بربادی:

اسلام کے دور اول سے ہی خطہ عراق نے بہت سے عروج و زوال دیکھے ہیں۔ عباسیوں کے دور میں بغداد مسلمانوں کا مرکز رہا۔ تا تاریخوں نے اس خطے کو تباہ و برباد کیا اور کبھی اسے محلاتی سازشوں اور بغاوتوں نے خون میں نہلایا۔ انگریزوں نے بغداد کو پامال کیا۔ اب پھر عراق میں کشت و خون ہو رہا ہے۔ صحاح ستہ کی متعدد احادیث میں بھی قیامت کے قریب عراق میں رونما ہونے والی فتنوں اور جنگوں میں عراق کی بربادی کا ذکر موجود ہے۔

۱- عراق میں فتنے:

عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لَهُ يَا أَنَسُ إِنَّ النَّاسَ  
يُمَصِّرُونَ أَمْصَارًا وَإِنَّ مِصْرًا مِنْهَا يُقَالُ لَهَا الْبَصْرَةُ أَوْ  
الْبُصَيْرَةُ فَإِنْ أَنْتَ مَرَرْتَ بِهَا أَوْ دَخَلْتَهَا فَيَأْكُ  
وَسِبَاخَهَا وَكَلَاءَهَا وَسُوقَهَا وَبَابُ أَمْرَائِهَا وَعَلَيْكَ بِضَوَا  
حِيَّهَا فَإِنَّهُ يَكُونُ بِهَا خَسْفٌ وَقَذْفٌ وَرَجْفٌ وَقَوْمٌ يَبِيْتُونَ  
يُصْبِحُونَ قِرْدَةً وَخَنَازِيرَ.

(سنن ابوداؤد کتاب الملاحم، باب فی ذکر البصرة)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بن مالک فرماتے ہیں کہ:

ترجمہ: ”رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: اے انس! بے شک لوگ شہروں کو

آباد کریں گے اور ان شہروں میں ایک شہر ایسا ہے، جسے بصرہ یا بصیرہ کہا جائے گا۔

پس اگر تو اس کے پاس سے گزرے یا اس میں داخل ہو تو اس کی رطوبت والی زمین

سے بچ کر رہنا اور اس کی ”کلا“ (ایک جگہ کا نام ہے) سے اور اس کے بازاروں

سے اور اس کے امراء کے دروازوں سے بچتے رہنا اور تمہارے اوپر لازم ہے کہ اس کے جنگلات و مضافات کا رخ کرنا، اس لئے کہ وہاں پر زمین میں دھنسنے، پتھر برسنے اور زلزلے واقع ہونے کے عذاب نازل ہوں گے اور ایک قوم رات گزارے گی اور جب صبح ہوگی تو وہ بندر اور خنزیر ہو جائے گی۔“

ب۔ اہل شام اور یمن والوں کے لئے دُعا اور بھلائی:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ  
اللَّهِ ﷺ: اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي شَامِنَا اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي يَمِينِنَا  
قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَفِي نَجْدِنَا؟ قَالَ اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي  
شَامِنَا اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي يَمِينِنَا قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَفِي نَجْدِنَا؟  
فَإِظْنُهُ قَالَ فِي الثَّالِثَةِ هُنَاكَ الزَّلَازِلُ وَالْفِتْنُ وَبِهَا يَطْلُعُ قَرْنُ  
الشَّيْطَانِ.

(بخاری، کتاب الفتن باب قول النبی ﷺ الفتنۃ من قبل المشرق)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

ترجمہ: ”حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یا اللہ ہمارے شام کے ملک میں برکت دے یا اللہ ہمارے یمن کے ملک میں برکت دے، صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ یہ بھی فرمائیے ہمارے نجد کے ملک میں برکت دے۔ آپ ﷺ نے پھر یہی دعا مانگی: یا اللہ ہمارے شام کے ملک میں برکت دے، یا اللہ ہمارے یمن کے ملک میں برکت دے، صحابہ کرامؓ نے دوبارہ عرض کیا۔ یہ بھی فرمائیے، ہمارے نجد کے ملک میں، میں سمجھتا ہوں (راوی کا کہنا ہے) تیسری بار جب

صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ نجد کے لئے بھی دعا فرمائیے: تو آپ ﷺ نے فرمایا:  
وہیں تو زلزلے آئیں گے اور فتنے ظاہر ہوں گے اور وہاں سے شیطان کی چوٹی  
نمودار ہوگی۔“

ریاض (سعودی عرب) کے اردگرد کے علاقہ کو نجد کہتے ہیں، جبکہ بعض عراق کے  
علاقے کو بھی اس میں شامل کرتے ہیں۔

ج۔ عرب ممالک (عراق، شام اور مصر) پر اقتصادی پابندیاں:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ  
اللَّهِ ﷺ: مَنْعَتِ الْعِرَاقُ دِرْهَمَهَا وَ قَفِيزَهَا وَمَنْعَتِ الشَّامُ  
مُدِّيَهَا وَ دِينَارَهَا وَمَنْعَتِ أَرْدَبَهَا وَ دِينَارَهَا وَ عُدَّتُمْ مِنْ حَيْثُ  
بَدَأْتُمْ وَ عُدَّتُمْ مِنْ حَيْثُ بَدَأْتُمْ وَ عُدَّتُمْ مِنْ حَيْثُ بَدَأْتُمْ شَهْدَ  
عَلَى ذَلِكَ لَحْمُ أَبِي هُرَيْرَةَ وَ دَمُهُ.

(صحیح مسلم، کتاب الفتن و اشراط الساعة)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

”حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: عراق کا ملک اپنے درم اور

قفیز (غلہ کا پیمانہ) کو روکے گا اور شام کا ملک اپنے مدی (غلہ کا پیمانہ) اور دینار کو  
روکے گا اور مصر کا ملک اپنے اردب کو روکے گا اور ہوجاؤ گے تم پہلے جیسے، اور ہوجاؤ  
گے تم پہلے جیسے تھے اور ہوجاؤ گے تم پہلے جیسے تھے (یعنی اس حالت میں لوٹ جاؤ  
گے جس سے تم شروع ہوئے تھے)، پھر حضرت ابو ہریرہ نے کہا کہ اس حدیث پر  
میرا گوشت اور خون گواہی دیتا ہے (یعنی اس حدیث میں کچھ شک نہیں)۔“

(صحیح مسلم، کتاب الفتن و اشراط الساعة)

ابونضرؓ سے روایت ہے کہ ہم حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھے، انہوں نے کہا:

”حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قریب ہے کہ عراق والوں کے پاس قفیز (غلہ) اور درہم نہ آئے۔ ہم نے عرض کیا کس سبب سے، تو انہوں نے فرمایا: عجم والے روک (اقتصادی پابندیاں) لیں گے۔ پھر فرمایا: قریب ہے کہ شام والوں کے پاس دینار اور مدی نہ آئے (مدی ایک پیمانہ ہے، اسی طرح قفیز بھی)۔ ہم نے عرض کیا یہ پابندی کس کی طرف سے ہوگی، انہوں نے فرمایا: روم والے روک لیں گے۔ پھر تھوڑی دیر چپ رہے، اس کے بعد کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت میں ایک خلیفہ ہوگا، جو لپیں بھر بھر کر مال (روپیہ اور غلہ) لوگوں کو دے گا اور اس کو شمار نہ کرے گا۔ جریر نے کہا میں نے ابو نصرہ اور ابو العلاء سے پوچھا، کیا تم سمجھتے ہو کہ یہ خلیفہ عمر بن عبدالعزیزؓ ہے، انہوں نے کہا نہیں (یہ امام مہدی ہیں جو امت کے اخیر زمانے میں پیدا ہوں گے جبکہ عمر بن عبدالعزیزؓ تو اوائل میں تھے۔“

(صحیح مسلم، کتاب الفتن و اشراط الساعة)

(۱) عراق، مصر اور شام پہلے جزیرہ اور محصول دیتے تھے، اسلام میں آنے سے ختم ہو گیا۔ بعض کا خیال ہے:

(۲) آخری زمانہ میں مصر اور عراق طاقت ور ہوں گے اور پھر اسلام غریب ہو کر مدینہ منورہ لوٹ آئے گا۔

(۳) ۱۹۹۱ء کی عراق امریکہ جنگ میں عراق کو شکست ہو گئی، اور امریکہ نے اقوام متحدہ کے ذریعے عراق پر اقتصادی پابندیاں لگوا دیں۔ دنیا کا کوئی ملک بالخصوص عرب ممالک عراق سے لین دین نہ کر سکتے تھے۔ یہ اقتصادی پابندیاں اتنی سخت تھیں کہ لاکھوں عراقی بچے،

بوڑھے اور عورتیں بھوک اور بروقت ادویات نہ ملنے کی وجہ سے ہلاک ہو گئے۔

و- دریائے فرات سے سونے کا پہاڑ (خرزانہ) نمودار ہونا اور اس کے آس پاس جنگ:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: قَالَ قَالَ رَسُولُ  
اللَّهِ ﷺ: يُوشِكُ الْفُرَاتُ أَنْ يُحْسِرُ عَنْ كَنْزٍ مِنْ ذَهَبٍ  
فَمَنْ حَضَرَهُ، فَلَا يَأْخُذُ مِنْهُ شَيْئًا.

(صحیح مسلم، کتاب الفتن و اشراط الساعة)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

ترجمہ: ”حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قریب ہے کہ فرات میں ایک خزانہ  
سونے کا نکلے گا جو کوئی وہاں موجود ہو تو اس میں سے کچھ نہ لے۔“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

ترجمہ: ”حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت قائم نہ ہوگی، یہاں تک کہ  
فرات میں ایک پہاڑ نکلے گا جو سونے کا ہوگا، لوگ اس کے لئے لڑیں گے، ہر سو  
میں سے ننانوے مارے جائیں گے اور ہر شخص (اپنے دل میں) یہ کہے گا شاید  
میں بچ جاؤں اور اس سونے کو حاصل کر لوں۔ (معاذ اللہ دنیا ایسی خراب چیز ہے  
لوگ اس کے پیچھے جان گناتے ہیں، پھر بھی وہ حاصل نہیں ہوتی، عاقل وہی ہے  
جو اس سے بچے)۔“

(صحیح مسلم: کتاب الفتن و اشراط الساعة)

سونے کے پہاڑ سے مراد سونا بھی ہے جو ابھی تک نہیں نکلا۔ دوسرا خزانہ معدنی تیل

پٹرول (Black Gold) ہے اسے بھی سونے کے برابر ہی سمجھا جاتا ہے، ممکن ہے یہی تیل ہی مراد

ہو، جس کے لئے عراق میں کشت و خون ہو رہا ہے۔ اگر خزانہ سے مراد تیل ہے تو قیامت کی یہ نشانی

پوری ہو چکی ہے۔

ر۔ کوفہ کی خرابی کے باعث جنگ عظیم ہوگی:

”حضرت کعب رضی اللہ عنہ پہلے روایت ہے کہ:

”جزیرہ العرب خرابی سے محفوظ و مامون رہے گا، جب تک آرمینیا خراب نہ ہو (آرمینیا میں زلزلے اور کڑک آئے گی) اور مصر خرابی سے محفوظ رہے گا، جب جزیرہ العرب کے حالات خراب نہ ہوں گے اور کوفہ خرابی سے محفوظ رہے گا، جب تک مصر کے حالات خراب نہ ہوں اور جنگ عظیم اس وقت تک نہ ہوگی جب تک کوفہ خراب نہ ہو جائے اور دجال اس وقت تک نہیں آئے گا، جب تک کفر کا شہر (قسطنطنیہ/ ویٹی کن سٹی) فتح نہ ہو جائے۔“

(مستدرک حاکم ج ۴: ص ۵۰۹)

۵۔ عراق پر اہل مغرب کا قبضہ:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: يُوشِكُ  
بَنُو قَنْطُورَاءَ أَنْ يُخْرِجُوكُمْ مِنْ أَرْضِ الْعِرَاقِ، قُلْتُ: ثُمَّ  
نَعُودُ قَالَ أَنْتَ تَشْتَهِي ذَاكَ؟ قُلْتُ أَجَلُ قَالَ نَعَمْ  
وَيَكُونُ لَهُمْ سُلُوءٌ مِنْ عَيْشٍ:

(الفتن نعیم بن حماد، الجزء العاشر، باب الترك: رقم حدیث ۱۴۲۴)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

ترجمہ: ”وہ وقت قریب ہے جب قنطورا کے بیٹے (اہل مغرب اور امریکہ) عراق سے تمہیں نکال دیں گے (راوی کہتے ہیں) میں نے سوال کیا؟ کیا عراق سے نکلنے (مسلمانوں) کے بعد پھر دوبارہ عراق واپس آسکیں گے؟ آپ ﷺ

نے فرمایا: آپ ایسا چاہتے ہیں؟ میں نے جواب دیا، ضرور میں ایسا ہی چاہتا ہوں۔ انہوں نے فرمایا: ہاں وہ واپس لوٹ کر عراق آئیں گے اور عراق میں ان کے لئے خوشحالی اور آسودگی ہوگی۔“

عَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ  
يُنزِلُ أَنَا مِنْ أُمَّتِي بِغَائِطٍ يُسَمُّونَهُ الْبَصْرَةَ عِنْدَ نَهْرِ يُقَالُ  
لَهُ دَجَلَةٌ يَكُونُ عَلَيْهِ جِسْرٌ يَكْثُرُ أَهْلُهَا وَيَكُونُ مِنْ أَمْصَارِ  
الْمُسْلِمِينَ وَإِذَا كَانَ فِي آخِرِ الزَّمَانِ جَاءَ بَنُو قَنْطُورَاءَ  
عِرَاضُ الْوُجُوهِ صِغَارُ الْأَعْيُنِ حَتَّى يَنْزِلُوا عَلَى شَطِّ النَّهْرِ  
فَيَتَفَرَّقُ أَهْلُهَا ثَلَاثَ فِرْقٍ فِرْقَةٌ يَأْخُذُونَ أَذْنَابَ الْبَقَرِ وَالْبَرِيَّةِ  
وَهَلَكُوا وَفِرْقَةٌ يَأْخُذُونَ لِأَنْفُسِهِمْ وَهَلَكُوا وَفِرْقَةٌ يَجْعَلُونَ  
ذُرَارِيَهُمْ خَلْفَ ظُهُورِهِمْ وَيُقَاتِلُونَهُمْ وَهُمْ الشُّهَدَاءُ.

(سنن ابو داؤد، کتاب الماحم: باب فی ذکر البصرة)

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

ترجمہ: ”حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میری امت ایک پست زمین میں اترے گی، اس شہر کا نام وہ بصرہ رکھیں گے، وہ ایک دریا کے پاس ہے جس کا نام دجلہ ہے اس پر پل ہوگا، اس کے رہنے والے بہت زیادہ (آبادی میں) ہو جائیں گے اور وہ شہر مسلمانوں کے شہروں میں سے ہوگا۔ زمانہ آخر میں قنطورا کے بیٹے (اہل مغرب) آئیں گے جن کے چہرے چوڑے اور ان کی آنکھیں چھوٹی چھوٹی ہوں گی۔ یہاں تک شط النہر (شط العرب) کنارے اتریں گے، اس شہر کے

لوگ تین گروہوں میں تقسیم ہو جائیں گے، ایک فرقہ بیلوں کی دموں کی پناہ پکڑے گا اور جنگل میں چلے جائیں گے (یعنی بھاگ جائیں گے) وہ ہلاک ہو جائیں گے۔ ایک فرقہ کے لوگ امان طلب کریں گے، پس وہ ہلاک ہو جائیں گے۔ ایک فرقہ اپنی عورتوں اور بچوں کو پس پشت ڈال دے گا اور ان سے جنگ کرے گا اور ان سے اس جنگ میں وہ شہید ہوں گے۔“

قارئین کرام! عراق میں گزشتہ تین دہائیوں سے جو کچھ ہو رہا ہے، وہ آپ سب کے سامنے ہے۔ پہلے ایران اور عراق کے مابین دس سال جنگ جاری رہی، جس میں عراق کے لاکھوں مردوزن اور بچے ہلاک ہوئے۔ اس جنگ کے خاتمے کے بعد عراق نے کویت پر حملہ کر دیا، اس طرح امریکہ اور اتحادی ممالک کو نہ صرف عرب ممالک میں داخلے کا بہانہ مل گیا بلکہ عراق کو بری طرح سے شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ اقوام متحدہ کے ذریعے اتحادی ممالک نے عراق پر اقتصادی پابندیاں عائد کروادیں۔

مارچ ۲۰۰۳ء میں امریکہ اور نیٹو افواج نے دوبارہ عراق پر حملہ کر دیا، جس میں عراق کو عبرتناک شکست ہوئی اور پورے عراق پر اتحادیوں کو قبضہ ہو گیا۔ عراق کے صدر صدام کو گرفتار کر لیا گیا، بعد اسے من پسند کی عدالت سے پھانسی دلوادی گئی۔ عراقی عوام اتحادی افواج کو اپنے ملک سے نکال باہر کرنے کے لئے آزادی کی جنگ لڑ رہے۔

اس وقت صورت حال یہ ہے کہ امریکہ اور مغربی ممالک کے بحری بیڑے بحیرہ عرب میں کھڑے ہیں اور تمام عرب ممالک کی بحری ناوہ بندی کی جا چکی ہے۔ تمام بحری گزر گاہوں پر ان کا قبضہ ہے اور دوسرے ممالک سے آنے والے سامان کی سخت چیکنگ کی جاتی ہے۔ جبکہ سعودی عرب، کویت، بحرین امارت اور دیگر عرب ممالک میں بھی امریکہ خشکی پر اپنے جنگی اڈے قائم کر چکا ہے۔



ایک اندازے کے مطابق ایران، عراق جنگ سے لے کر ۲۰۰۷ء تک تقریباً ۲۵ لاکھ عراقی ہلاک ہو چکے ہیں۔

اب تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ امام مہدی کے ظہور سے قبل ہے شاید تمام عرب ممالک کو عراق کی طرح ادھیڑ دیا جائے گا۔ واللہ اعلم بالصواب

(۷) غزوة ہند:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ وَعَدِنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ  
غَزْوَةَ الْهِنْدِ فَإِنْ أَدْرَكْتُهَا أَنْفَقُ فِيهَا نَفْسِي وَمَالِي فَإِنْ أُقْتِلُ  
كُنْتُ مِنْ أَفْضَلِ الشُّهَدَاءِ وَإِنْ أَرَجِعُ فَأَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ  
الْمُحَرَّرُ.

(سنن نسائی، کتاب الجہاد: باب غزوة الہند)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

ترجمہ: ”حضور نبی کریم ﷺ نے ہم سے ہندوستان میں جہاد کرنے پر جہنم سے آزادی کا وعدہ فرمایا ہے اور اگر میں نے وہ جہاد پایا تو میں اس میں اپنی جان اور مال لگا دوں گا، اگر مارا جاؤں تو سب سے افضل شہیدوں میں شمار ہوں گا اور جو زندہ رہوں گا تو جہنم سے آزاد کردہ ابو ہریرہ ہوں گا۔“

عَنْ ثَوْبَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ  
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: عَصَابَتَانِ مِنْ أُمَّتِي أَحْرَزَهُمَا اللَّهُ مِنَ  
النَّارِ عِصَابَةٌ تَغْزُو الْهِنْدَ وَعِصَابَةٌ تَكُونُ مَعَ عَيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ  
عَلَيْهِمَا السَّلَامُ.

(سنن نسائی، کتاب الجہاد، باب غزوة الہند)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ (جو حضور نبی کریم ﷺ کے غلام تھے) سے

روایت ہے کہ:

ترجمہ: ”حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میری امت کے دو گروہ ایسے ہوں گے، جنہیں اللہ تعالیٰ دوزخ سے بچائے گا۔ ان میں سے ایک وہ جو ہندوستان میں جہاد کرے گا اور دوسرا وہ گروہ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہو کر (دجال سے جنگ کرے گا)۔“

(vi) بیت المقدس کا آباد ہونا اور مدینہ کی ویرانی:

عَنْ مُعَاذِ بْنِ حَبَلٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ  
اللَّهِ ﷺ: عُمَرَانِ بَيْتِ الْمَقْدِسِ خَرَابٌ يَثْرِبُ وَخَرَابٌ  
يَثْرِبُ خُرُوجِ الْمَلْحَمَةِ وَخُرُوجِ الْمَلْحَمَةِ فَتْحُ  
الْقُسْطَنْطِينِيَّةِ وَفَتْحُ قُسْطَنْطِينِيَّةِ خُرُوجِ الدَّجَالِ .

(سنن ابو داؤد، کتاب الملاحم، باب فی امارات الملاحم)

حضرت معاذ بن حبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

ترجمہ: ”حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بیت المقدس کا آباد ہونا مدینہ کے ویران ہونے کا سبب ہے اور مدینہ کا ویران ہونا جنگ عظیم کا سبب ہے اور جنگ عظیم قسطنطنیہ کی فتح کا سبب ہے اور قسطنطنیہ کی فتح دجال کے خروج کا سبب ہے۔“

وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ قَالَ رَسُولُ  
اللَّهِ ﷺ: يُوشِكُ الْمُسْلِمُونَ أَنْ يُحَاصِرُوا إِلَى الْمَدِينَةِ  
حَتَّى يَكُونَ أَبْعَدَ مَسَالِحِهِمْ سَلَاخٌ وَسَلَاخٌ قَرِيبٌ مِنْ خَيْبَرَ .

(سنن ابو داؤد، کتاب الملاحم، باب فی المعقل من الملاحم)

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

ترجمہ: ”حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قریب ہے کہ مسلمان مدینہ میں محاصرہ کئے جائیں، یہاں تک کہ ان کی زیادہ سے زیادہ سرحد (حدود) سلاح تک ہوگی اور سلاح خیبر کے قریب (ایک مقام کا نام) ہے۔“

قیامت کے قریب اسرائیل کی ریاست کے قیام اور بیت المقدس پر یہودیوں کے قبضہ کے بارے یہودیوں کا مذہبی نقطہ نظر بھی ملاحظہ فرمائیں:

عہد نامہ قدیم سے:

(i) ”اے قومو! خداوند کا کلام سنو اور دور کے جزیروں میں منادی کر دو اور کہو کہ جس نے اسرائیل کو تتر بتر کیا ہے وہی اسے جمع کرے اور اس کی ایسی نگہبانی کرے جیسی گڈریا اپنے گلہ کی نگہبانی کرتا ہے۔“

(یرمیاہ، باب ۳۱: ۱۰)

(ii) ”اور خداوند یوں فرماتا ہے کہ: میں بنی اسرائیل کو قوموں کے درمیان سے جہاں جہاں وہ گئے نکال لاؤں گا اور ہر طرف سے ان کو فراہم کروں گا اور ان کے ملک میں لاؤں گا اور میں ان کو اس ملک میں اسرائیل کے پہاڑوں پر ایک ہی قوم بناؤں گا اور ان سب پر ایک ہی بادشاہ ہوگا اور وہ آگے دو قومیں نہ ہوں گے اور نہ دو مملکتوں میں تقسیم کئے جائیں گے۔“

(حزقی ایل، باب ۳۷: ۲۱-۲۲)

(iii) ”صیون کی خاطر میں چپ نہ رہوں گا، یروشلم کی خاطر میں دم نہ لوں گا، جب تک کہ اس کی صداقت نور کی مانند نہ چمکے اور اس کی نجات روشن چراغ کی طرح جلوہ گر نہ ہو۔ تب قوموں پر تیری صداقت اور سب بادشاہوں پر تیری شوکت ظاہر ہوگی۔“

اے یروشلم میں نے تیری دیواروں پر نگہبان مقرر کئے ہیں، وہ دن رات کبھی خاموش نہ ہوں گے، اے خداوند کا ذکر کرنے والو خاموش نہ رہو اور جب تک وہ یروشلم کو قائم کر کے روئے زمین پر محمود نہ بنائے اسے آرام نہ لینے دو۔“

(یسعیاہ، باب ۶۲: ۱-۶، ۷-۷)

(iv) ”خداوند یوں فرماتا ہے کہ جس دن میں تم کو تمہاری تمام بدکرداری سے پاک کر دوں گا، اسی دن تمہارے شہروں کو بساؤں گا اور تمہارے کھنڈر تعمیر ہوں گے اور وہ ویران زمین جو راہ گزروں کی نظر میں ویران پڑی تھی جوتی جائے گی۔“

(حزقی ایل، باب ۳۶: ۳۳-۳۴)

عیسائیوں نے مسلمانوں کی بے ثباتی اور ذلت آمیز سیاسی غلامی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے یہودیوں کو امریکہ اور دنیا کے تمام دیگر ممالک سے لاکران کے آبائی وطن فلسطین میں آباد کرنا شروع کر دیا۔ چنانچہ انہی سازشوں کے نتیجہ میں ۱۹۴۸ء میں یہودی ریاست کا قیام عمل میں آ گیا۔ امریکہ اور برطانیہ نے اسرائیل کی ریاست کو ہر لحاظ سے مضبوط کرنے کے لئے بھر پور امداد دی۔ ۱۹۶۷ء کی عرب اسرائیل جنگ میں اسرائیل نے نہ صرف بیت المقدس پر قبضہ کر لیا، بلکہ بعد میں اقوام متحدہ سے اس پر قبضہ کی تائید بھی حاصل کر لی گئی۔

اگلے مرحلے میں یہود و نصاریٰ مدینہ منورہ پر قبضہ کر کے اسے ویٹی کن سٹی بنانا چاہتے ہیں۔ احادیث میں یہ بھی بیان ہوا ہے کہ مدینہ منورہ کا محاصرہ ہوگا اور مسلمانوں کی زیادہ سے زیادہ سرحد ”سلاح“ تک ہوگی۔ سلاح خیبر کے نزدیک ایک جگہ کا نام ہے۔ اس سے ساری صورت حال واضح ہو جاتی ہے۔ چونکہ مدینہ منورہ مسلمانوں کا انتہائی مقدس شہر ہے، لہذا مدینہ منورہ کی ویرانی ہی جنگ عظیم کا سبب ہوگی۔ یہود و نصاریٰ مدینہ منورہ کی اس اہمیت کو سمجھتے ہیں، لہذا اسی منصوبہ کے تحت عسکری لحاظ سے طاقتور اسلامی ممالک کو ایک ایک کر کے ختم کیا جا رہا ہے۔

یہود و نصاریٰ اپنے مقاصد کی تکمیل کے لئے مدینہ منورہ پر کارروائی سے پہلے شاید

پاکستان کو بھارت سے ٹکرا دے، کیونکہ عسکری لحاظ پاکستان اسلامی دنیا کا سب سے طاقتور ملک ہے تاکہ یہ ملک مدینہ منورہ پر حملہ کے دوران رکاوٹ نہ بن سکے۔

چونکہ پاکستان اور بھارت دونوں ایٹمی قوت رکھنے والے ممالک ہیں، لہذا یہ انتہائی خوفناک جنگ ہو سکتی ہے، جس میں کروڑوں انسانوں کی ہلاکت کا خدشہ ہے۔ نعمت اللہ شاہ ولی نے بھی اپنی پیش گوئی میں جنگ عظیم اور امام مہدی کے ظہور سے قبل غزوہ ہند کے برپا ہونے کی نشاندہی کی ہے۔ یہی جنگ ”غزوہ ہند“ کہلائے گی۔

### (vii) جنگ عظیم کے اسباب:

امام مہدی کے ظہور سے قبل ہی جنگ عظیم کے اسباب شروع ہو جائیں گے، جیسا کہ درج ذیل حدیث میں مسلمانوں اور اہل روم (عیسائیوں) کا مل کر کسی تیسرے فریق سے جنگ کرنے کا ذکر کیا گیا ہے۔

۱- عَنْ ذِي مَخْبَرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ سَتُصَالِحُونَ الرُّومَ صَلَاحًا امِنًا فَتَغزُونَ انْتُمْ وَهُمْ عَدُوًّا مِنْ ورائِكُمْ فَتَنْصَرُونَ وَتَغْنَمُونَ وَتَسَلْمُونَ ثُمَّ تَرْجِعُونَ حَتَّى تَنْزِلُوا بِمَرْجِ ذِي تُلُولٍ فَيَرْفَعُ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ النَّصْرَانِيَةِ الصَّلِيبَ فَيَقُولُ غَلَبَ الصَّلِيبُ فَيَغْضَبُ رَجُلٌ مِّنَ الْمُسْلِمِينَ فَيَدُقُّهُ فَعِنْدَ ذَلِكَ تَغْدِرُ الرُّومُ وَتَجْمَعُ لِلْمَلْحَمَةِ -

(سنن ابو داؤد، کتاب الملاحم، باب ما یدکر من ملاحم الروم)

حضرت ذی مخبر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

ترجمہ: ”میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے سنا: آپ ﷺ فرماتے تھے:

قریب ہے کہ تم رومیوں سے صلح کرو گے، صلح با من پھر تم اور وہ مل کر ایک تیسرے دشمن کے ساتھ جنگ کرو گے۔ تم فتح یاب ہو گے اور غنیمت حاصل کرو گے اور سلامت رہو گے، حتیٰ کہ ایک سرسبز اور ٹیلوں والی زمین پر اترو گے تو ایک عیسائی صلیب اٹھائے اور کہے گا کہ صلیب غالب آگئی۔ مسلمانوں کا ایک آدمی غضبناک ہو کر وہ صلیب توڑ ڈالے گا، اس وقت رومی عہد توڑ ڈالیں گے اور جنگ کے لئے اکٹھے ہو جائیں گے۔“

اس حدیث کو ابن ماجہ، مسند احمد، مستدرک حاکم میں بھی بیان کیا گیا ہے۔

سنن ابو داؤد میں اس سے اگلی حدیث میں صرف یہ اضافہ ہے:

ب۔ ”پھر مسلمان اپنے ہتھیاروں کی طرف دوڑیں گے اور لڑائی

کریں گے تو اللہ تعالیٰ انہیں شہادت عطا فرما کر بزرگی اور عزت دے گا۔“

(سنن ابو داؤد، کتاب الملاحم، باب ما یذکر من ملاحم الروم)

موجودہ حالات اس امر کی نشاندہی کرتے ہیں کہ شاید روس اور چین کے ساتھ عیسائیوں اور مسلمانوں کی جنگ ہو، کیونکہ روس سپر پاور ہونے کے باوجود افغانستان میں ذلت آمیز شکست کے بعد ٹوٹ گیا اور سپر پاور کا تاج بلا شرکت غیرے امریکہ کے سر پر سج چکا ہے۔ عرب ممالک کے تیل پر بھی امریکی اجارہ داری قائم ہو چکی ہے۔ امریکہ اور نیٹو ممالک کے بحری بیڑے بحیرہ عرب میں موجود ہیں اور عرب ممالک میں بھی اتحادی افواج اپنے اڈے قائم کر چکی ہیں۔

امریکہ، نیٹو ممالک اور اسرائیل کی سازشوں سے روس بخوبی آگاہ ہے اور اپنی ذلت آمیز شکست کا بدلہ چکانے کے لئے کسی موقع کی تلاش میں ہے۔ دوسرا اہم پہلو یہ ہے کہ ایران کے ساتھ اس کے مفادات وابستہ ہیں اور کافی سرمایہ کاری کی ہوئی ہے۔ لہذا امکان ہے کہ روس اور چین کا امریکہ اور نیٹو افواج کے ساتھ شدید ٹکراؤ ہو جائے، جس میں عرب ممالک نیٹو افواج کے ہمنوا ہوں۔ یہ جنگ امام مہدی کے ظہور سے قبل کسی تیسرے فریق سے شروع ہوگی۔ جس میں

مسلمانوں اور عیسائیوں کو فتح حاصل ہوگی، مال غنیمت ملے گا اور امن ہو جائے گا۔ پھر اچانک ایک عیسائی صلیب بلند کر کے کہے گا کہ یہ فتح صلیب کی وجہ سے حاصل ہوئی، ایک مسلمان پیش میں آ کر اس عیسائی کو قتل کر دے گا اور صلیب توڑ ڈالے گا۔ اس کے بعد رومی معاہدہ توڑ ڈالیں گے، پھر مسلمانوں اور عیسائیوں میں جنگ ہوگی، جس میں عیسائی لشکر کی تعداد اور اعماق کا ذکر ہے۔

دونوں جنگوں کے درمیان وقفہ آئے گا اور اسی وقفہ میں امام مہدی کا ظہور ہوگا اور دوسری جنگیں پھر امام مہدی کی سرکردگی میں لڑی جائیں گی۔

بعض حضرات نے عیسائیوں کے ساتھ مل کر کسی تیسری طاقت سے لڑی جانے والی جنگ کو امام مہدی کے دور کی جنگ قرار دیا ہے، ایسا ہونا ممکن نہیں کیونکہ خلیفۃ اللہ کو کسی دوسرے مذہب کے پیروکاروں سے مدد لینے یا ان سے مل کر کسی تیسری طاقت سے جنگ کرنے کی ضرورت نہ ہوگی، بلکہ انہیں محض اللہ تعالیٰ کی نصرت اور تائید ہی کافی ہوگی۔

## ۲- امام مہدی کی قیادت میں جنگیں

امام مہدی کے ظہور کے ساتھ ہی جنگوں کا سلسلہ شروع ہو جائے گا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول اور دجال کے خلاف آخری جنگ تک جاری رہے گا۔ امام مہدی کے ظہور کے سلسلے میں ایک طویل حدیث کا ترجمہ پیش ہے:

۱- حضرت ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

”حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ: ایک خلیفہ کی موت کے وقت لوگوں

میں (اگلا خلیفہ منتخب کرنے میں) اختلاف ہو جائے گا۔ اس دوران ایک آدمی

بھاگ کر مدینہ سے مکہ مکرمہ آئے گا۔ لوگ اسے خلافت کے لیے نکالیں گے لیکن

وہ اسے ناپسند کرتے ہوں گے۔ پھر لوگ ان کے ہاتھ پر حجر اسود اور مقام ابراہیم

کے درمیان بیعت کریں گے پھر وہ ایک لشکر شام سے بھیجیں گے تو وہ لشکر ”بیدا“

کے مقام پر زمین میں دھنس جائے گا جو مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک جگہ ہے۔ جب لوگ اس لشکر کو زمین میں دھنسنے کا سنیں گے تو اہل شام کے ابدال اور اہل عراق کی جماعتیں ان کے پاس آئیں گی ان سے بیعت کریں گے۔

پھر قریش میں سے ایک آدمی اٹھے گا جس کے ننھیال بنی کلب ہوں گے، وہ ان کی طرف ایک لشکر (جنگ کے لئے) بھیجے گا تو وہ اس لشکر پر غلبہ پالیں گے اور بنو کلب کا وہ لشکر (مفتوح) ہوگا اور ناکامی ہو اس شخص کے لیے جو بنو کلب کے مال غنیمت کی تقسیم کے موقع پر حاضر نہ ہو۔ امام مہدی مال غنیمت تقسیم کریں گے اور لوگوں میں حضور نبی کریم ﷺ کی سنت کو جاری کریں گے اور اسلام اپنی گردن زمین پر ڈال دے گا پھر اس کے بعد وہ سات سال تک زندہ رہیں گے پھر ان کا انتقال ہوگا اور مسلمان ان کی نماز جنازہ پڑھائیں گے۔“

(سنن ابوداؤد، کتاب الحمہدی: رقم حدیث ۸۸۳)

ب۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھ کر فرمایا:

”میرا یہ بیٹا سردار ہوگا جیسا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اس کا نام رکھا تھا اور عنقریب اس کی نسل سے ایک ایسا شخص پیدا ہوگا جس کا نام تمہارے نبی ﷺ کے نام کے مطابق ہوگا۔ وہ اخلاق و کردار میں تمہارے نبی ﷺ کے مشابہ ہوگا لیکن صورت و خلقت میں مشابہہ نہیں ہوگا۔ پھر طویل ذکر کر کے فرمایا وہ زمین کو عدل سے بھر دے گا۔ مزید فرمایا: کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ:

ماوراء النہر سے ایک آدمی نکلے گا جسے حارث بن حراث کہا جاتا ہوگا اس کے سامنے (ہر اول دبتے میں) ایک اور آدمی ہوگا جسے منصور کہا جاتا ہوگا وہ



محمد ﷺ کی آل کو تسلط دے گا یا متمکن کرے گا (زمین میں) جیسا کہ قریش نے حضور نبی کریم ﷺ کو جگہ دی تھی۔ اس کی مدد کرنا ہر مسلمان پر واجب ہوگا یا فرمایا اس کی دعوت کو قبول کرنا واجب ہوگا۔“

(سنن ابوداؤد کتاب الحمدی: رقم حدیث ۸۸۶)

ج- عَنْ ثَوْبَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ :  
يَتَّعِلُّ عِنْدَ كَنْزِكُمْ ثَلَاثَةٌ، كُلُّيْكُمْ ابْنُ خَلِيفَةٍ ثُمَّ لَا يَصِيرُ إِلَى وَاحِدٍ  
مِنْهُمْ ثُمَّ تَطْلُعُ الرَّايَاتُ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ فَيَقْتُلُونَكُمْ قَتْلًا لَمْ يَقْتُلْهُ  
قَوْمٌ..... فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَبَايِعُوهُ وَلَوْ حَبْرًا عَلَى الثَّلَجِ فَإِنَّهُ خَلِيفَةُ اللَّهِ  
الْمَهْدِيُّ-

(ابن ماجہ ، کتاب الفتن ، باب خروج المہدی)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

ترجمہ: ”حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تمہارے خزانے پر تین آدمی (آپس میں) جنگ کریں گے، تینوں خلیفہ کے بیٹے ہوں گے۔ مگر وہ خزانہ کسی ایک کو بھی نہ ملے گا۔ پھر مشرق کی طرف سے سیاہ جھنڈے آئیں گے اور وہ تمہیں ایسا قتل کریں گے کہ کسی نے ایسا قتل نہ کیا ہوگا..... جب تم دیکھو تو اس کی بیعت کر لینا، خواہ تمہیں برف پر گھسٹ کر ہی جانا پڑے، کیونکہ وہ اللہ کا خلیفہ مہدی ہوگا۔“

جب امام مہدی کی گرفتاری کے لئے آنے والا لشکر مقام ”بیدا“ پر زمین میں دھنس جائے تو دنیا کے تمام مسلمانوں کو امام مہدی کے ظہور اور قیامت کے قریب آجانے کا یقین ہو جائے گا۔ لہذا مختلف ممالک سے مسلمان امام مہدی کی بیعت کے لئے آجائیں گے۔ اس طرح آپ کے جھنڈے تلے مسلمانوں کی کثیر تعداد جمع ہو جائے، خلافت قائم ہونے پر مسلمان آپ کی قیادت

میں جہاد کا آغاز کریں گے اور اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو فتح دے گا۔

ج۔ عَنِ نَافِعِ بْنِ عُتْبَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: تَغْزُونَ جَزِيرَةَ الْعَرَبِ فَيَفْتَحُهَا اللَّهُ ثُمَّ فَارِسَ فَيَفْتَحُهَا اللَّهُ ثُمَّ تَغْزُونَ الرُّومَ فَيَفْتَحُهَا اللَّهُ ثُمَّ تَغْزُونَ الدَّجَالَ فَيَفْتَحُهَا اللَّهُ.

(صحیح مسلم، کتاب الفتن و اشراط الساعة)

حضرت نافع بن عتبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

ترجمہ: ”حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم جزیرۃ العرب کے لوگوں سے جنگ کرو گے، اللہ تعالیٰ اس کو تمہارے لئے فتح کر دے گا، پھر فارس (ایران) سے جنگ کرو گے، اللہ تعالیٰ تمہیں اس پر بھی فتح دے گا۔ پھر روم والوں سے تم جہاد کرو گے، اللہ تعالیٰ پھر فتح دے گا۔ اس کے بعد تم دجال سے جنگ کرو گے اور اللہ تعالیٰ اس پر بھی تمہیں فتح دے گا۔“

اس حدیث میں مسلسل چار فتوحات کا ذکر کیا گیا ہے۔ خلفائے راشدین کے دور میں جزیرۃ العرب، ایران اور روم پر مسلمانوں کو فتح حاصل ہو گئی تھی۔ اس لحاظ سے یہ تینوں جنگیں وقوع پذیر ہو چکی ہیں، تاہم اب بھرا ایسے حالات پیدا ہو چکے ہیں کہ جزیرۃ العرب، کویت، اردن، بحرین اور خلیج فارس میں عیسائیوں کے فوجی اڈے موجود ہیں، جبکہ امریکہ اور نیٹو ممالک کے بیڑے بھی عربوں کا محاصرہ کئے ہوئے ہیں، ایسا محسوس ہوتا ہے کہ امام مہدی کے ظہور کے بعد مسلمانوں کو ان ممالک میں دوبارہ جنگیں لڑنا پڑیں گی۔ گویا خلفائے راشدین کے دور کی فتوحات دوبارہ دہرائی جائیں گی۔

لیکن اس سلسلے میں مزید احادیث پیش کرنے سے پہلے قیامت کے قریب ہونے والی

جنگوں کے بارے میں یہود و نصاریٰ کی مذہبی کتب سے متوں پیش کئے جا رہے ہیں، تاکہ موجودہ حالات میں ان کا نقطہ نظر بھی سامنے آسکے۔

عہد نامہ قدیم (یہودیوں کے صحائف) میں قرب قیامت کی جنگوں کا ذکر:

(i) ”پس تو معلوم کر اور سمجھ لے کہ یروشلم کی بحالی اور تعمیر کا حکم (یعنی ہیکل

سلیمانی) صادر ہونے سے مسموح فرمانروا تک سات ہفتے اور باسٹھ (۶۲) ہفتے ہوں گے۔ تب پھر بازار تعمیر کئے جائیں گے اور فصیل بنائی جائے گی، مگر مصیبت کے ایام میں اور باسٹھ ہفتوں کے بعد وہ مسموح قتل کیا جائے گا اور اس کا کچھ نہ رہے گا اور ایک بادشاہ آئے گا جس کے لوگ شہر مقدس کو برباد کر دیں گے اور اس کا انجام گویا طوفان کے ساتھ ہوگا اور آخر تک لڑائی رہے گی اور بربادی مقرر ہو چکی ہے۔“

(دانی ایل، باب 4:25-26)

(ii) ”کمزور ہاتھوں کو زور اور ناتواں گھٹنوں کو توانائی دو، ان کو جو کج دے (کمزور

دل) ہیں، کہو ہمت باندھو، ڈرو نہیں، دیکھو تمہارا خدا جزا و سزا لئے آتا ہے۔ ہاں خدا ہی آئے گا اور تم کو بچائے گا۔ اس وقت اندھوں کی آنکھیں وا (ٹھیک) کی جائیں گی اور لہروں کے کان کھول دیئے جائیں گے۔ تب لنگڑے ہرن کی مانند چوڑیاں بھریں گے اور گونگے کی زبان بولے گی، کیونکہ بیابان میں پانی اور دشت میں ندیاں پھوٹ پڑیں گی۔“

(یسعیاہ، باب 35:3-6)

(iii) ”دیکھ خداوند کا دن آتا ہے، جب تیرا مال لوٹ کر تیرے اندر بانٹا جائے گا،

کیونکہ میں سب قدموں کو فراہم کروں گا کہ یروشلم سے جنگ کریں..... تب

خداوند خروج کرے گا اور ان قوموں سے لڑے گا، جیسے جنگ کے دن لڑا کرتا تھا۔ اس روز کوہ زیتون پر جو یروشلم کے مشرق میں واقع ہے، کھڑا ہوگا اور کوہ زیتون درمیان سے پھٹ جائے گا اور اس کے مشرق مغرب تک ایک بڑی وادی ہو جائے گی۔“

(زکریا، باب 14: 1-4)

(iv) ”اس روز یروشلم میں بڑا ماتم ہوگا۔ ہندو قوموں کے ماتم کی مانند جو ”مجدون“

کی وادی میں ہوگا۔ تمام ملک ماتم کرے گا، ہر گھرانہ الگ، داؤد کا گھرانہ الگ۔“

(زکریا، باب 12: 11-12)

(v) ”قوموں کے درمیان اس بات کی منادی کرادو۔ لڑائی کی تیاری کرو،

بہادروں کو برا بیچتے کرو، جنگی جوان حاضر کرو وہ چڑھائی کریں۔ اپنے ہل کی

پھالوں کو پیٹ کر تلواریں بناؤ اور ہنسوں کو پیٹ کر پھالے بناؤ۔ کمزور کہے میں

زور آور ہوں۔ اے اردگرد کی قوموں جلد آ کر جمع ہو جائے۔ اے خداوند اپنے

بہادروں کو بھیج دے۔“

(یوایل، باب 3: 9-11)

عہد نامہ جدید (عیسائیوں کی مقدس کتاب) سے:

(i) ”اور تم لڑائیاں اور لڑائیوں کی افواہ سنو گے۔ خبردار گھبرانہ جانا، کیونکہ ان

باتوں کا واقع ہونا ضرور ہے، لیکن اس وقت خاتمہ نہ ہوگا، کیونکہ قوم پر قوم اور

سلطنت پر سلطنت چڑھائی کرے گی اور جگہ جگہ کال پڑیں گے اور بھونچال

(زلزلے) آئیں گے، لیکن یہ سب باتیں مصیبتوں کا شروع ہوں گی۔“

(متی کی انجیل، باب 24: 4-9)

(ii) ”یہ شیاطین کی نشان دکھانے والی روحیں ہیں جو قادر مطلق خدا کے روزِ عظیم

لڑائی (جنگِ عظیم) کے واسطے جمع کرنے کے لئے ساری دُنیا کے بادشاہوں سے نکل کر جاتی ہے (دیکھو میں چور کی طرح آتا ہوں، مبارک ہے وہ جو جو گتا ہے اور اپنی پوشاک کی حفاظت کرتا ہے تاکہ ننگانہ پھرے اور لوگ اس کی برہنگی نہ دیکھیں) اور انہوں نے ان کو اس جگہ جمع کیا جس کا نام عبرانی میں ”ہر مجدون“ ہے۔“

(یوحنا کا مکاشفہ، باب ۱۶: ۱۵-۱۴)

(ii) - صلح کا معاہدہ ٹوٹنے کے بعد عیسائیوں سے جنگ:

عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكِ الْأَشْجَعِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ثُمَّ تَكُونُ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ بَنِي  
الْأَصْفَرِ هُدْنَةٌ فَيَغْدِرُونَ بِكُمْ فَيَسِيرُونَ إِلَيْكُمْ فِي ثَمَانِينَ  
غَايَةَ تَحْتَ كُلِّ غَايَةٍ اثْنَا عَشَرَ الْفَا.

(ابن ماجہ، کتاب الفتن، باب اشراط الساعة)

حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

ترجمہ: ”حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اہل روم اور تمہارے درمیان صلح ہوگی، پھر اہل روم غداری کریں گے اور تمہارے مقابلے میں اسی (۸۰) جھنڈوں کا لشکر لے کر تم پر چڑھائی کریں گے، ہر جھنڈے کے نیچے بارہ ہزار (۹ لاکھ ۶۰ ہزار) فوج ہوگی۔“

(iii) - جنگِ اعماق یا دابق:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ

لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَنْزِلَ الرُّومُ بِالْأَعْمَاقِ أَوْ بَدَابِقَ فَيُخْرَجُ  
إِلَيْهِمْ جَيْشٌ "مِنَ الْمَدِينَةِ مِنْ خِيَارِ أَهْلِ الْأَرْضِ يَوْمَئِذٍ  
فَإِذَا تَصَافَوْا قَالَتِ الرُّومُ خَلُّوا بَيْنَنَا وَبَيْنَ الَّذِينَ سُبُوا مِنَّا نُقَاتِلُهُمْ  
فَيَقُولُ الْمُسْلِمُونَ لَا وَاللَّهِ لَا نُخَلِّي بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ إِخْوَانِنَا  
فَيُقَاتِلُونَهُمْ فَيَنْهَزِمُ ثُلُثٌ لَا يَتُوبُ اللَّهُ عَلَيْهِمْ أَبَدًا وَيُقْتَلُ ثُلُثُهُمْ  
أَفْضَلُ الشُّهَدَاءِ عِنْدَ اللَّهِ وَيَفْتَحُ الثُّلُثُ لَا يُفْتَنُونَ أَبَدًا...

(صحیح مسلم، کتاب الفتن و اشراط الساعة)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

ترجمہ: ”حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی،  
جب تک کہ رومی اعماق یا دابق میں (پڑاؤ کریں گے) نہ اتریں گے، پھر مدینہ  
سے ایک لشکر ان کے مقابلے کے لئے نکلے گا، وہ زمین کے بہترین لوگ ہوں  
گے، جب دونوں لشکر ایک دوسرے کے مقابلے میں صف آراء ہوں گے تو رومی  
کہیں گے ہمارے اور ان لوگوں سے جنہوں سے ہمارے قیدی پکڑے ہیں،  
الگ ہو جاؤ (یعنی مدینہ منورہ کا لشکر، شامیوں سے الگ ہو جائے) کیونکہ ہم ان  
سے جنگ کریں گے۔ مسلمان کہیں گے اللہ کی قسم ہم اپنے بھائیوں کو تمہارے  
مقابلے کے لئے اکیلا نہیں چھوڑیں گے، پھر مسلمانوں اور عیسائیوں کے مابین  
لڑائی ہوگی۔ مسلمانوں کا ایک تہائی لشکر بھاگ جائے گا اللہ تعالیٰ ان کی توبہ قبول  
نہ کرے گا۔ ایک تہائی لشکر مارا جائے گا، یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہترین شہید  
ہوں گے، جبکہ ایک تہائی فتح پائے گا، پھر وہ کبھی فتنہ میں نہ ڈالے جائیں۔“

(اعماق اور دابق، شام کے شہر حلب قریب دو الگ الگ مقام ہیں)

(iv) مسلمانوں کا جنگ میں ہیڈ کوارٹر:

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رضي الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ إِنَّ  
فُسْطَاطَ الْمُسْلِمِينَ يَوْمَ الْمَلْحَمَةِ بِالْغُوطَةِ إِلَى جَانِبِ مَدِينَةِ  
يُقَالُ لَهَا دِمَشْقُ مِنْ خَيْرِ مَدَائِنِ الشَّامِ.

(سنن ابو داؤد، کتاب الملاحم، باب المعقل من الملاحم)

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

ترجمہ: ”حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمانوں کا جنگ کے روز خیمہ (ہیڈ کوارٹر) غوطہ (ایک جگہ کا نام) میں ہوگا۔ مدینہ کی طرف جسے دمشق کہا جاتا ہوگا، جو مدائن شام کے بہترین علاقوں میں سے ایک ہے۔“

یہود و نصاریٰ سے جنگوں کے دوران مسلمان اپنا جنگی ہیڈ کوارٹر دمشق کے قریب ”غوطہ“

کے مقام پر قائم کریں گے۔ اس کے بعد ہونے والی جنگوں میں یہی مسلمانوں کا مرکز کہلائے گا۔

(v) ملحمہ کبریٰ:

اس جنگ کے بارے ایک طویل حدیث پیش خدمت ہے:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: إِنَّ  
السَّاعَةَ لَا تَقُومُ حَتَّى لَا يُقَسَمَ مِيرَاثٌ وَلَا يُفْرَحَ بِغَنِيمَةٍ ثُمَّ  
قَالَ بِيَدِهِ هَكَذَا وَنَحَاهَا نَحْوَ الشَّامِ فَقَالَ عَدُوٌّ يَجْمَعُونَ لِأَهْلِ  
الْإِسْلَامِ وَيَجْمَعُ لَهُمْ أَهْلُ الْإِسْلَامِ قُلْتُ الرُّومُ تَعْنِي قَالَ نَعَمْ!  
قَالَ: وَيَكُونُ عِنْدَ ذَاكُمْ الْقِتَالِ رَدَّةٌ شَدِيدَةٌ فَيَشْتَرِطُ  
الْمُسْلِمُونَ شَرْطَةً لِلْمَوْتِ لَا تَرْجِعُ إِلَّا غَالِبَةً فَيَقْتَلُونَ حَتَّى

يَحْجُزُ بَيْنَهُمُ اللَّيْلُ فَيَفِيءُ هَوُؤًا ۖ وَ هَوُؤًا ۖ كُلُّ غَيْرٍ غَالِبٍ وَ  
تَفَنَّى الشَّرْطَةُ ثُمَّ يَشْتَرِطُ الْمُسْلِمُونَ شَرْطَةً لِلْمَوْتِ لَا تَرْجِعُ  
إِلَّا غَالِبَةً فَيَقْتَتِلُونَ حَتَّى يُمْسُوا فَيَفِيءُ هَوُؤًا ۖ وَ هَوُؤًا ۖ كُلُّ غَيْرٍ  
غَالِبٍ وَ تَفَنَّى الشَّرْطَةُ فَإِذَا كَانَ يَوْمَ الرَّابِعِ نَهَدَ إِلَيْهِمْ بَقِيَّةُ  
أَهْلِ الْإِسْلَامِ فَيَجْعَلُ اللَّهُ الدِّرَّةَ عَلَيْهِمْ فَيَقْتَتِلُونَ مَقْتَلَةً ۖ أَمَا  
قَالَ لَا يُرَى مِثْلُهَا ۖ وَأَمَا قَالَ لَمْ يُرَ مِثْلُهَا حَتَّى إِنَّ الطَّائِرَ لَيَمُرُّ  
بِجُثْمَانِهِمْ فَمَا يُخَلِّفُهُمْ حَتَّى يَخِرَّ مَيِّتًا فَيَتَعَادُ بَنُو الْأَبِّ كَانُوا  
مِائَةً فَلَا يَجِدُونَهُ بَقِيَ مِنْهُمْ إِلَّا الرَّجُلُ الْوَاحِدُ فَبَايَ غَنِيمَةً  
يُفْرَحُ أَوْ أَى مِيرَاثٍ يُقَاسِمُ فَبَيْنَاهُمْ كَذَلِكَ إِذْ سَمِعُوا بِبَأْسِ  
هُوَ أَكْبَرُ مِنْ ذَلِكَ فَجَاءَهُمُ الصَّرِيخُ أَنَّ الدَّجَالَ قَدْ خَلَّفَهُمْ  
فِي ذُرَا رِيهِمْ فَيَرْفُضُونَ مَا فِي أَيْدِيهِمْ وَيُقْبِلُونَ فَيَبْعَثُونَ عَشَرَ  
فَوَارِسَ طَلِيْعَةَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِنِّي لَا عَرِفُ أَسْمَاءَهُمْ  
وَأَسْمَاءَ آبَائِهِمْ وَالْوَانَ خِيُولِهِمْ هُمْ خَيْرُ فَوَارِسَ عَلَى ظَهْرِ  
الْأَرْضِ يَوْمَئِذٍ أَوْ مِنْ خَيْرِ فَوَارِسَ عَلَى ظَهْرِ الْأَرْضِ يَوْمَئِذٍ.

(صحیح مسلم، کتاب الفتن و اشرط الساعه)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

ترجمہ: ”قیامت قائم نہیں ہوگی، حتیٰ کہ میراث تقسیم ہوگی نہ ہی کسی کو مال غنیمت حاصل ہونے کی خوشی ہوگی۔ (یعنی لڑائیوں میں اتنے لوگ مارے جائیں گے کہ میراث یا مال غنیمت لینے والا کوئی نہ بچے گا)۔“



پھر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ہاتھ کے اشارے سے فرمایا (شام کی طرف اشارہ کر کے) دشمن (نصاری) اس طرف جمع ہوں گے، مسلمانوں سے لڑنے کے لئے اور مسلمان بھی ان سے جنگ کے لئے جمع ہوں گے۔ راوی نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے سوال کیا۔ ”دشمن سے مراد اہل روم (عیسائی) ہیں؟“

حضرت عبداللہ مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: ”ہاں“ اس وقت شدید لڑائی شروع ہوگی۔ مسلمانوں کا ایک لشکر شہادت یا فتح کے عہد کے ساتھ آگے بڑھے گا اور دونوں لشکروں کے درمیان شدید جنگ ہوگی۔ یہاں تک کہ رات ہو جائے گی اور دونوں لشکر بغیر فتح یا شکست کے واپس لوٹ جائیں گے اور کسی کو بھی غلبہ حاصل نہ ہوگا۔ مسلمانوں کا جنگ میں شریک ہونے والا حصہ بالکل فنا ہو جائے گا۔

دوسرے دن مسلمانوں کے لشکر کا ایک حصہ پھر فتح یا موت (شہادت) کی آرزو کے ساتھ آگے بڑھے گا۔ شدید لڑائی ہوگی، یہاں تک کہ رات ہو جائے گی۔ پھر دونوں لشکر واپس لوٹ جائیں گے اور کسی کو غلبہ نہ ہوگا اور مسلمانوں کی فوج کا جنگ میں حصہ لینے والا حصہ سارے کا سارا قتل ہو جائے گا۔ پھر تیسرے دن مسلمان اپنی فوج کا ایک حصہ جنگ کے لئے آگے بڑھائیں گے جو موت (شہادت) یا فتح کا عہد کر کے جائیں گے۔ شام تک شدید لڑائی ہوگی اور دونوں لشکر فتح یا شکست کے بغیر جنگ بند کر دیں گے۔ مسلمانوں کا تیسرے دن کی لڑائی کا لشکر بھی سارے کا سارا شہید ہو جائے گا۔

چوتھے دن مسلمانوں کی باقی ساری فوج جنگ کے لئے آگے بڑھے گی۔ اللہ تعالیٰ اس روز مسلمانوں کو کافروں پر فتح دیں گے۔ اس روز ایسی شدید لڑائی ہوگی کہ ویسی لڑائی نہ کسی نے ماضی میں دیکھی ہوگی اور نہ مستقبل میں

ہوگی، ایک پرندہ لاشوں کے اوپر اڑے گا اور اڑتے اڑتے (گر کر) مر جائے گا، لیکن لاشیں ختم نہ ہوں گی۔ ایک شخص یا خاندان کے سو بیٹے ہوں گے، ان میں سے صرف ایک زندہ بچے گا۔ (باقی ۹۹ مارے جائیں گے) ایسی حالت میں مالِ غنیمت سے کس کو خوشی ہوگی اور میراث کن لوگوں میں تقسیم ہوگی۔ پھر مسلمان اسی حالت میں ہوں گے کہ ایک اور بڑی آفت کی خبر سنیں گے، ایک زوردار پکار سنیں گے کہ دجال ان کے پیچھے ان کے گھروں (بال بچوں) میں آ گیا ہے۔ یہ سنتے ہی جو کچھ ان کے ہاتھوں میں ہوگا، چھوڑ کر واپس بھاگیں گے۔ دس سواریوں کو معلوم کرنے کے لئے بھیجیں گے (ہراول دستہ کے طور پر)

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں ان سواریوں اور ان کے باپوں کے نام جانتا ہوں اور ان کے گھوڑوں کے رنگ بھی پہچانتا ہوں۔ وہ سواریوں کو روزِ روعے زمین کے تمام سواریوں میں سے سب سے بہتر سواری ہوں گے۔

### (vi) قسطنطنیہ کی فتح:

شام کے علاقہ اعماق یا دابق کی جنگ کے بارے پہلے حدیث پیش کی جا چکی ہے، اس حدیث کے آخری حصے میں بیان ہے کہ پھر مسلمان قسطنطنیہ (استنبول) فتح کریں گے اور پھر دجال نکلے گا۔ جنگِ عظیم اور قسطنطنیہ کی فتح میں چھ سال کا فرق ہے۔ ساتویں سال دجال نکلے گا۔

۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

”حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ..... اس فتح کے بعد مسلمانوں کا لشکر قسطنطنیہ (استنبول) کو فتح کرے گا۔ یہ لشکر فتح کے بعد مالِ غنیمت تقسیم کر رہے ہوں گے اور اپنی تلواروں (ہتھیاروں) کو زیتون کے درختوں سے باندھ رکھا ہوگا کہ ان میں شیطان آواز دے گا کہ تمہارے پیچھے تمہارے گھروں میں دجال آچکا ہے، وہ نکل جائیں گے لیکن یہ بات جھوٹی ہوگی اور وہ شام کو آئیں گے کہ وہ

(دجال) نکل آئے گا۔ لڑائی کے لئے وہ تیار ہوں گے اور صفیں باندھ لی ہوں گی، جب نماز کے لئے اقامت کہی جائے گی تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے۔ ان کی امامت کرائیں گے۔ جب اللہ کا دشمن (دجال) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھے گا تو پگھلے گا جس طرح نمک پانی میں گھل جاتا ہے۔ اگر اس کو چھوڑ دیں تو وہ گل جاوے۔ یہاں تک کہ وہ ہلاک ہو، لیکن اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں دجال کو قتل کروائے گا اور وہ اپنے نیزے پر دجال کا لگا ہوا خون مسلمانوں کو دکھائیں گے۔“

(صحیح مسلم، کتاب الفتن و اشراط الساعة)

ب- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَمِعْتُمْ بِمَدِينَةِ جَانِبٍ مِنْهَا فِي الْبَرِّ وَجَانِبٍ مِنْهَا فِي الْبَحْرِ قَالُوا نَعَمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَغْزَوْهَا سَبْعُونَ أَلْفًا مِنْ بَنِي إِسْحَاقَ فَإِذَا جَاءَ وَهَا نَزَلُوا فَلَمْ يُقَاتِلُوا بِسِلَاحٍ وَلَمْ يَرْمُوا بِسَهْمٍ قَالُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ فَيَسْقُطُ أَحَدٌ جَانِبِهَا قَالَ ثَوْرُ بْنُ يَزِيدَ الرَّائِيُّ لَا أَعْلَمُهُ إِلَّا قَالَ الَّذِي فِي الْبَحْرِ ثُمَّ يَقُولُ الثَّانِيَةَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ فَيَسْقُطُ جَانِبِهَا الْآخِرُ ثُمَّ يَقُولُ الثَّلَاثَةَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ فَيُفْرَجُ لَهُمْ فَيْدٌ خُلُونَهَا فَيَغْنَمُوا فَبَيْنَمَا هُمْ يَقْتَسِمُونَ الْمَغَانِمَ إِذْ جَاءَ الصَّرِيحُ فَقَالَ إِنَّ الدَّجَالَ قَدْ خَرَجَ فَيَتْرُكُونَ كُلَّ شَيْءٍ وَ يَرْجِعُونَ.

(صحیح مسلم، کتاب الفتن و اشراط الساعة)

ج- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

ترجمہ: ”حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا تم نے ایسا شہر سنا ہے جس کے ایک جانب خشکی ہے اور ایک جانب سمندر ہے؟“

صحابہ کرامؓ نے عرض کیا، ہاں یا رسول اللہ ﷺ ہم نے نہیں سنا (یعنی قسطنطنیہ، نیا نام استنبول ہے) آپ ﷺ نے فرمایا: کہ قیامت قائم نہ ہوگی، یہاں تک کہ حضرت اسحاق علیہ السلام کی اولاد سے ستر ہزار آدمی اس کے خلاف نہ لڑیں۔ جب وہ اس شہر کے پاس اپنا پڑاؤ ڈالیں گے تو ہتھیاروں سے نہ لڑیں گے اور نہ تیرماریں گے، بلکہ لا اِلهَ اِلا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ کہیں گے تو ہر طرف سے راستہ کھل جائے گا۔ پھر مسلمان شہر میں داخل ہو جائیں گے اور مال غنیمت حاصل کریں گے۔ جب مال غنیمت تقسیم کر رہے ہوں گے تو اچانک ایک چیخنے والا آئے گا اور کہے گا دجال نکلا تو وہ ہر چیز چھوڑ دیں گے اور دجال کی طرف پلٹیں گے۔“

(vii) چھوٹی آنکھوں اور چھٹی ناک والے ترکوں سے جنگ:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ (لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تُقَاتِلُوا التُّرُكَ، صِغَارَ الْأَعْيُنِ حُمَرَ الْوُجُوهِ، ذُلْفَ الْأَنْوْفِ كَانَ وَجُوهُهُمْ الْمَجَانُ الْمُطْرَقَةُ وَلَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تُقَاتِلُوا قَوْمًا نِعَالِهِمُ الشَّعْرُ).

(صحیح بخاری، کتاب الجہاد، باب قتال الترك)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

ترجمہ: ”حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی، جب تک تم ترکوں سے جنگ نہ کر لو گے، جن کی آنکھیں چھوٹی، منہ سرخ، ناک موٹی اور پھیلی ہوئی اور چہرے چمڑے کی ڈھال کی طرح چوڑے ہوں گے اور قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی، جب تک تم ان لوگوں سے جنگ نہ کر لو جو بالوں کے جوتے پہنتے ہیں۔“

وضاحت:

درج بالا احادیث سے ان جنگوں کی ترتیب بظاہر اس طرح سے معلوم ہوتی ہے۔

۱- کسی تیسرے فریق سے جنگ میں فتح پانے کے بعد مسلمانوں اور عیسائیوں میں صلح کا معاہدہ ٹوٹ جائے، اس کے بعد مسلمانوں اور عیسائیوں میں ایک بڑی جنگ ہوگی جس میں عیسائیوں کے لشکر کی تعداد ۹ لاکھ ۶۰ ہزار بتائی گئی ہے۔

۲- شام کے ایک مشہور شہر حلب کے نزدیک اعماق اور دابق دو جگہیں ہیں، احادیث میں بیان ہے کہ یہ جنگ اس جگہ پر لڑی جائے گی۔ خیر اور شر کا ایک عظیم معرکہ برپا ہوگا، اس جنگ میں امام مہدی مسلمانوں کے لشکر کی قیادت کریں گے، جب دونوں لشکر آمنے سامنے آراء ہوں گے تو عیسائی مسلمانوں (مدینہ منورہ سے آنے والے لشکر سے) کہیں گے کہ تم شام کے لشکر سے الگ ہو جاؤ، کیونکہ ہم صرف ان سے جنگ کرنا چاہتے ہیں جنہوں نے ہمارے کچھ لوگوں کو قیدی بنایا ہوا ہے۔ امام مہدی کی قیادت میں مدینہ منورہ سے آیا ہوا، لشکر کہے گا کہ ہم اپنے مسلمان بھائیوں کو اس مصیبت میں تنہا نہ چھوڑیں گے، چنانچہ شدید جنگ چھڑ جائے گی۔ مسلمانوں کے لشکر کا ایک تہائی حصہ جنگ کی شدت کے باعث بھاگ جائے گا اور اللہ تعالیٰ ان کی توبہ قبول نہ کرے گا۔ ایک حصہ فوج شہید ہو جائے گی، جو روئے زمین پر بہترین شہید ہوں گے، مسلمانوں کو فتح حاصل ہوگی۔

اس جنگ میں مسلمان پہلے روز ایک لشکر نکالیں گے جو فتح یا شہادت کا عہد کر کے میدان میں اترے گا۔ بغیر فتح یا شکست کے شام کو جنگ بند ہوگی۔ مسلمانوں کا جنگ میں حصہ لینے والا لشکر سارے کا سارا شہید ہو جائے گا۔ دوسرے روز پھر مسلمان فتح یا شہادت کے عہد کے ساتھ دوسرا لشکر میدان جنگ میں بھیجیں گے۔ شام کو جنگ بند ہوگی اور مسلمانوں کا جنگ میں حصہ لینے والا لشکر شہادت پا جائے گا۔ تیسرے روز پھر مسلمان اسی عہد کے ساتھ ایک لشکر میدان جنگ میں اتاریں گے اور یہ لشکر بھی شہید ہو جائے گا۔

چوتھے روز مسلمانوں کی باقی ماندہ فوج یکبارگی حملہ آور ہوگی۔ شدید لڑائی ہوگی، مسلمان جذبہ جہاد سے سرشار ہو کر موت و زیست کی جنگ لڑیں گے۔ ۱۰۰ میں سے ۹۹ مسلمان مارے جائیں گے، اگر ایک پرندہ مسلمانوں کی لاشوں کو اڑ کر پار کرنا چاہے گا تو لاشیں ختم نہ ہوں گی اور پرندہ گر کر مر جائے گا۔ میرات اور مال غنیمت لینے والا کوئی نہ ہوگا۔

۳۔ عیسائیوں اور مسلمانوں کے درمیان تخت یا تختہ (زندگی یا موت) کی بنیاد پر لڑی جانے والے خوفناک جنگ کو احادیث میں ملحمۃ کبریٰ کہ گیا گیا۔ یہ ایک عظیم معرکہ ہوگا جسے یہود و نصاریٰ ”ہرمجدون“ کے نام سے پکارتے ہیں۔

۴۔ احادیث کے مطابق قسطنطنیہ کی فتح کے بعد مسلمان اپنا اسلحہ زیتون کے درختوں سے لٹکائے ہوئے ہوں گے کہ اچانک دجال کی آمد کی خبر سنیں گے، لیکن جنگ عظیم کے بعد بھی مسلمان اسی حالت میں ہوں گے کہ ایک بری خبر اور پکار سنیں گے کہ دجال کا ظہور ہو چکا ہے اور وہ ان کے گھروں میں آ گیا ہے۔

معاہدہ صلح ٹوٹنے کے بعد جنگ، جنگ اعماق یا دابق، جنگ عظیم اور قسطنطنیہ کی فتح بظاہر ایک ہی جنگ معلوم ہوتی ہے کیونکہ جنگ عظیم کے اختتام پر دجال کے آنے کی خبر دی گئی ہے جبکہ قسطنطنیہ کی فتح کے بعد بھی دجال کے خروج کا ذکر کیا گیا۔ تاہم وضاحت کے لئے پھر اسی حدیث کی طرف رجوع کرتے ہیں جس میں جنگ عظیم اور قسطنطنیہ کی فتح کو الگ الگ جنگیں کہا

گیا ہے۔

(i) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

”حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بیت المقدس کا آباد ہونا مدینہ کے ویران ہونے کا سبب ہے، مدینہ کا ویران ہونا جنگ عظیم کا سبب ہے، جنگ عظیم، قسطنطنیہ کی فتح کا سبب ہے اور قسطنطنیہ کی فتح دجال کے خروج کا سبب ہے۔“

اس سے اگلی حدیث میں مزید وضاحت موجود ہے اور عرصے کا تعین بھی ملتا ہے۔

(ii) حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

”حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جنگ عظیم اور قسطنطنیہ کی فتح کے درمیان چھ برس کا فاصلہ ہے، ساتویں سال دجال کا خروج ہوگا۔“

(سنن ابوداؤد، کتاب الملاحم، باب فی امارات الملاحم)

درج بالا احادیث سے صورت حال واضح ہو جاتی ہے کہ جنگ عظیم، جنگ اعماق اور قسطنطنیہ کی جنگیں الگ الگ ہیں اور ان کے درمیان سالوں کا فرق واضح ہے۔

### ۳۔ حضرت عیسیٰ السلام کا دجال سے فیصلہ کن معرکہ

۱۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: فَيَنْزِلُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَاَمَّهُمْ فَإِذَا رَأَاهُ عَدُوُّ اللَّهِ ذَابَ كَمَا يَذُوبُ الْمِلْحُ فِي الْمَاءِ فَلَوْ تَرَكَهُ لَا نُذَابَ حَتَّى يَهْلِكَ وَلَكِنْ يَقْتُلُهُ اللَّهُ بِيَدِهِ فَيُرِيهِمْ دَمَهُ فِي حَرْبَتِهِ.

(صحیح مسلم، کتاب الفتن و اشراط الساعة)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

ترجمہ: ”حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے اور مسلمانوں کو نماز پڑھائیں گے، پھر اللہ کا دشمن دجال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھے گا تو یوں گھلنے لگے گا، جس طرح نمک پانی میں حل ہو جاتا ہے۔ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسے چھوڑ دیتے، پھر بھی دجال ان کے خوف سے گھل گھل کر مر جاتا، لیکن اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں دجال کو قتل کرائے گا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے نیزے پر دجال کا خون لوگوں کو دکھائے گا۔“

ب۔ حضرت نواس بن سمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: پھر اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نازل فرمائیں گے، وہ دمشق کے مشرقی حصے میں (واقع) سفید مینار کے پاس زرد رنگ کے دو کپڑوں میں ملبوس، دو فرشتوں کے پروں پر اپنے ہاتھ رکھے اتریں۔ جب وہ اپنا سر جھکائیں گے تو ایسا معلوم ہوگا کہ قطرے ٹپک رہے ہیں اور جب سر اوپر اٹھائیں تو پانی کے قطرے ڈھلکتے نظر آئیں گے۔ ان کی ہوا جس کا فریٹک بھی پہنچے گی (تا حد نظر تک) وہ ہلاک ہو جائے گا۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کا تعاقب کر کے ”لد“ (ایک مقام) کے دروازے پر اسے جا پکڑیں گے اور اسے قتل کر دیں گے۔“

### ۴۔ یہودیوں کا خاتمہ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تُقَاتِلُوا الْيَهُودَ حَتَّى يَقُولَ الْحَجَرُ وَرَاءَهُ الْيَهُودِيُّ يَا مُسْلِمُ هَذَا يَهُودِيٌّ



## وَرَائِي فَاقْتُلُهُ.

(صحیح بخاری، کتاب الجہاد، باب قتال الیہود)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

ترجمہ: ”حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی، جب تک تم یہودیوں سے جہاد نہ کرو گے۔ جس پتھر کے پیچھے یہودی چھپا ہوگا، وہ پتھر بھی پکار اٹھے گا۔ ”اے مسلمان“ میرے پیچھے یہودی چھپا ہوا ہے، اسے قتل کر دے۔“

قسطنطنیہ کی فتح کے ایک سال بعد دجال کا خروج ہوگا جو روئے زمین پر فتنہ اور فساد برپا کر دے گا۔ مسلمان دمشق کے علاقے میں محصور ہو جائیں گے۔ دجال اپنے لشکر کے ساتھ جس میں یہودی شامل ہوں گے، مسلمانوں کا محاصرہ کرے گا۔ مسلمانوں پر مصیبت کا دور ہوگا کہ اچانک فجر کی نماز کے وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام امام مہدی کی امامت میں نماز ادا کریں گے اور نماز کے بعد دروازہ کھول دیا جائے گا۔ مسلمان حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قیادت میں دجال اور اس کے لشکر سے جنگ کریں گے اور دجال سمیت تمام لشکر نیست و نابود کر دیا جائے گا۔ یہودی جہاں بھی چھپے ہوں گے، درخت اور پتھر بھی پکار اٹھیں گے کہ اے مسلمان میرے پیچھے یہودی چھپا ہوا ہے، اسے قتل کرو، چنانچہ مسلمان چن چن کر یہودیوں کا مکمل صفایا کر دیں گے۔ یہ آخری جنگ ہوگی، اس کے بعد مکمل امان قائم ہو جائے گا۔

قارئین کرام! احادیث نبوی، یہودیوں کے عہد نامہ قدیم (صحائف) اور عیسائیوں کے عہد نامہ جدید (کتاب مقدس) سے متون پیش کرنے کے بعد یہ بحث پایہ تکمیل کو پہنچتی ہے کہ فلسطین، شام اور بیت المقدس کے قرب و جوار میں کفر اور اسلام کے مابین عظیم معرکے برپا ہوں گے، جن میں کروڑوں انسان مارے جائیں گے۔ یہود و نصاریٰ اس سلسلے میں ایک بڑی خوفناک

جنگ ”ہرمجدون“ کا ذکر کرتے ہیں اور اس کی تیاریوں میں مصروف ہیں۔ آنے والا وقت (جو بظاہر نزدیک دکھائی دیتا ہے) ہی بتائے گا کہ یہ جنگیں کس ترتیب سے برپا ہوں۔

آخر میں جنگوں اور مصیبت کے ان ایام میں مسلمانوں کے ثابت قدم رہنے کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان پیش ہے۔

(i) وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنْتُمْ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ

مُؤْمِنِينَ ۝ إِنْ يَمْسِكُكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِثْلُهُ ۖ ط

وَتِلْكَ الْأَيَّامُ نَدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ ۚ وَلِيَعْلَمَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا

وَيَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَاءَ ۗ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ ۝

(سورة آل عمران: ۱۳۹، ۱۴۰)

ترجمہ: ”اورست نہ ہو اور نہ غم کرو اور تم ہی غالب رہو گے، اگر تم سچے مومن ہو۔ اگر پہنچے تمہیں کوئی صدمہ تو پہنچ چکا ہے، قوم مخالف کو بھی صدمہ ایسا ہی اور یہ فتح اور شکست کے دن ہم پھیراتے رہتے ہیں۔ لوگوں کے درمیان اور اس لئے بھی کہ اللہ جان لے ایمان والوں کو، اور بنائے تم میں سے شہید اور اللہ نہیں دوست رکھتا ظالموں کو۔“

(ii) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ تَنْصُرُوا اللَّهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ

أَقْدَامَكُمْ.

(سورة محمد: ۷)

ترجمہ: ”اے ایمان والو! اگر تم مدد کرو گے اللہ کی تو اللہ تعالیٰ مدد کرے گا

تمہاری اور جمائے رکھے گا تمہارے قدم۔“



## بحث کا خلاصہ

قانون فطرت بڑا سادہ اور جامع ہے جو منطق اور عقلی دلائل پر ہر لحاظ سے پورا اترتا ہے اور اس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہر کام کا اندازہ مقرر ہے۔ کسی بھی امر کے واقع ہونے سے پہلے اس کی وجوہات اور اسباب وضع ہوتے ہیں، اگر یہ اسباب پورے ہو جائیں تو اس کے واقع ہونے میں کوئی شک نہیں رہتا اور فطرت کے عین مطابق یہ کام ہو جاتا ہے مثلاً:

☆ جب بارش ہوتی ہے تو اس سے پہلے ہوائیں چلتی ہیں، ہواؤں کے رخ سے لوگ اندازہ کر لیتے ہیں کہ بادل آئیں گے اور بادل دیکھ کر لوگ سمجھ لیتے ہیں کہ برسیں گے۔ اس میں آندھی ہے یا ژالہ باری، بارش کم ہوگی یا زیادہ یا بادل بن بر سے گزر جائیں گے۔

☆ دن چڑھتا ہے لیکن اس سے پہلے علامات کے طور پر صبح کاذب، پھر صبح صادق، پھر سورج نکلتا ہے اور ہر طرف اجالا ہو جاتا ہے۔

☆ انسان جب طبعی موت مرتا ہے تو اس کے پہلے بال سفید ہوتے ہیں، بڑھاپا آتا ہے تو ہر کوئی سمجھ جاتا ہے کہ ہاں اب دنیا فانی سے اس کے جانے کے دن قریب آگئے ہیں اور پھر ایک دن اس کی موت واقع ہو جاتی ہے۔ ایسا فطرت کے وضع کردہ اسباب و علامات سے ہوتا ہے۔

☆ انسان بیماری سے مرے یا کسی حادثہ کے نتیجہ میں یا اچانک گر کر مر جائے، ڈاکٹروں کی

تشخیص اور رپورٹ کے مطابق پھیپھڑوں سے بلغم سانس کی نالیوں میں آگئی اور سانس کا گزر بند ہو گیا جس سے موت واقع ہو گئی یعنی اس کی بھی علامات اور اسباب ہیں۔ حالانکہ ہمارا ایمان ہے کہ زندگی اور موت کا اختیار اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اور اس کا ایک وقت مقرر ہے۔

اسی طرح قیامت اللہ تعالیٰ کا ایک امر ہے جس کا ایک دن مقرر ہے۔ جب ہر چیز فنا ہو جائے گی اور لوگ جزا و سزا کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور گردنیں جھکائے پیش ہوں گے۔ لیکن اس امر کے واقع ہونے سے پہلے قانون فطرت کے تحت اس کے بھی اسباب و حالات پیدا کئے گئے ہیں۔ مثلاً مظاہر قدرت کے طور اطوار کا بدلنا، انسان کا قانون فطرت کی خلاف ورزی کرنا، ظلم و بربریت، فسق و فجور (جن کی وجہ سے پہلی قوموں پر عذاب آیا)، بے حیائی، بددیانتی، گمراہی اور ضلالت کی انتہا ہونا۔ لوگ خود ہی زمانے کے اطوار بد اور فتنوں کی بھرمار دیکھ کر پکار اٹھیں کہ ہاں اب قیامت آیا ہی چاہتی ہے۔ یعنی لوگ خود قیامت (فیصلہ کا دن) مانگیں گے۔

انہی حالات و اسباب کو قیامت کی علامات صغریٰ اور کبریٰ کہا گیا ہے، ان پر گزشتہ ابواب میں احادیث نبوی کی روشنی میں بحث کی جا چکی ہے۔ جبکہ یہود و نصاریٰ کی مذہبی کتب سے بھی متون پیش کر کے ان کا نقطہ نظر واضح کیا گیا ہے۔

سوال یہ ہے کیا موجودہ دور میں علامات صغریٰ پوری ہو چکی ہیں؟ کیا مسلمانوں اور یہود و نصاریٰ کے درمیان کش مکش اور موجودہ دور میں ہونے والی جنگوں کو ہی علامات صغریٰ کی انتہا پر ہونے والی جنگیں قرار دیا جاسکتا ہے؟ کیا امام مہدی کا ظہور ہونے والا ہے؟ یہی وہ تین سوال ہیں جن پر ہر عام و خاص مضطرب اور بے چین ہے۔ ذیل میں ان سوالات پر بحث کوئی حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

۱- بیسویں صدی اور علامات صغریٰ کی انتہا

۲- امت مسلمہ کی عمر

۳- کیا امام مہدی کا ظہور ہونے والا ہے

۴- آخری گزارش

## ۱- بیسویں صدی اور علامات صغریٰ کی انتہا

قیامت کی سب بڑی علامت (علامات صغریٰ میں سے) حضور نبی کریم ﷺ کا آخری نبی مبعوث ہونا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے بعد رسالت کا باب تا قیامت بند کر دیا۔ امت مسلمہ کے پاس دین کا اثاثہ (بنیادی مآخذ) قرآن و سنت موجود ہے۔ جس کی پیروی میں مسلمان تقریباً ۱۲ صدیاں عروج پر رہے۔ ہم امت مسلمہ کے زوال کے چاہے کتنے ہی اسباب شمار کر لیں، لیکن حقیقت تو یہ ہے کہ زوال کا اصل سبب قرآن و سنت (احادیث) سے بے رغبتی ہی ہے۔

تین صدیاں قبل امت مسلمہ کا زوال شروع ہوا جب کہ عین اسی وقت عیسائیوں میں اقتصادی اور عسکری لحاظ سے ترقی کا دور شروع ہوا۔ مسلم ممالک ایک ایک کر کے مفتوح ہوتے چلے گئے۔ امت مسلمہ کی شکست و ریخت کا عمل بیسویں صدی کے آغاز پر جنگ عظیم اول کے خاتمے (۱۹۲۲ء) پر مکمل ہوا۔ خلافت ٹوٹ گئی اور شاید ایک بھی اسلامی ملک آزاد نہ رہا۔

جب عیسائیوں سے تین صدیوں تک مار کھانے کے باوجود بھی مسلمان متحد نہ ہوئے تو دیگر مفتوح قوموں کی طرح انہیں بھی اپنی بھلائی اور ترقی اہل مغرب (عیسائیوں) کے نظام زندگی کی تقلید اور پیروی میں ہی نظر آئی۔

دوسری طرف دیرینہ مخاصمت کی بناء پر مسلمانوں کی رہی سہی طاقت ختم کرنے کے لیے یہود و نصاریٰ نے مسلمانوں کی نوجوان نسل کو اپنے رنگ میں رنگنے کی نہایت چابکدستی سے

منصوبہ بندی کی۔ اگر ہم پیغمبر اسلام کی بتائی ہوئی (احادیث) قیامت کی علامات صغریٰ کا بغور جائزہ لے کر بیسویں صدی کے آغاز سے اس کے اختتام (یعنی ۲۰۰۰ء) تک کے حالات سے اس کی تطبیق کریں تو بلاشبہ ایمان داری سے یہ کہنا پڑے گا کہ قیامت کی علامات صغریٰ مکمل طور پر یہود و نصاریٰ کی تقلید کے باعث پوری ہو چکی ہیں۔ تاہم احادیث سے ذیل میں مختصراً علامات صغریٰ پیش ہیں تاکہ ہر کوئی بیسویں صدی میں رونما ہونے والے فتنوں سے ان کا تقابل کر سکے۔

### ۱۔ بیسویں صدی سے قبل ظہور شدہ علامات صغریٰ

حضور نبی کریم ﷺ کی بعثت اور وفات، چاند کا شق ہونا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ فتنوں کے درمیان رکاوٹ، صحابہ کرام کا رحلت فرمانا، تاتاریوں کا فتنہ، حجاز کی آگ، جھوٹے دجالوں کا دعویٰ رسالت، بیت المقدس کا فتح ہونا، مسلمانوں کی سلطنت کا وسیع ہونا، اخلاقی و سماجی برائیوں کی ابتداء ہونا وغیرہ۔

### ب۔ وہ علامات صغریٰ جو بیسویں صدی میں پوری ہوئیں

دوسری قوموں کا مسلمانوں پر ٹوٹ پڑنا اور مسلمانوں کی حیثیت کوڑے کرکٹ اور جھاگ سے زیادہ نہ ہونا۔ خلافت کا ٹوٹ جانا، ظلم و جابر حکمران، حکمرانوں کا عوام کو لاٹھیوں اور کوڑوں سے ہانکنا (بذریعہ پولیس)، قوم کا سردار کمینہ فاسق و فاجر، عورتوں کی حکمرانی، عوام کا نااہل حکمرانوں کو پسند کرنا، ذلیل عزت دار اور عزت دار کا ذلیل ہونا، کسی شخص کی عزت اس کے ڈر اور خوف سے کرنا، یہود و نصاریٰ کی پیروی کرنا۔

امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فقدان، نماز ترک کرنا، امانت کو غنیمت اور زکوٰۃ کو تادان سمجھنا، جھوٹے اماموں کا پیدا ہونا، نیک لوگوں کا خاتمہ، دین پر رہنا مشکل، زندہ لوگوں کا قبر والوں پر رشک کرنا، قاریوں کی کثرت فقہاء کی قلت، مسجدوں سے آوازیں آنا، مسجدوں کو سجانا اور ان پر فخر کرنا، چاند کا اتنا بڑا نظر آنا کہ دوسری رات کا چاند معلوم ہو (روایت ہلال پر جھگڑا)، دین کا علم

دنیا کی خاطر سیکھنا، صرف جان پہچان والوں کو سلام کرنا اور جھوٹی گواہی دینا۔

شراب نوشی اور زنا کی کثرت، فحاشی عریانی عام، ہر گھر سے گانے بجانے کی آوازیں آنا، ناچنے گانے والیوں کی کثرت، عورتوں کا بن ٹھن کر بازار میں نکلنا، عورتوں کا عریاں لباس پہننا، مردوں کا عورتوں سے اور عورتوں کا مردوں سے مشابہت کرنا، مردوں کا مردوں سے اور عورتوں کا عورتوں سے لواطت کرنا، جوان نظر آنے کے لیے سیاہ خضاب لگانا، والدین کی نافرمانی اور باپ کی بجائے دوست کو زیادہ اہمیت دینا، کینہ اور بغض کی کثرت، آلات لہو و لعب کی کثرت، اچانک موت کی کثرت، رشتہ داروں اور پڑوسیوں کو قتل کرنا، اندھا دھند قتل مقول کو معلوم نہیں کہ کیوں قتل ہوا اور نہ قاتل ہی مقول کو جانتا ہے۔

جھوٹ کی کثرت، سود کا عام ہونا، عہد توڑنا، تجارت میں دھوکہ دہی اور بددیانتی، حرام و حلال کی تمیز ختم ہو جانا، تجارت کی کثرت، عورت کا تجارت میں اپنے شوہر کے ساتھ شریک ہونا، حرام مال کی کثرت، مال بیچنے کے لیے دلالوں کی خدمات حاصل کرنا، بازار قریب ہونا، اونچے محل بنانا بالخصوص عرب کے چرواہوں کا اونچی اونچی عمارتیں بنانا اور ان پر فخر کرنا، سرزمین عرب کا سرسبز و شاداب اور مال و دولت کی کثرت ہونا، وقت کا مختصر ہونا، بد سے بدتر زمانہ آنا، عیسائیوں کا غلبہ اور کثرت ہونا، پے در پے فتنوں کا رونما ہونا اور زلزلوں کی کثرت۔

احادیث میں بیان کردہ درج بالا تمام علامات صغریٰ تقریباً پوری ہو چکی ہیں۔

ج۔ پے در پے فتنوں کا اصل سبب جدید میڈیا اور تیز رفتار ترقی:

اگر ہم احادیث میں بیان کردہ پے در پے فتنوں کے رونما ہونے کا موجودہ زمانے سے تقابل کریں گے تو معلوم ہوگا کہ ان فتنوں کے ظہور کا آغاز اپریل ۱۹۷۱ء سے ہوا ہے یعنی جب حضور نبی کریم ﷺ کی پیدائش مبارک ۱۴۰۰ شمسی سال (۱۹۷۱ء۔ ۱۵۷۱ء = ۱۴۰۰ سال) مکمل ہوئے۔ اس سے پہلے لوگ معاشرتی، اخلاقی اور مذہبی لحاظ سے اتنے زیادہ برباد نہ ہوئے تھے،

لوگوں میں خلوص، وفا، ایمان داری کی رمت کچھ نہ کچھ موجود تھی۔ مثلاً آپ ۱۸۶۰ء اور ۱۹۶۰ء میں کسی عرب ملک میں بسنے والے مسلمان کی معاشرتی زندگی اور طرزِ رہن سہن کا موازنہ کریں تو معلوم ہوگا کہ اس ایک سو سال میں عام مسلمان کی گھریلو اور معاشرتی زندگی میں بہت تھوڑی تبدیلی آئی۔ اب ۱۹۷۰ء میں اسی مسلمان کی زندگی کا جائزہ لیں تو بھی کوئی خاص فرق نہیں تھا۔ اب آپ ۱۹۷۰ء کے بدو اور چرواہے کا ۱۹۸۰ء اور ۱۹۹۰ء کے فتنوں میں گھرے ہوئے عرب کے شیخ سے موازنہ کریں اور بعد میں آنے والے سالوں سے موازنہ کرتے جائیں تو آپ پر بہت کچھ واضح ہو جائے گا۔ اسی طرح آپ دیگر مسلم ممالک کے عام مسلمانوں کی زندگی میں ہونے والی معاشرتی تبدیلیوں کا جائزہ لے سکتے ہیں۔

میری دانست میں ۱۹۷۰ء سے پہلے فحاشی، عریانی اور دیگر برائیوں کا سبب بننے والا میڈیا اتنا ترقی یافتہ نہ تھا۔ صرف شہروں میں بسنے والے مسلمانوں کی اخبار، ریڈیو اور سینما تک رسائی تھی۔ ۱۹۷۰ء کے بعد گھر گھر ٹیپ ریکارڈ، رنگین ٹی وی پھروی۔ سی۔ آر۔ ۱۹۸۰ء کے بعد موسیقی گھر گھر بلکہ دور دراز دیہاتوں تک پھیل گئی۔ ڈش انٹینا کی بدولت مغرب کی عریاں حسیناؤں اور بھارت کی نیم برہنہ فلموں کی وجہ سے فحاشی اور سیکس نے مسلمانوں کی نوجوان نسل پر انتہائی برے اثرات مرتب کیے۔ ۱۹۹۰ء کے بعد کمپیوٹر عام ہو گیا، انٹرنیٹ، کیبل اور موبائل کے فتنوں نے وہ کارنامے دکھائے کہ الامان، اب نہ کوئی دیہاتی محفوظ رہا اور نہ شہری۔ الغرض یہ تمام فتنے اور ان میں شدت میڈیا کی تیز تر ترقی کی بدولت آئی۔

قارئین کرام! صدق دل سے اب اپنے آپ سے سوال کریں اور خود ہی اس کا جواب تلاش کریں۔ کیا بیسویں صدی (۲۰۰۰ء) کے اختتام تک تمام علامات صغریٰ پوری نہیں ہو گئیں اور اکیسویں صدی دراصل علامات کبریٰ کا آغاز ہے؟ مجھے پورا وثوق ہے کہ آپ کا جواب ہاں میں ہوگا۔ جبکہ موجودہ دور میں مسلمانوں سے یہود و نصاریٰ کی کش مکش ہی دراصل قیامت



کے قریب ہونے والی جنگوں کی طرف پیش رفت ہے، اور اس کا آغاز ۱۱/۹ (امریکہ میں ٹریڈ سنٹر کی تباہی) کا واقعہ ہے۔ اس کے بعد سے اب تک جو کچھ ہوا ہے اس پر گزشتہ ابواب میں بحث کی جا چکی ہے۔

۱۔ دنیا ایٹم بموں کے سائے میں:

امریکہ نے ۱۹۴۵ء میں ایٹم بم بنایا، کہا جاتا ہے کہ جب اس کا تجربہ کیا گیا تو ایک فولاد کا بنا ہوا ٹاور پانی کی طرح پگھل گیا۔ جلد ہی امریکہ نے جنگ عظیم کے دوران جاپان کے دو شہروں ”ہیروشیما“ اور ”ناگاساکی“ پر ایٹم بم گرا دیئے، جس سے لاکھوں افراد لقمہ اجل بنے۔

اس وقت سے دنیا کے بڑے ممالک کے درمیان ایٹمی ہتھیار بنانے کی دوڑ جاری ہے۔ کئی کم ترقی یافتہ ممالک بھی ایٹمی قوت بن چکے ہیں۔ خدشہ یہ ظاہر کیا جا رہا ہے کہ اگر اکیسویں صدی امن سے گزری (جس کا امکان نہیں) تو دنیا کا ہر ملک ایٹمی قوت ہوگا، بلکہ عام عسکری تنظیمیں بھی ایٹم بم تیار کر چکی ہوں گی۔

اس وقت اعلانیہ ایٹمی قوت رکھنے والے ممالک یہ ہیں۔

امریکہ - روس - برطانیہ - فرانس - چین - بھارت - پاکستان۔

جبکہ اسرائیل، شمالی کوریا، جنوبی افریقہ، ایران، برازیل اور دیگر کئی ممالک بھی اس میدان میں کافی پیش رفت کر چکے ہیں۔

نوائے وقت فیملی میگزین (اشاعت ۲۷ جون تا ۳ جولائی ۲۰۰۴ء) میں دنیا کے مختلف

ممالک کے پاس ایٹمی ہتھیاروں کے جو اعداد و شمار دیئے گئے ہیں، قارئین کرام کے استفادے کے لئے پیش ہیں۔

”اس وقت صرف امریکہ اور روس میں ۲۸،۸۰۰ نیوکلیئر بم موجود ہیں، جبکہ دیگر ممالک

کے پاس ۷،۵۰۰ نیوکلیئر بم موجود ہیں۔ ۱۹۴۹ء کے بعد پوری دنیا میں ۱،۲۸،۰۰۰ ایٹمی ہتھیار

تیار کئے گئے جن میں سے ۷۰۰۰۰ ہتھیار امریکہ نے تیار کئے۔ روس نے ۵۱۰۰۰ نیوکلیر بم بنائے۔ امریکہ اور روس کے درمیان ہونے والے معاہدے کے تحت دونوں ممالک ۲۰۱۲ء تک اپنے ایٹمی ہتھیاروں کو ۱۷۰۰ سے ۲۲۰۰ تک محدود کر لیں گے۔“

جوں جوں وقت گزرتا جا رہا ہے ایٹم بم اور میزائل ٹیکنالوجی پھیلتی جا رہی ہے۔ جس ٹیکنالوجی پر محض چند ممالک کی اجارہ داری تھی اکیسویں صدی میں یہ ٹیکنالوجی پھیل کر چھوٹے چھوٹے ممالک تک پہنچ جائے گی، بلکہ عام تنظیموں اور لوگوں کی رسائی بھی ممکن نظر آتی ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اکیسویں صدی میں کسی چھوٹے سے چھوٹے ملک کے صبر کا پیمانہ لبریز نہ ہوگا یعنی اکیسویں صدی کی جنگوں میں ایٹم بموں کا بھرپور استعمال ہوگا۔ اس کے بنی نوع انسان پر کیا اثرات مرتب ہوں گے، کتنی تباہی ہوگی، اس کا تصور ہی محال ہے۔

## ۲- امت مسلمہ کی عمر

کتاب کے موضوع کے اعتبار سے یہ بحث بڑی اہم ہے کہ یہ دنیا کب تک رہے گی اور امت مسلمہ کی مدت حیات کیا ہے۔

بحث سے پہلے اس سلسلے میں احادیث پیش ہیں:

(الف) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے:

”حضور نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ پہلی امتوں کے مقابلے

میں تمہارا دنیا میں رہنا ایسے ہے جیسے عصر کی نماز سے سورج ڈوبنے تک۔

اہل تورات کو تورات دی گئی، انہوں نے مزدوری کرنا (یعنی اس پر عمل کرنا)

شروع کی، لیکن عین دوپہر کے وقت وہ عاجز (تھک) آ گئے۔ ان کو ایک قیراط

دیا گیا۔ پھر اہل انجیل کو انجیل ملی تو انہوں نے عصر کی نماز تک کام (یعنی اس پر

عمل) کیا لیکن وہ بھی تھک گئے، ان کو بھی ایک قیراط ملا۔ پھر ہم مسلمانوں کو

قرآن مجید ملا، ہم نے سورج ڈوبنے تک کام کیا (اور کام پورا کر دیا) ہم کو دو قیراط مزدوری کے ملے اب تورات اور انجیل والے کہنے لگے (کہیں گے) تو نے مسلمانوں کو دو قیراط دیئے اور ہم کو ایک ایک قیراط دیا۔ حالانکہ ہم نے ان سے زیادہ کام کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا میں نے تمہاری کچھ مزدوری دہالی ہے، وہ کہیں گے نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا پھر یہ میرا فضل ہے جسے چاہوں عنایت کروں۔“

(صحیح بخاری، کتاب الموقیت الصلاة، باب من ادرك ركعة من العصر قبل الغروب)

(ب) حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

”حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مسلمانوں اور یہود و نصاریٰ کی

مثال اس آدمی کی سی ہے، جس نے کچھ لوگوں کو اجرت پر اس لیے رکھا کہ وہ رات تک اس کا کام کریں۔ انہوں نے عین دوپہر تک کام کیا پھر کہنے لگے: ہمیں تمہاری مزدوری (اجرت) کی ضرورت نہیں ہے۔ پھر اس آدمی نے کچھ اور لوگ اجرت پر رکھ لئے اور کہا کہ بقیہ دن تک کام کرو۔ جو مزدوری مقرر ہوئی ہے وہ آپ کو مل جائے گی۔ وہ کام کرتے رہے یہاں تک نماز عصر کا وقت ہو گیا، تو انہوں نے کہا جو کام ہم نے کیا اس کی اجرت ہم نے چھوڑ دی۔ پھر اس نے کچھ اور لوگوں کو اجرت پر رکھا، دن کا بقیہ حصہ انہوں نے کام کیا، یہاں تک کہ سورج ڈوب گیا تو انہوں نے پہلے دونوں گروہوں کی مزدوری (پوری اجرت لے لی)۔“

(صحیح بخاری، کتاب الموقیت الصلاة، باب من ادرك ركعة من العصر قبل الغروب)

عہد نامہ جدید سے بھی ایک متن پیش ہے جو درج بالا احادیث سے مماثلت رکھتا ہے۔ اگر اس متن کی عبارت کا بغور جائزہ لیا جائے تو تینوں ادیان کی مدت حیات کے بارے میں وضاحت ہوتی ہے۔

”آسمانوں کی بادشاہت اس گھر کے مالک کی مانند ہے جو صبح گھر سے نکلتا کہ اپنے باغ میں مزدور لگائے اور اس نے مزدوروں سے ایک دینار (ہر ایک کے لیے مزدوری) فی دن مزدوری ٹھہرا کر انہیں باغ میں مزدوری کے لیے بھیج دیا۔ پھر پھر چڑھے (نوبے صبح) دن کے قریب نکل کر اس نے اوروں کو بازار میں کھڑے دیکھا۔ اور ان سے کہا کہ تم بھی باغ میں مزدوری کے لیے چلے جاؤ جو واجب (مزدوری مقرر) ہے تمہیں دوں گا۔ وہ بھی مزدوری کے لیے چلے گئے پھر اس نے دوپہر اور تیسرے پہر کے قریب نکل کر ویسا ہی کیا (یعنی اور مزدور باغ مزدوری کے لیے بھیج دیئے)۔

کوئی ایک گھنٹہ دن رہے پھر نکل کر اوروں (مزدوروں) کو کھڑے پایا اور ان سے کہا تم کیوں یہاں تمام دن بے کار کھڑے رہے۔ انہوں نے کہا کسی نے ہم کو مزدوری پر نہیں لگایا۔ اس نے ان سے کہا تم بھی باغ میں مزدوری کے لیے چلے جاؤ۔ جب شام ہوئی تو باغ کے مالک نے اپنے کارندے سے کہا کہ مزدوروں کو بلاؤ اور پچھلوں سے لے کر پہلوں تک سب کو مزدوری دے دو۔ جب وہ آئے جو گھنٹہ بھر دن (سب سے آخر والے) رہے مزدوری پر لگائے گئے تھے، تو ان کو ایک ایک دینار ملا۔

جب پہلے مزدور آئے تو انہوں نے یہ سمجھا کہ ہمیں زیادہ ملے گا لیکن ان کو بھی ایک دینار ملا۔ تو انہوں نے مالک سے شکایت کی کہ ان پچھلوں (سب سے آخر والوں) نے صرف ایک گھنٹہ کام کیا ہے اور تو نے انہیں ہمارے برابر مزدوری دی ہے۔ حالانکہ ہم نے دن بھر بوجھ اٹھایا اور سخت دھوپ سہی۔ مالک نے ان میں سے ایک سے کہا میاں میں تیرے ساتھ بے انصافی نہیں کرتا۔ کیا تیرے ساتھ مزدوری ایک دینار مقرر نہیں کی تھی۔ جو تجھے مل گئی اور چلا جا۔ مالک

نے کہا یہ میری مرضی ہے کہ جتنا تجھے دیتا ہوں اس پچھلے کو بھی اتنا ہی دوں۔ کیا یہ میرا حق نہیں ہے کہ اپنے مال میں اپنی مرضی سے تصرف کروں۔ میری شرافت کی وجہ سے تیری آنکھ میں شرارت آگئی ہے اس طرح آخر والے اول ہو جائیں گے اور اول والے آخر ہو جائیں گے۔“

(متی کی انجیل، باب ۲۰: ۱-۱۶)

کسی بھی امت کی عمر اس کے نبی کی بعثت سے شروع ہو کر بعد میں آنے والے نبی کی بعثت تک ہوتی ہے۔ اسی طرح امت مسلمہ کی عمر حضور نبی کریم ﷺ کی بعثت سے شروع ہو کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام (دوبارہ نزول) کی وفات کے بعد جب ٹھنڈی ہوا چلے گی (اور اس ہوا سے تمام اہل ایمان وفات پا جائیں گے) تک شمار ہوگی۔

احادیث میں یہود و نصاریٰ اور امت مسلمہ کی مدت حیات کا تعین ملتا ہے۔ یعنی یہودی صبح سے دوپہر (نماز ظہر) تک، نصاریٰ دوپہر سے نماز عصر تک اور امت مسلمہ نماز عصر سے غروب آفتاب تک۔

مورخین اور مشاہیر علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی بعثت کے وقت یہودیوں کی عمر ۲۰۰۰ برس سے کچھ زیادہ تھی، جب کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے حضور نبی کریم ﷺ کی بعثت تک تقریباً ۶۰۰ برس (بلحاظ سن عیسوی ۱۲ فروری ۶۱۰ء) کی مدت مانی گئی ہے۔

یہودیوں کی عمر بعثت نبی کریم ﷺ تک = ۲۰۰۰ برس سے کچھ زائد

عیسائیوں کی عمر بعثت نبی کریم ﷺ تک = ۶۰۰ برس

یہودیوں کی اصل عمر = ۱۴۰۰ برس سے کچھ زائد

درج بالا احادیث میں امت محمدیہ کو دوپہر تک مزدوری کرنے والوں (یہودیوں) کے برابر اجرت دینے کی خبر دی گئی ہے۔ یعنی اگر یہودیوں کو ایک قیراط دیا گیا تو مسلمانوں کو بھی

ایک قیراط ملے گا۔ اجر کے لحاظ سے برابر ہیں تو زمانی اعتبار بھی برابر کہا جاسکتا ہے، کیونکہ درج ذیل حدیث میں امت مسلمہ کی مدت حیات نصف یوم قرار دی گئی ہے۔

عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَاصٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ  
إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ لَا تَعْجِزَ أُمَّتِي عِنْدَ رَبِّهَا أَنْ يُؤَخَّرَهُمْ نِصْفَ  
يَوْمٍ قِيلَ لِسَعْدٍ وَكَمْ نِصْفُ يَوْمٍ قَالَ خَمْسُ مِائَةِ سَنَةٍ -

(سنن ابوداؤد، کتاب الملاحم، باب قیام الساعة)

ترجمہ: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

”حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ: بے شک میں امید کرتا ہوں کہ یہ امت اپنے پروردگار کے نزدیک اتنی عاجز تو نہیں ہوگی کہ وہ اسے آدھے دن کی بھی مہلت نہ دے۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ نصف یوم کتنا ہے؟ فرمایا: ۵۰۰ برس (کیونکہ قرآن کریم کے مطابق آخرت کا ایک دن ہزار برس کا ہوگا)۔“

امت مسلمہ کی عمر کے بارے میں مقدمہ ابن خلدون میں علامہ ابن خلدون

نے درج ذیل وضاحت کی ہے۔

”قوموں کی مدت بقاء اور پوری دنیا کی مدت حیات کے بارے میں سہیلی طبری کا حوالہ دیتے ہوئے اہل آثار کا کلام نقل کرتا ہے کہ دنیا کی بقاء آغاز اسلام سے پانچ سو برس تک ہے مگر اس کو زمانہ نے جھٹلا دیا۔ طبری کا استدلال حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کردہ اس حدیث سے ہے کہ انہوں نے فرمایا: **الدُّنْيَا حُمُوعَةٌ مِّنْ جُمُعِ الْأَخِيرَةِ** (کہ دنیا آخرت کا ایک جمعہ ہے) مگر اس کی تشریح نہیں کی۔ اس سے پانچ سو برس کی مدت کا انکشاف کیسے ہوا۔ ممکن ہے آسمان زمین کی مدت کے برابر دنیا

کی مدت مانی گئی ہو اور وہ سات دن ہیں جن میں سے ہر دن ایک ہزار برس کا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **إِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَأَلْفِ سَنَةٍ مَّا تَعُدُّونَ** (کہ دن اللہ کے نزدیک تمہارے شمار سے ایک ہزار برس کا ہے)۔ صحیحین میں حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے مسلمانو! تمہارا کل زمانہ اگلی امتوں کے مقابلے میں اتنا ہے جتنا کہ عصر کی نماز سے مغرب تک کا وقت۔ پھر ارشاد فرمایا کہ میرے اور قیامت کے درمیان اس قدر فاصلہ ہے، پھر شہادت اور ساتھ والی انگلی سے اشارہ فرمایا اور نماز عصر کے وقت کی تعیین ہر چیز کی سایہ اصلی کو چھوڑ کر دو مثل ہونے کی سی ہے۔ اس کا حساب لگایا جائے تو نماز عصر سے مغرب تک کا وقت پورے دن کے ساتویں حصہ کا آدھا بیٹھتا ہے اور شہادت کی انگلی اور بیچ کی انگلی کا فرق بھی اس قدر ہوتا ہے۔

لہذا امت محمد کا زمانہ جمعہ کا ساتواں دن سے آدھا ہوا اور چونکہ جمعہ ایک ہزار برس کا ہے تو اس کا آدھا ۵۰۰ برس ہوئے۔ آنحضرت ﷺ کا دوسرا کلام بھی اس کی تائید کرتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا بعید کہ اللہ تعالیٰ اس امت کو آدھے دن تک ٹھہرائے رکھے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ دنیا کی مدت قبل از اسلام پانچ ہزار پانچ سو برس کی تھی۔ وہب بن منبہ کا قول ہے: کہ دنیا کی مدت بوقت ظہور اسلام پانچ ہزار چھ سو برس (۵،۶۰۰ برس) کی تھی۔“

(علامہ عبدالرحمن ابن خلدون، ترجمہ مولانا سعد حسن خان یوسفی، مقدمہ

ابن خلدون، ص ۳۶۰-۳۶۱)

ایک حدیث میں امت مسلمہ کی عمر نصف یوم قرار دی گئی ہے اور ایک یوم کو ہزار برس کے برابر قرار دے کر نصف یوم کو ۵۰۰ برس کہا گیا۔ جبکہ دو احادیث میں یہودیوں کو بھی نصف یوم تک کام کرنے والے کہا گیا ہے۔ اس طرح بیان کردہ احادیث میں یہودیوں کی عمر کے برابر

امت مسلمہ کی بدت حیات شمار کی جاسکتی ہے۔ جبکہ علامہ ابن خلدون نے وہب بن منبہ کا قول نقل کرتے ہوئے ظہور اسلام سے قبل دنیا کی عمر ۵۶۰۰ برس قرار دی ہے۔

درج بالا بحث سے یہ صورت حال سامنے آتی ہے:

(i) ایک یوم ۱۰۰۰ برس کے برابر قرار دیا گیا ہے

یہودیوں کی عمر نصف یوم = امت مسلمہ کی عمر نصف یوم

۵۰۰ برس = ۵۰۰ برس

(ii) یہودیوں کی عمر = مسلمانوں کی عمر

۱۴۰۰ برس سے کچھ زائد = ۱۴۰۰ برس سے کچھ زائد

(ii) دنیا کی کل مدت حیات ۷۰۰۰ برس کے برابر یعنی ۷۰۰۰ برس

بعث نبوی سے قبل دنیا کی عمر = ۵۶۰۰ برس

باقی مدت (امت مسلمہ کی عمر) قیامت تک = ۱۴۰۰ برس سے کچھ زائد

(iii) زمانے نے بھی اس کی تصدیق کی ہے۔ ۱۴۰۰ برس پورے ہو چکے ہیں۔

اب بنی نوع انسان علامات صغریٰ کی انتہا پر پہنچا ہے، درپے درپے فتنے

رونما ہو رہے ہیں جیسے ایک تسبیح کا دھاگہ ٹوٹ گیا ہو۔

۳۔ کیا امام مہدی کا ظہور ہونے والا ہے؟

امام مہدی کے ظہور کے بارے میں قرون اولیٰ کے مسلمانوں سے بحث چلی آ رہی

ہے اور اس موضوع پر بہت سی کتب بھی لکھی جا چکی ہیں۔ گزشتہ صدیوں میں اسلامی ممالک کی

قطع و برید کے باعث بہت سے لوگوں نے امام مہدی کے ظہور کے تخمینے بھی پیش کئے، ان کے

انتظار میں وقت و وقت گزرتا رہا، لیکن زمانے نے اس کی تصدیق نہ کی۔

بیسویں صدی میں عیسائیوں کے ہاتھوں مکمل شکست و ریخت، آزادی کی طرف سفر،



ان کی پیروی کے سبب اخلاقی، معاشرتی، سیاسی خرابیوں کی انتہا اور مسلمانوں کے خلاف گھیراؤ ہونے کے بعد عام مسلمانوں کی طرف سے یہ سوال بڑی شدت سے سامنے آ رہا ہے کہ کیا امام مہدی پیدا ہو چکے ہیں؟ کیا ان کا ظہور ہونے والا ہے؟ کیا ایسے حالات پیدا ہو چکے ہیں؟ اس سوال کا جواب دینے سے پہلے احادیث پیش کی جا رہی ہیں تاکہ بحث میں آسانی رہے۔

(۱) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ فِيمَا أَعْلَمُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَالَ إِنَّ اللَّهَ يَبْعَثُ لِهَذِهِ الْأُمَّةِ عَلَى رَأْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ يُجَدِّدُهَا دِينَهَا.

(سنن ابو داؤد، کتاب الملاحم، باب ما یدکر فی قرن المائۃ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے علم کے مطابق کہتا ہوں کہ: ”حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ ہر سو (۱۰۰) سال کے پورا ہونے پر اس امت کی (رہنمائی) کے لیے ایک آدمی بھیجتے ہیں جو اس امت کے لیے دین کی تجدید کرتا ہے۔

ب۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

”میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ یہ دین ہمیشہ قائم رہے گا یہاں تک کہ تم پر بارہ خلفاء ہوں گے۔ سب کے سب ایسے ہوں گے کہ امت کا ان پر اجتماع و اتفاق ہو جائے گا۔ پس میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام سنا اور اسے سمجھ نہ سکا تو میں نے اپنے والد سے کہا کہ حضور علیہ السلام کیا فرما رہے تھے؟ انہوں نے کہا کہ: آپ ﷺ نے فرمایا: وہ سب کے سب خلفاء قریش میں سے ہوں گے۔“

(سنن ابو داؤد، کتاب المہدی)

وَلَقَدْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ

عَشَرَ نَقِيبًا. (سورة المائدہ: ۱۲)

”اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے عہد و پیمان لیا اور ان ہی میں سے بارہ

سردار مقرر فرمائے۔“

علامہ ابن کثیر نے اس آیت کی تفسیر میں امت مسلمہ کے لئے قریش میں سے بارہ حضرات نیک (صالح) خلفاء ہونے کی وضاحت اس طرح فرمائی ہے اور اس سلسلے میں احادیث کے حوالے بھی پیش کیے ہیں۔

”حضرت مسروق فرماتے ہیں کہ: ہم لوگ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے تھے۔ آپ ہمیں اس وقت قرآن پڑھا رہے تھے، ایک شخص نے سوال کیا کہ آپ لوگوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بھی پوچھا ہے کہ امت کے کتنے خلیفہ ہوں گے؟ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں جب سے عراق آیا ہوں اس سوال کو تیرے سوا کسی نے نہیں پوچھا۔ ہم نے حضور نبی کریم ﷺ سے اس بارے میں دریافت کیا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: بارہ ہوں گے۔ جتنی گنتی بنی اسرائیل کے نقیبوں (یعنی بنی اسرائیل کے بارہ سردار) کی تھی۔“ یہ روایت سنداً غریب ہے لیکن مضمون حدیث بخاری و مسلم کی روایت سے بھی ثابت ہے۔

”جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے کہ لوگوں کا کام چلتا رہے گا جب تک ان کے والی بارہ شخص نہ ہو لیں۔ پھر ایک لفظ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا لیکن اسے میں نہ سن سکا تو میں نے دوسروں سے پوچھا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے کون سا لفظ فرمایا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ وہ سب قریش سے ہوں گے۔“

(صحیح مسلم میں یہی الفاظ ہیں) یہ بارہ خلیفہ صالح اور نیک بخت ہوں گے جو حق کو قائم کریں گے اور لوگوں میں عدل و انصاف کریں گے۔ اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ یہ سب پے درپے یکے بعد دیگرے ہی ہوں گے۔ پس چار تو پے درپے ہیں یعنی حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ جن کی خلافت بطریق نبوت رہی۔ انہی بارہ میں سے پانچویں حضرت عمر بن العزیزؓ۔ بنو عباس میں سے بھی بعض خلفاء اسی طرح کے ہوئے ہیں اور قیامت سے پہلے ان کی تعداد بارہ ہونی ضروری ہے اور انہی میں سے امام مہدی ہیں، جن کی بشارت احادیث (صحیح ستہ) میں آچکی ہے۔ ان کا نام حضور نبی کریم ﷺ کے نام جیسا ہوگا اور ان کے والد کا نام حضور نبی کریم ﷺ کے والد کے نام پر ہوگا۔“

(تفسیر ابن کثیر، ترجمہ، مولانا محمد صاحب جو ناگرھی، جلد ۱: ص ۷۱۲)

احادیث اور تفسیر ابن کثیر میں اس پر کی گئی بحث سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر صدی کے آغاز پر ایک مجدد بھیجتے ہیں جو دین محمدی میں شامل ہونے والی بدعات اور رسومات کو دور کر کے لوگوں کی دین اسلام کی طرف راہنمائی کرتا ہے۔ ہر صدی کے مجدد کے بارے میں اکابرین مختلف اقوال پیش کرتے رہے ہیں۔ جس طرح کہ بارہویں صدی کے مجدد ”حضرت شیخ احمد سرہندی“ المعروف مجدد الف ثانی“ تھے۔

اسی طرح امام مہدی بھی ایک مجدد کے طور پر صدی کے آغاز میں آئیں گے، جو دین محمدی کے نفاذ، عقائد کی درستگی، لوگوں میں رائج مختلف رسومات اور منکرات کا خاتمہ کریں گے۔ جس طرح احادیث میں ہے کہا گیا ہے کہ امام مہدی خلافت قائم کریں گے اور لوگوں میں اسلام تقویت پکڑے گا۔

امام مہدی کے ظہور کے سلسلے میں سلف صالحین اور علمائے امت کا یہی عقیدہ ہے کہ وہ آخری زمانہ

میں ظاہر ہوں گے۔ ان کا نام حضور نبی کریم ﷺ کے نام پر اور والد کا نام بھی حضور نبی کریم ﷺ کے والد کے نام پر ہوگا (یعنی محمد بن عبد اللہ) ان کی عمر تقریباً ۴۹ برس کی ہوگی کیونکہ چالیس سال کی عمر میں ان کا ظہور ہوگا اور ان کے ہاتھ پر بیعت ہوگی اور خلافت کا اعلان فرمائیں گے۔ امام مہدی کی خلافت کے ساتویں سال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا اور آپ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ مل کر دجال کے خلاف جہاد کریں گے۔ وہ نبی نہیں ہوں گے اور نہ ہی نبوت کا دعویٰ کریں گے تاہم مسلمانوں کی خلافت ان کے ہاتھ ہوگی اور گویا وہ امت مسلمہ کے لیے ایک خلیفہ اور مجدد کے طور پر آئیں گے۔

قارئین کرام! امام مہدی کے ظہور کا علم تو اللہ تعالیٰ کے پاس جو مالک ارض و سما ہے، تاہم علامات صغریٰ کی انتہا اور دنیا کے اطوار بد کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس عاجز کی دانست میں اس سوال کا جواب یہ ہے کہ ہاں شاید درج ذیل وجوہات کی بنا پر امام مہدی کی ظہور فروری ۲۰۱۰ سے ۲۰۱۲ تک یا ۲۰۱۱ تک ہو جائے۔

۱- گزشتہ صفحات میں احادیث کی روشنی میں ہم یہ بحث مکمل کر چکے ہیں کہ امت مسلمہ کی مدت حیات ۱۴۰۰ برس سے کچھ اوپر ہے۔ اب جبکہ ۱۴۰۰ سال سن ہجری کی اور سن عیسوی کے حساب سے پورے ہو چکے ہیں۔ خلیفۃ اللہ (امام مہدی) کا مسلمانوں کی قیادت کے لئے ظہور ممکن ہے۔

۲- انبیاء کرام بنی نوع انسان کو ایک معبود کی اطاعت اور معاشرے کو سیدھے راستے پر چلانے کے لئے مبعوث ہوتے رہے ہیں۔ جب قومیں راہ حق سے بھٹک جاتیں تو اللہ تعالیٰ ان کی رہنمائی کے لئے نئے پیغمبر کو مبعوث فرمادیتے۔ اسی طرح بنی اسرائیل میں نبی اور پیغمبر مبعوث ہوتے رہے۔ جب یہودی راہ حق سے بھٹکے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نئے دین کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ جب عیسائیوں نے راہ مستقیم کو چھوڑ کر گمراہی کا راستہ اختیار کیا تو ایسے میں پھر نئے اور جامع دین کی ضرورت محسوس ہوئی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب حضرت محمد ﷺ کو بطور آخری پیغمبر مبعوث فرمایا اور بنی نوع انسان کی رہنمائی کے لئے آخری کتاب (قرآن مجید) نازل فرمائی۔

مسلمانوں نے قرآن و سنت کی پیروی کرتے ہوئے صدیوں دنیا کی رہنمائی کی لیکن جیسے ہی قرآن و سنت سے دور ہوئے انہیں زوال آ گیا۔ بالآخر بیسویں صدی میں مسلمانوں نے بحیثیت مجموعی عیسائیوں کی زندگی کے ہر شعبے میں تقلید اور پیروی اختیار کر لی۔ یعنی جو قوم آج سے ۱۴۰۰ برس قبل اللہ تعالیٰ کے ہاں گمراہ اور دیوالیہ قرار دی جا چکی تھی، اس قوم (عیسائی) کے طرز زندگی کو اپنالیا گیا۔

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود

یہ مسلمان ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

افسوس صد افسوس! مسلمانوں نے تین سو سال تک عیسائیوں سے پٹنے کے باوجود عبرت حاصل نہیں کی، اب ان کا پلٹنا ممکن نہیں رہا اور نہ ہی اس سے اب دنیا کی پیشوائی ممکن ہے۔ لہذا امام مہدی کا ظہور یقینی ہے تاکہ اسلام کی عظمت رفتہ کو بحال کریں۔

۳- احادیث کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ امام مہدی کا ظہور کسی صدی کے آغاز میں ہوگا۔ سن ہجری اور اکیسویں صدی کا آغاز ہو چکا ہے اور بنی نوع انسان قیامت کی علامات صغریٰ کو چھو رہا ہے، ایسے حالات میں امام مہدی کا ظہور ہو سکتا ہے۔

۴- بعض لوگوں کا خیال ہے کہ امام مہدی کا ظہور اس وقت ہوگا جب مسلمان مکمل طور پر بے بس اور ذلیل و رسوا ہو چکے ہوں گے۔ لیکن یہ دور تو ۲۳-۱۹۲۲ء میں گزر چکا ہے جب شاید کوئی بھی مسلمان ملک آزاد نہ رہا تھا اور تمام مسلم دنیا عیسائیوں کے ہاتھوں مفتوح ہو چکی تھی۔ اس لحاظ سے تو امام مہدی کا ظہور جنگ عظیم اول کے خاتمے پر ہونا چاہیے تھا۔

یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ اس وقت مسلمانوں نے ابھی اہل مغرب کی طرز معاشرت اختیار نہ کی تھی بلکہ ان کا رہن سہن اسلام کے معاشرتی نظام کے تحت تھا۔ اب ہم اسلام کے معاشرتی نظام سے ہٹ چکے ہیں، لہذا وہ وقت آ گیا ہے کہ خلیفۃ اللہ (امام مہدی) کا ظہور ہو، تاکہ وہ دین محمدی کے

نفاذ، عقائد کی درستگی، لوگوں میں رائج مختلف رسومات اور منکرات کا خاتمہ کر کے امت مسلمہ کی عظمت رفتہ کو بحال کر سکیں۔

۵- اس وقت انسان بین البراعظمی میزائلوں اور ۷۰۰۰۰ ایٹم بموں کے سائے میں زندگی گزار رہے اور اکیسویں صدی میں یہ ٹیکنالوجی چھوٹے چھوٹے ملکوں، تنظیموں اور عام لوگوں تک پھیل جائے گی جس سے آنے والے سو سال میں کرہ ارض کی تباہی یقینی ہے۔ لہذا اکیسویں صدی کے آغاز میں امام مہدی کے ظہور کا امکان قوی تر ہے۔

۶- اس وقت یہود و نصاریٰ میں بے شمار پیش گوئیاں زیر گردش ہیں، جن کی تفصیل میں جانا ممکن نہیں۔ بالخصوص عہد نامہ قدیم سیفصل دانیال (بنی اسرائیل کے نبی حضرت دانیال) اور ناسٹر ڈیمس کی رباعیوں پر بہت زیادہ تحقیق ہو رہی ہے اور وہ ۲۰۱۲ء سے قبل ایک بڑی جنگ (ہرمجدون) اور دنیا کی تباہی کی توقع رکھتے ہیں۔ ذیل میں آخری زمانے میں اسرائیل کی ریاست کے قیام کے بارے میں عہد نامہ جدید سے ایک متن پیش ہے۔

”اور خداوند یوں فرماتا ہے کہ: میں بنی اسرائیل کو قوموں کے درمیان سے جہاں جہاں وہ گئے نکال لاؤں گا اور ہر طرف سے ان کو فراہم کروں گا اور ان کے ملک میں لاؤں گا اور میں ان کو اس ملک میں اسرائیل کے پہاڑوں پر ایک ہی قوم بناؤں گا اور ان سب پر ایک ہی بادشاہ ہوگا اور وہ آگے دو قومیں نہ ہوں گے اور نہ دو مملکتوں میں تقسیم کئے جائیں گے۔“

(حزقی ایل، باب ۳۷: ۲۱-۲۲)

اس صورت حال کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ملاحظہ فرمائیں:

وَقُلْنَا مِنْ بَعْدِهِ لِبَنِي إِسْرَائِيلَ اسْكُنُوا الْأَرْضَ فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ الْآخِرَةِ جِئْنَا بِكُمْ لَفِيفًا-

(سورۃ بنی اسرائیل: ۱۰۴)

ترجمہ: ”اس کے بعد ہم نے بنی اسرائیل سے کہا کہ تم اس ملک میں رہو سہو۔ پھر جب آخرت کا وعدہ آجائے گا تو ہم تم سب کو جمع کر کے لے آئیں گے۔“

اب اگر صورت حال یہاں تک واضح ہو چکی ہے، عیسائی ممالک نے مسلمانوں کے گرد گھیرا تنگ کر دیا ہے اور اتحادی ممالک (عیسائیوں) نے عرب ممالک کی ناکہ بندی ہے، جبکہ پاکستان اور ایران کی باری کا ذکر بھی آئے روز میڈیا پر سننے میں آ رہا ہے۔ ذرا تصور کریں اگر پاکستان اور ایران کے ساتھ بھی وہی کچھ ہوتا ہے، تو کیا خیال ہے، ہم وہاں تک پہنچ نہیں گئے۔

۷۔ اتحادی ممالک اور ایران کے درمیان موجودہ کشمکش کے پیش نظر عیسائی ممالک کا عرب ممالک سے مل کر روس، چین اور ایران کے خلاف ایک بڑی جنگ کا قوی امکان ہے۔ شاید یہ وہی جنگ ہو جس کی نشاندہی احادیث میں کی گئی ہے کہ اس جنگ کے خاتمے اور جنگ اعماق یادابق کے درمیانی عرصہ میں امام مہدی کا ظہور ہوگا۔

### ۴۔ آخری گزارش

۱۔ مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان ٹکراؤ کے لئے موجودہ دور میں طاقت کا توازن بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ کیونکہ حزب الشیطان کے مقابلے میں حزب اللہ کی طاقت کا بتدریج بڑھنا حضرت امام مہدی کی آمد کی طرف ایک اشارہ ہے اور یہ طاقت ان جنگوں کا ہر اول دستہ ثابت ہوگی جو امام مہدی کے ظہور سے قبل شروع ہو کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دجال کے خلاف آخری معرکہ تک جاری رہیں گی۔ نیز مشاہیر اسلام کا نقطہ نظر یہ رہا ہے کہ امام مہدی کے ظہور سے قبل ایمان و ایقان کے اعتبار سے مسلمانوں میں ذہنی اور فکری تبدیلی پیدا ہو چکی ہوگی۔ لہذا امام مہدی کے خلافت سنبھالتے ہی مسلمان جہاد کا آغاز کر دیں گے اور مسلمانوں میں قرون اولیٰ کا دور ضرور آئے گا۔ ذیل میں مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان طاقت کے

توازن کی تفصیل پیش ہے۔

زمانہ/صدی	مسلمان	یہود و نصاریٰ/دیگر طاقتیں
ظہور اسلام سے ۷۵۰ء تک	۷۰	۳۰
۷۵۰ تا ۱۰۰۰ء عباسی دور	۸۰	۲۰
۱۰۰۰ تا ۱۳۰۰ء (بشمول صلیبی جنگیں/تاتاری وغیرہ)	۵۰	۵۰
۱۳۰۰ تا ۱۶۰۰ء (قسطنطنیہ کی فتح/ترکوں کا عروج)	۷۰	۳۰
۱۶۰۰ تا ۱۷۰۰ء (زوال شروع ہوا-سقوط غرناط)	۵۰	۵۰
۱۷۰۰ تا ۱۸۰۰ء (یورپ کی ترقی/بلغاریں)	۴۰	۶۰
۱۸۰۰ تا ۱۹۰۰ء (اکثر مسلم ممالک ختم ہو گئے)	۲۰	۸۰
۱۹۰۰ء تا ۱۹۲۲-۲۳ء (خلافت ختم/کوڑے جھاگ کی مانند)	۱	۹۹
۱۹۲۲ تا ۱۹۴۵ء (جنگ عظیم کے خاتمہ تک)	۵	۹۵
۱۹۴۵ تا ۱۹۷۰ء (اکثر مسلم ممالک آزاد ہوئے)	۱۵	۸۵
۱۹۷۰ء تا ۱۹۹۷ء (مسلم ممالک میں عسکری ترقی کا رجحان میزائل وغیرہ/عیسائیوں سے جنگیں)	۲۵	۷۵
۱۹۹۸ء تا ۲۰۰۷ء (مسلمان ایٹمی طاقت اور میزائل		
ٹیکنالوجی میں مسلمانوں کی کامیابی/عیسائیوں سے جنگیں)	۳۵	۶۵



۲- جیسا کہ گزشتہ ابواب میں بحث کی جا چکی ہے کہ علامات کبریٰ کے شروع ہونے پر قیامت کے بالکل قریب آنے میں کوئی شک نہیں رہے گا، کیونکہ اس میں مدت کا تعین ملتا ہے، جس کی تفصیل حسب ذیل ہے:

- ۱- امام مہدی کے ظہور سے دجال کی آمد تک = ۷ سال
- ۲- (بعض احادیث میں ۵ سال، ۸ سال یا ۹ سال)
- ۳- دجال کا عرصہ = ایک سال ۲ ماہ ۱۴ دن
- ۴- حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زمانہ بعض احادیث میں ۷ سال جبکہ بعض احادیث میں مدت ۴۰ سال بیان ہوئی ہے، تاہم سلف نے اس طرح تطبیق کی ہے - ۳۳ سال پہلے کا عرصہ

اور دوبارہ نزول کے بعد ۷ سال = ۷ سال

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد ٹھنڈی ہوا چلے گی، جس سے مسلمان وفات پا جائیں گے۔ اس کے بعد کتنا عرصہ مزید لگے گا، اس کا علم اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔  
قارئین کرام!

آخر میں اس عاجز کی طرف سے عرض ہے کہ قرب قیامت کی درج بالا علامات (جن میں وقت کا تعین موجود ہے) کے حوالے سے میری اس کاوش کا مرکز و محور اللہ تعالیٰ کے پیارے حبیب اور ہم سب کے آقا اور سردار حضور نبی کریم ﷺ کی پیدائش مبارک کے ۱۴۰۰ شمسی سال (۴- اپریل ۱۹۷۱ء) پورے ہونے سے لے کر آپ ﷺ کے وصال کے ۱۴۰۰ شمسی سال (۶ جون ۲۰۳۲ء) تک کا درمیانی عرصہ ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔



## کتابیات

### القرآن الکریم

#### تفاسیر

✽ ابن کثیر، عماد الدین ابوالفداء اسماعیل بن عمر، تفسیر القرآن العظیم،  
(اردو ترجمہ مولانا محمد صاحب جونا گڑھی)، حذیفہ اکیڈمی،  
اردو بازار، لاہور۔

✽ پانی پتی، قاضی محمد ثناء اللہ عثمانی مجددی، تفسیر مظہری،  
دارالاشاعت، اردو بازار، کراچی، ۱۹۹۹ء۔

#### کتب احادیث

✽ ابن کثیر، عماد الدین ابوالفداء اسماعیل بن عمر، النہایۃ فی الفتن  
والملاحم، دارالمعرفة، بیروت، لبنان، ۲۰۰۱ء۔

✽ ابن ماجہ، الحافظ ابی عبداللہ بن یزید القزوی، سنن ابن ماجہ،  
دارالمعرفة، بیروت، لبنان، س-ن

✽ ابی داؤد، سلیمان بن الأشعث السجستانی، سنن ابی داؤد، (اردو ترجمہ  
مولانا محمد زکریا اقبال)، دارالاشاعت، اردو بازار، کراچی۔

- ✽ الامام احمد بن حنبل ، مُسند احمد بن حنبل ، بیت الافکار الدولية ، لبنان ، ۲۰۰۳ء۔
- ✽ البخاری ، أبو عبد الله محمد بن اسماعیل ، صحیح البخاری ، (اردو ترجمہ علامہ وحید الزمان) ، حذیفہ اکیڈمی ، اردو بازار ، لاہور ، اپریل ۲۰۰۰ء۔
- ✽ الترمذی ، أبو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ، سنن الترمذی ، (اردو ترجمہ مولانا بدیع الزمان) ، محمد علی کارخانہ اسلامی کتب ، اردو بازار ، کراچی ۔
- ✽ محمد ابوالحسن سیالکوٹی ، مولانا ، فیض الباری شرح اردو صحیح بخاری ، مکتبہ اصحاب الحدیث ، حسن مارکیٹ ، اردو بازار ، لاہور۔
- ✽ الامام مسلم بن الحجاج ، صحیح مسلم ، (اردو ترجمہ علامہ وحید الزمان) ، ادارہ اشاعت دینیات ، اردو بازار ، لاہور ۱۹۸۵ء۔
- ✽ نسائی ، أبو عبد الرحمن ، سنن نسائی ، (اردو ترجمہ علامہ وحید الزمان) ، اسلامی اکادمی ، اردو بازار ، لاہور ، ۱۹۸۵ء۔
- ✽ النیشابوری ، الحافظ أبی عبد الله الحاکم ، المستدرک علی الصحیحین ، دارالمعرفة ، بیروت ، لبنان ۔
- ✽ الحافظ نعیم بن حماد ، الفتن ، دار لکتب العملية ، بیروت ، لبنان ۲۰۰۳ء۔
- ✽ ولی الدین ، محمد بن عبد الله الخطیب اللعمری ، مشکوة شریف ، (اردو ترجمہ عبد الحلیم علوی) ، مکتبہ رحمانی ، اردو بازار ، لاہور۔

### اردو کتب

- ✽ ابن خلدون ، علامہ ، مقدمہ ابن خلدون ، مترجم مولانا سعد اللہ یوسفی ، نور محمد اصح المطابع و کارخانہ تجارت کتب ، آرام باغ ، فریر روڈ ، کراچی ، سن۔ن۔

ابن قیمؒ، حافظ، کتاب الروح، مترجم مولانا راغب رحمانی، نفیس اکیڈمی، اسٹریٹن روڈ، کراچی، ۱۹۸۲ء۔

ابو حامد محمد بن غزالیؒ، امام، کیمیائے سعادت، مترجم علامہ ذوالفقار علی، ضیاء القرآن پبلیکیشنز، لاہور، جولائی ۲۰۰۱ء۔

ابوالکلام آزاد، مولانا، انبیائے کرام (ابوالکلام آزاد کے مقالات کا مجموعہ)، مرتبہ غلام رسول مہر، شیخ غلام علی اینڈ سنز، ۱۷-ہسپتال روڈ، لاہور۔

احمد تھامسن، دجال ایک فتنہ، مترجم انجم سلطان، حق پبلی کیشنز، چیٹر جی روڈ، اردو بازار، لاہور، ۲۰۰۵ء۔

اسرار عالم دہلوی، فتنہ دجال اکبر: خطرات و تدبیر، دارالعلم، نئی دہلی، انڈیا، ۲۰۰۰ء۔

اسرار عالم دہلوی، فتنہ دجال، جلد سوم، دارالعلم، نئی دہلی، انڈیا، دسمبر ۲۰۰۱ء۔

اسرار عالم دہلوی، معرکہ دجال اکبر: تفکیر، تدبیر اور تعمیل، دارالعلم، نئی دہلی، انڈیا، ۲۰۰۳ء۔

اسرار عالم دہلوی، امت مسلمہ کا بحران تفکیر، تدبیر اور تعمیل، دارالعلم، نئی دہلی، انڈیا، ۲۰۰۶ء۔

الاشقر، الشیخ عمر سلیمان، جن اور شیاطین کی دنیا، مترجم عبدالسلام سلفی، الامتیا، لاہور، س-ن۔

امین محمد جمال الدین، امت مسلمہ کی عمر، مترجم پروفیسر خورشید عالم، مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن، لاہور، ۲۰۰۳ء۔

امین محمد جمال الدین، ہرمجدون (Armageddon): ایک ہولناک بین الاقوامی جنگ،

مترجم پروفیسر خورشید عالم، صفحہ پبلشرز، ۱۹-۱-۱، ایبٹ روڈ، لاہور، ۲۰۰۳ء۔

تنویر احمد خان، حافظ، ڈاکٹر، موجودہ صدی اور ظہور مہدی، کتب خانہ غفران، چاہ سلطان،

راولپنڈی، ۲۰۰۵ء۔

جاوید اکبر انصاری، ڈاکٹر، مغربی تہذیب: ایک معاصرانہ تجزیہ، شیخ زاید اسلامک سنٹر، جامعہ پنجاب،

لاہور، ۲۰۰۲ء۔

❁ جیلانی، حضرت شیخ عبدالقادر، غنیۃ الطالبین، مترجم و ترتیب شمس الدین صدیقی، پروگریسو بکس، ۴۰- اردو بازار، لاہور، ۱۹۹۰ء۔

❁ الحوالی، ڈاکٹر سرفراز بن عبدالرحمان، یوم الغضب (بالآ خر کیا ہوگا)، مترجم رضی الدین سید، انٹرنیشنل انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک ریسرچ، گلشن اقبال، کراچی، ۲۰۰۲ء۔

❁ رشید احمد خان، تاریخ مذاہب، چھٹا ایڈیشن، زمرد پبلی کیشنز، کوئٹہ، ۲۰۰۰ء۔

❁ رضی الدین سید، معرکہ عظیم، نیشنل اکیڈمی آف اسلامک ریسرچ، کراچی، ۲۰۰۵ء۔

❁ سید قطب شہید، مناظر قیامت، مترجم محمد نصر اللہ خان، مکتبہ تعمیر انسانیت، اردو بازار، لاہور، س-ن۔

❁ سیوہاروی، محمد حفظ الرحمن، قصص القرآن، انڈیا لیتھو پرنٹنگ پریس، دہلی، س-ن۔

❁ شامزئی، مفتی نظام الدین، مولانا، عقیدہ ظہور مہدی: احادیث کی روشنی میں، الفیصل پرنٹرز، کراچی، س-ن۔

❁ شاہین کوثر، نافرمان لوگ اور عذاب الہی، مکتبہ فانوس، ۳- گوروارجن سنگھ، لاہور، ۱۹۹۲ء۔

❁ عاصم عمر، مولانا، تیسری جنگ عظیم اور دجال، الحجر پبلی کیشنز، کراچی، ۲۰۰۷ء۔

❁ عبدالعزیز مصطفیٰ کامل، ہزارہ سوم کی قیامت صغریٰ: دنیا تیسری عالمی جنگ کے دہانے پر، مترجم مولانا سید سلمان حسینی ندوی، مجلس نشریات اسلام، ۳- ناظم آباد مینشن، ناظم آباد-۱، کراچی، س-ن۔

❁ غلام حسین، حاجی، قرآن اور کائنات، جنگ پبلشرز، ۱۳- سرآغا خان روڈ، لاہور، ۱۹۹۳ء۔

❁ فضل کریم، پروفیسر، ڈاکٹر، قرآن اور جدید سائنس، فیروز سنز لمیٹڈ (پرائیویٹ)، لاہور، ۱۹۹۹ء۔

❁ فضل کریم، پروفیسر، ڈاکٹر، کائنات اور اس کا انجام، جنگ پبلشرز، ۱۳- سرآغا خان روڈ، لاہور، س-ن۔

کیرن آرم سٹرانگ، یروشلم: ایک شہرتین مذاہب، مترجم طاہر منصور فاروقی، تخلیقات، ۳- مزنگ روڈ، لاہور، ۲۰۰۲ء۔

کیرن آرم سٹرانگ، مقدس جنگ، مترجم محمد احسن بٹ، نگارشات پبلشرز، ۲۲- مزنگ روڈ، لاہور، ۲۰۰۲ء۔

کیلانی، محمد اقبال، علامات قیامت کا بیان، حدیث پبلی کیشنز، ۲- شیش محل روڈ، لاہور۔

گریس ہال، صلیبی جنگ: عالم اسلام پر امریکی یلغار کیوں، تقدیم فلسطین کا ایک عاشق، الاقصی پبلشرز، کراچی، ۱۴۲۸ھ۔

مبشر حسین، حافظ، قیامت کی نشانیاں: صحیح احادیث کی روشنی میں، مبشر اکیڈمی، اردو بازار، لاہور، ۲۰۰۲ء۔

محمد امین، ڈاکٹر، اسلام اور تہذیب مغرب کی کشمکش، بیت الحکمت، غزنی سٹریٹ، لاہور، ۲۰۰۶ء۔

محمد انور بن اختر، دنیا بھر کے مسلمانوں کا قتل عام، مکتبہ ارسلان، اردو بازار، کراچی، ۲۰۰۳ء۔

محمد عبدالمجید صدیقی، دنیا جنگوں کے دھانے پر، فیروز سنز لمیٹڈ (پرائیویٹ)، لاہور، ۱۹۹۹ء۔

محمد مظہر الدین صدیقی، اسلام اور مذاہب عالم، ادارہ ثقافت اسلامیہ، ۲- کلب روڈ، لاہور، ۲۰۰۲ء۔

مدر حسین سیان، دجال اور قیامت کی نشانیاں، علم دوست پبلی کیشنز، ۲۵- لویر مال، لاہور، ۲۰۰۶ء۔

مشکور حسین یاد، پروفیسر، سورۃ العصر: قرآن حکیم اور جدید ترین نظریہ تاریخ، ۴۲- دی مال، لاہور، س-ن۔

منصور پوری، قاضی محمد سلیمان، رحمۃ للعالمین: سیرۃ النبی ﷺ، شیخ علام علی اینڈ سنز، کشمیری بازار، لاہور، نومبر ۱۹۵۳ء۔

✽ مورس بونکے، بائبل، قرآن اور سائنس، مترجم شہد الحق عبدالحق، تاج کمپنی، ۱۳۵۱-  
ترکمان گیٹ، دہلی، ۱۹۹۲ء۔

✽ ندوی، شاد معین الدین احمد، تاریخ اسلام، نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد، س-ن۔

✽ نور بخش توکلی، پروفیسر، سیرت رسول عربی ﷺ، ادارہ الاویس، الترطبہ مارکیٹ، مزنگ چوٹی،  
لاہور، ۱۹۹۳ء۔

✽ وحید الدین خان، انشدا کبر، دارالتمد کیر، غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور، ۲۰۰۶ء۔

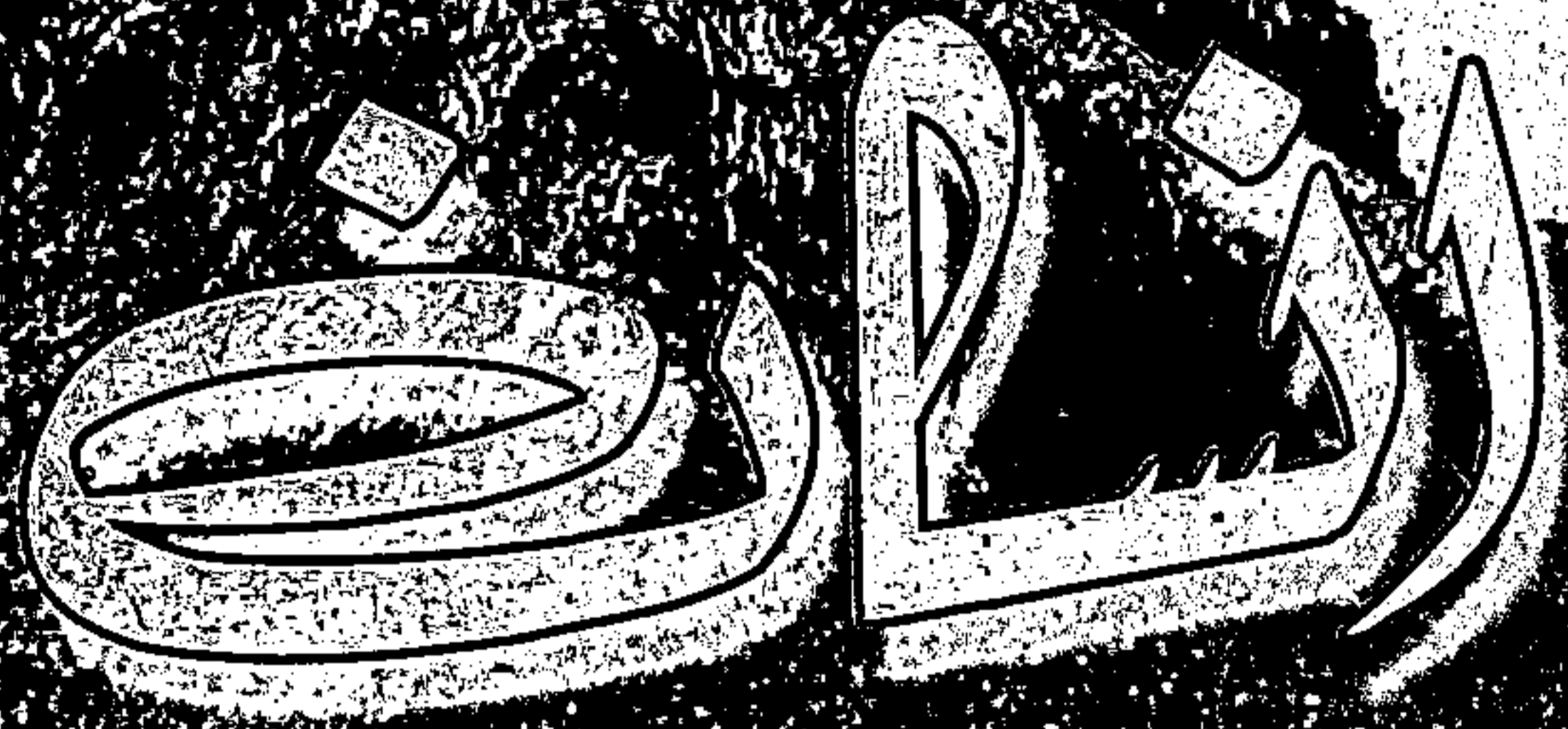
✽ وحید الدین خان، مسلمانوں کے عروج و زوال کی داستان: تاریخ افکار و سیاست اسلامی،  
دوست ایسوسی اٹس، اردو بازار، لاہور، ۱۹۹۶ء۔

✽ الجبوری، علی بن عثمان (المعروف داتا گنج بخش)، کشف المحجوب، مترجم سید غلام معین الدین،  
الحمد پبلی کیشنز، لنیک روڈ، لاہور، ۲۰۰۰ء۔

## کتاب دیگر ادیان سماویہ

- ✽ کتاب مقدس (عہد نامہ قدیم - عہد نامہ جدید)، پاکستان بائبل سوسائٹی انارکلی، لاہور۔
- ✽ خیر اللہ، ایف - ایس پادری، قاموس الکتاب، مسیحی اشاعت خانہ، ۳۶ - فیروز پور روڈ، لاہور، س - ن۔
- ✽ رابرٹ وین ڈی ویئر، یہودیت: تاریخ، عقائد، فلسفہ، مترجم ملک اشفاق، بک ہوم، لاہور، ۲۰۰۶ء
- ✽ رابرٹ وین ڈی ویئر، مسیحیت: تاریخ، عقائد، فلسفہ، مترجم ملک اشفاق، بک ہوم، لاہور، ۲۰۰۷ء۔
- ✽ یونس عامر، بنی اسرائیل کا نبی یاد دنیا کا نجات دہندہ، مسیحی اشاعت خانہ، فیروز پور روڈ، لاہور، ۱۹۹۷ء۔
- 
- ✽ اردو دائرہ معارف اسلامیہ (کئی جلدیں)، زیر اہتمام دانش گاہ پنجاب، لاہور۔
- ✽ مجلہ الدعوة (کئی شمارے)
- ✽ روزنامہ نوائے وقت (میگزین) لاہور





# قیامت کی دلیلیں